بلاغت الحسین

ترجمہ

مولانا سید محمد باقر النقوی مرحوم سابق مدیر اصلاح
کھجوا بہار

قیمت =/7

حصہ دوم

امام حسینؑ کے خطوط و مراسلات

از فدائے ملت محسن قوم جناب شیخ ممتاز حسین صاحب جونپوری مرحوم سابق
صدر انجمن وظیفہ سادات و مومنین لکھنؤ

آج زیر نظر کتاب بلاغۃ الحسینؑ کی روشنی میں واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کو ہم اس مقدمہ میں نئے عنوان سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک اقوام عالم اور تمام ملکوں کے تمدن و ترقی کی رفتار اور تاریخ پر نظر کی جائے اور خود وہ بلند پایہ چیز جس کا نام اور مفہوم انسانیت ہے اس پر گہرا تاریخی تبصرہ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ہر زمانے میں ہر جگہ اور ہر سرزمین پر جو بلند نظر ہستیاں عالم وجود میں آتی گئیں اور وہ تکمیل انسانیت کے لیے سرگرداں رہیں ان کے کردار اور عمل کو دیکھا جائے تو ایک ایسے راز کا پتہ چلتا ہے کہ جس پایہ پر انسانیت کو پہونچنا چاہئے اس حد تک انسانیت ابھی نہیں پہونچی۔

رسولؐ اور خاندان اہلبیتؑ کی منتخب فردیں بذات خود اس بلند پایہ پر بفضل خداوندی سے فائز تھیں اور دنیا کو اسکی تعلیم دیتی رہیں اور تکمیل انسانیت کے لئے کوشاں تھیں مگر زمانے نے ان کا ساتھ نہ دیا اور ان کے قدرتی معیار بلند کو دنیا سمجھ نہ سکی اور یہ منتخب ہستیاں جو یادگار نقوش عمل چھوڑ گئیں یا دنیا کے بعض حکماء مثل سقراط وغیرہ نے وحدانیت اور انسانیت کی ترقی کے لئے جو کچھ کیا اس نظریہ پر ہزارہا ہزار سال آگے

آنے والے زمانے کے بعد شاید دنیا کی نظر پہونچے اور اس پر عمل ہو تو ہو اس کمال انسانیت کا وہ راز جو توحید اور وحدانیت کے پھیلنے میں واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کے کردار اور سیرت میں چھپ کر اسلیئے رہ گیا کہ کربلا کی جنگ سر کرنے کے لئے جتنی مصیبتیں خود امام حسین علیہ السلام اور اُن کے خاندان اور تابعین نے جھیلیں وہ اتنی دردناک اور انسانیت سوز تھیں کہ دنیا خود اُس کے بوجھ اور غم کے دباؤ سے عہدہ برآ نہ ہوسکی اور کربلا کے واقعہ کی خاص خصوصیت اور امام حسین علیہ السلام کے بلند سے بلند تر اور غیر فانی کردار کی قدر کرنا بھول گئی اس لیئے واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کو ہم دنیا کے سامنے عام انسانیت کی روشنی میں نہ پیش کرسکے اور خود امام حسینؑ کے علمی و عملی کمالات اور کردار کے بدرجہا محاسن اُجاگر ہی نہ ہوسکے۔

یورپ کے مصنفین سوماربین اور جوزف اپنی اپنی تصانیف میں صرف اتنا اشارہ کر گئے کہ امام حسینؑ اپنے عہد کے سب سے بڑے سخی اور بڑے زبردست سیاستداں اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ کسی نے صبر و استقلال اور ہمت وغیرہ کی تعریف کی۔ مرثیہ میں امام حسینؑ اور طرح پیش ہوئے۔

نظر سے بہت ہی دور اور صدہا سال کی راہ طے کر کے نظر آنے والے انسانیت کے جلوؤں کو جو بعد زمانے میں نظر آئیں گے کسی طرح بھی کوئی نہ دکھا سکا اور یورپ والوں اور دنیا کے اہل علم و ادب، نسانوں کے لیئے امام حسینؑ کا کوئی لٹریچر سامنے نہ تھا اس لیئے مدت سے دل تڑپتا تھا کہ علم و ادب، اخلاقیات اور دیگر کمالات انسانی کی اعلیٰ ترقی کا جلوہ کربلا اور امام حسینؑ کی ذات سے دکھایا جاتا مگر ایسا سامان نہ ہوا۔

جناب جوش ملیح آبادی تے تلامذ الرحمان کے زمرے میں ہونے کی وجہ سے

اس پر پچھلی نظر دوڑائی یعنی انسانیت اعلیٰ سب منزلیں طے کر کے اس منزل پر پہنچی تھی جس پر حسینؑ پہونچ کر کارنمایاں کر گئے اور اس طرف اشارہ یوں کر گئے ؎

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ۔ ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

خدا بھلا کرے علامۂ دوراں عالم متبحر جناب مولانا حکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ کے پوتے مولوی سید محمد باقر صاحب مولوی فاضل، صدر الافاضل کھجوی کا جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کے بیحد فصیح و بلیغ خطبے، خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات کا اس تالیف سے ترجمہ کر کے پیش کیا جو جناب علامہ مصطفےٰ الحسن الموسوی اکاڑی نے جمع کیا ہے اور کربلا کے حسینی عمل کی ان اقوال سے مطابقت کا ادبی مواد اس طرح فراہم ہو گیا حقیقتاً یہ بڑی خدمت ہے جو اپنی زبان کے ادب اور علوم اور انسانیت کے لئے ان حضرات نے کی ہے۔ اس لٹریچر نے امام حسینؑ کی بلند اور عالمانہ ہستی کی وہ شان پیش کر دی جو مخفی تھی۔

توصیف کلام

یہ تصنیف بلاغۃ الحسینؑ اپنی جگہ تعریف اور ادبی محاسن اور انسانیت وحدانیت و دین و دنیا کی تعلیم کے لئے ایک مختصر اور جامع انسائکلوپیڈیا ہے جس کی نظیر اس وقت شاید دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے لٹریچر میں کمتر ملے گی خصوصاً توحید کی تعریف میں ہمارا خیال ہے کہ کم سے کم اور عام فہم لٹریچر کہیں نہ مل سکے گا۔ اس دعوی میں شک ہو تو روسی، جرمنی، انگریزی، پرتگالی اور دیگر زبانوں میں اسکا ترجمہ کر کے بازار تمدن و تہذیب کی تمام تصانیف کے مقابلہ میں رکھ کر خود اطمینان کر لے، اتنے اختصار اتنے پر مطالب اتنے ادبی محاسن، اتنے زور اور طاقت لئے کلمات کا ادا ہو جانا جس طرح کلام امامؑ میں ہیں۔ اگر ادیب کے لئے

ناممکن نہیں تو آسان بھی نہیں اس میں توحید کا خطبہ واقعہ کربلا کے لئے بمنزلہ روح کے ہے، امام ؑ کے لٹریچر کے زور اور نثر میں نظم کے مدوجزر کی کیفیت کو واضح کرنے کی غرض سے اور صرف سمجھانے کے لیئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ شیکسپیئر۔ انیس۔ فردوسی۔ تلسی داس۔ ہومر وغیرہ کے کلام اور خیالات کے اواہونے کی تعریف اسی لئے تو کی جاتی ہے کہ تخئیل اور ادبی محاسن اور ادائے کلام کا طریقہ اتنا مکمل ہے اور اتنا مختصر اور تمام حدود سے درست ہے کہ وہ بات ہر انسان کے بس کی نہیں لیکن ان تمام ادیبوں کا حکیم روحانی سے کیا مقابلہ۔ کہاں دنیاوی علم کہاں روحانی فیوض کا اثر۔

بلاغت الحسین ؑ کی نثر میں تمام محاسن کو گہری تنقیدی نظر سے ڈھونڈ ھیئے تو گویہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریا ہے جو بڑی تیزی اور روانی سے بہتا چلا جاتا ہو اور ادبی جواہر پارے اور موتی ہر موج کے ساتھ کروٹیں بدلتے اور ڈھلتے اور آپ ہی آپ بہتے چلے جارہے ہیں۔ اس مجموعہ کی عربی عبادت میں صنعت مراعات النظیر، صنعت تضاد وغیرہ کا استعمال بڑی بے تکلفی سے ہورہا ہے اور ادبی تمام خوبیوں سے کلام مملو ہے۔

اس مجموعہ بلاغت الحسین ؑ میں امامؑ کے اصل کلام کو ایک صفحے پر لکھا گیا ہے اور نہایت سلیس ترجمہ سامنے کے صفحے پر ہے۔ یہ طریقہ مسلسل عبارت کے پڑھنے اور لطف اٹھانے کے ساتھ روانی میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ عبارت کی بڑی خوبی اور مصنف کی قادر الکلامی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ کلام میں ایجاز و اختصار ہو اور اسمیں مطالب زیادہ ہوں۔ یہی وجہ ہو کہ نظم میں یہ باتیں بدرجہ اتم ہوتی ہیں اور اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ نثر میں کچھ زیادتی ہوتی ہی ہے اسلیئے عموماً یہ باتیں اور خوبیاں اکثر نظر انداز ہو جاتے ہیں اور کلام کا تجزیہ کیا جائے تو بڑے بڑے ادیب کو اس کا خیال کہیں کہیں نہیں رہتا اگر ان کی ایک ہی صنعت کو تمام مجموعہ بلاغت الحسینؑ

میں دیکھا جائے تو ہر جگہ یہ صفت اس طرح پائی جاتی ہے جیسے رنگ، سنگ، ڈھنگ کسی نگینہ میں ہوں اس کی تائید میں اور جہاں کہیں امام حسین ؑ کا کلام ملتا ہے ڈیڑھ دو لفظوں میں جو بات آپ نے ادا فرمادی ہے وہ صفحات میں ادا نہیں کیجا سکتی۔

امام حسین ؑ کا قول ہے الصدق عز سچائی عزت ہے السر امانۃ بھید امانت ہے الخلق الحسن عبادۃ اچھا خلق عبادت ہے۔ ان جملوں کی تشریح سرفراز پریس کی ایک مطبوعہ کتاب "انوار حکمت" کے دیکھنے سے امام حسین علیہ السلام کے ایجاز اور اختصار کے جوہر اور واضح ہوتے ہیں اور اس قسم کے ایجاز و اختصار تمام اس کتاب میں جلوہ ریز ہیں۔ زیر نظر کتاب بلاغت الحسین ؑ میں سلسلہ توحید لا تحلہ فی ولا توقتہ اذ ولا توامرہ ان میں نصاریٰ کے عقائد کی رد بحسن اختصار سے یوں کی گئی ہے کہ خدا کی ذات حلول سے بری ہے نہ اسمیں کوئی چیز سما سکتی ہے نہ وہ کسی شے میں سما سکتا ہے (ف) اور (اذ) کے لفظ سے جو کام لیا گیا ہے وہ اختصار و ایجاز کا حد اعجاز ہے۔ اگر اس کتاب کے اسی باب اول کے پہلے خطبہ توحید کی کوئی تشریح کرنا چاہے تو جن مطالب کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے ڈیڑھ دو لفظوں میں ادا کر دیا ہے وہ صفحات میں بھی ادا کرنے سے مطالب تشنہ رہ جائیں گے۔

سند و ثبوت مطالب کہاں سے یہ کلام ملا اور آیا یہ امام حسین ؑ کا کلام ہے بھی یا نہیں، اسکے اسناد یکجا کرنے اور ثبوت و دلائل مہیا کرنے کے سب اسباب موجود ہیں مگر سلسلہ بسلسلہ ان کو ایک جگہ قلمبند کرنے میں طوالت ہے۔ ایک جو سب سے اہم اور بڑا ناقابل تردید ثبوت ہے وہ ادبی عنوان اور ذوق سلیم کے ذریعہ سے بہم پہنچتا ہے اور اس کو ان بڑے بڑے ادیب

عربی دانوں سے معلوم کیا گیا ہے جن کی عمریں تعلیم و تحصیل و مشاغل ادبی و مذہبی میں یہاں اور عرب کے ملک میں اور فقیہ و ادیب کی صحبتوں میں گزری ہے اور وہ بات یہ ہے کہ اہلبیت علیہم السلام کی ایک خاص زبان ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے خطبات "نہج البلاغہ"، "صحیفہ علویہ" اور دیگر اقوال اور امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے ادعیہ "صحیفہ کاملہ" سے امام حسین علیہ السلام کے کلام بلاغت نظام کے عنوان کی پوری پوری مماثلت ہوتی ہے۔ امام عالی مقام کے عہد کی جو زبان ہے، خاندان اہلبیتؑ کا جو طرز بیان اور ادائے خیال کا جو عنوان ہے سب اس کلام میں پایا جاتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام علم و کمال کے وہ منور آفتاب ہیں جو رسولؐ، فاطمہ، علی اور حسن علیہم السلام جیسے آفتاب و ماہتاب سے ضیا گیر اور خود ضیا پاش ہیں ان کے نور کے پرتو امام چہارم جیسے ادیب کامل ہیں جن کی صحیفۂ کاملہ میں کتنے علوم کے مسائل اس طرح حل ہو گئے ہیں جیسے بہت سی دوائیں ایک ساتھ ہل حل گئی ہوں۔ یہی باتیں بلاغۃ الحسینؑ میں بھی ہیں جو قرآن کی فصاحت، نہج البلاغہ کے زور بیان کا قدر شناس ہو وہی بلاغت الحسین کے کلام کی سچی قدر کر سکتا ہے۔

بلاغۃ الحسینؑ میں حسن بصری جیسے عالم کے استفسار کے جواب میں قدر کے تشریح و مطالب کو جس طرح امام حسینؑ نے بے تکلف بیان فرمایا ہے اس نے علم کلام کے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے اس سے نہ صرف امام حسین عؑ کے ذاتی اور خاندانی ادبی و مذہبی کمال کا اظہار ہوتا ہے بلکہ حسن بصری جیسے عالم کا اعتقاد جو امام حسینؑ سے استفسار کر کے حصول اطمینان کے متعلق ہے اس کا بھی ثبوت

ملتا ہے۔ تمام متقدمین و متاخرین علمائے اسلام کی تفسیریں اٹھا کر مقابلہ کیا جائے اور دیگر اقوام اور ملل کے اہل علم کے کمالات پر نظر کی جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ امام حسینؑ کے علم میں کوئی ایسی شان ہے جو اور جگہ نہیں ملتی اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ خاندانی صحبت و تعلیم جس کا واسطہ عالم قدس اور در سگارہ نعما وندی سے ہے اس کے فیوض سے امام کا سینہ مملو تھا۔ خاندان اہلبیتؑ کے طرز بیان کی ایک یہ بھی شان تھی کہ نکات کے بیان کرنے اور پند و نصائح اور عیوب سے باخبر کرنے میں جس اخلاقی جرأت کی ضرورت سمجھتے تھے اس کے اظہار میں کبھی خوف و باک نہ فرماتے تھے یہ خاندانی اور روایتی شان اس کتاب کے اس خطبے سے ظاہر ہے جو یزید کے لئے بیعت حاصل کرنے کے ارادے کے متعلق معاویہ کو لکھ کر امام حسینؑ نے ظاہر فرمایا ہے۔ باتیں امامؑ کا کلام ہونے کی بیّن ثبوت ہیں۔

کربلا اور کربلا والے حسینؑ

کربلا کی جنگ کی نوعیت سمجھنے میں دنیا والوں خصوصاً یورپ کے مورخین اور علماء نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں۔ اسی غلطی کا نتیجہ وہ معرکۃ الآرا انگریزی کا مضمون بھی ہے جو یورپ کے مشہور صحیفہ اُنیسویں صدی و مابعد Ninteen the century & afther میں چھپا تھا جس میں چرچ اور سٹیٹ یعنی دنیاوی سلطنت و مذہبی حکومت پر الگ الگ نظر کر کے اسلام اور امام حسینؑ کی جنگ کربلا پر غلط فہمی سے اعتراض کیا گیا تھا۔ حقیقتاً کربلا کی جنگ اور امام حسینؑ کو سمجھنے کے لئے ایام جاہلیت بلکہ آفرینش عالم سے صدر اسلام تک کی

تہذیب انسانیت اور رسولؐ کی تعلیم اور صرف خاندان اہلبیت کی ذمہ داریوں کے کردار کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

کربلا کی جنگ کی علت غائی

جو کچھ تکمیل مدارج انسانیت میں ہے وہ توحید کی تعمیل میں ہے اور دنیا کے تمام موحد اوتار، پیغمبر، رسول اور بزرگان قوم جب توحید اور انسانیت کی تعلیم کا پُر اثر سبق نہ دے سکے اسی توحید کا عملی سبق کربلا کی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کے پہلے خطبے میں جو محض توحید پر ہے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ توحید کا سمجھانا صرف ذات خداوندی کا سمجھنا اور سمجھانا ہے بلکہ عین انسانیت کے جوہر لطیف کا سمجھنا اور سمجھانا ہے اور دنیا میں تمام خرابیوں اور بدکرداریوں کی جڑ یہی غلط فہمی ہے۔ توحید کا پرچار اور سبق جس طرح کربلا میں دیا گیا ہے اس نظریہ کو صحیح طور سے سمجھنا ہو وہ خود امام حسینؑ کی زبان سے ادا ہونے والے اس خطبے میں دیکھے جو بلاغۃ الحسینؑ میں ہے اور اسی کی ایک کڑی صمد کے نظریہ کی توضیح ہے جو بصرہ کے صاحبان بصیرت کے استفسار کے جواب میں امام نے پیش فرمایا ہے۔ کربلا کے تمام شہیدوں کا ایک ایک وار اور ایک ایک حملہ ان خطبات و اقوال حسینی کا ایک ایک جملہ اور ایک ایک فقرہ ہے۔ کربلا کی جنگ کا صحیح منظر اور مفہوم جسے سمجھنا اور دیکھنا ہو وہ امام کے کلام کو دیکھے جو بقائے دوام کی سند ذات واجب الوجود کی قدامت کے ساتھ توحید و صمدیت بلاغۃ الحسینؑ، کے ساتھ لے کر آئے ہیں۔

امام حسینؑ کا مفہوم

ہم امام حسینؑ کو کربلا کے فاتح اور صابر و شاکر بہادر، شجاع اور سرزمین نینوا کے ہیرو کی حیثیت سے دیکھتے ہیں مگر بلاغۃ الحسینؑ میں علمی و فلسفیانہ و ادبی و حکیمانہ نظریہ سے لبریز جو کلمات نظر آتے ہیں اُس نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ یہ گویا دوسرے حضرت علیؑ فصاحت و بلاغت کے میدان کے ہیرو ہیں۔ ہم تو اگر اسی بلاغۃ الحسینؑ کو لے کر نہ صرف ترقی یافتہ یورپ بلکہ تمام دنیا کو سمجھائیں کہ امام حسین کتنے زبردست ادیب کیسے عدیم المثال عالم حکیم، فقیہ اور رشاد الکلام تھے اور کربلا کے اتنے مشہور عدیم المثال کارنامے اور کارناموں کا سبق دینے والے شہدائے کربلا کو ہم بھول بھی جائیں اور ایک عالم باعمل اور معلم توحید کے نظریہ سے حسینؑ کی ذات گرامی پر نظر کریں تو حسینؑ کی نظیر ملنا آسان نہ ہوگا اور پوری طرح سمجھ میں آجائے گا کہ کربلا میں توحید کی جنگ کا مفہوم حسینؑ اور حسینؑ کی عدیم المثال روحانیت اور کمالات انسانیت کی مادی تصویر کربلا کی جنگ ہے۔ اور یہی نکتہ ہے جس کی روشنی کی چھوٹ اس کتاب سے پڑ رہی ہے اور اس مقدمہ کی ابتدا میں اس کے اظہار کا وعدہ کیا گیا تھا۔

یہ مقدمہ صرف مختصر اشارات کے لیئے ہے اس کا مقصد کلام امام کی تشریح نہیں نہ تشریح ممکن ہے اس لیئے چند باتیں جو بطور نمونہ پیش کر دی گئیں ان کی مثالیں ہر ذوق والے اس مختصر مجموعہ میں خود تلاش کر سکتے اور اپنے سے بہتر اہل علم اور اہل ذوق سے تلاش کرا سکتے ہیں۔

ممتاز حسین جونپوری

۱۰ راگست ۱۹۵۲ء

باسمہ سبحانہ

مقدمۂ بلاغت الحسینؑ

(از شناخہ حضرت فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولانا سید سبط الحسن صاحب فاضل ہنسوی ادام فیوضہم)

"حمد لمن جل عن الاشباہ والانداد حمداً لا انقطاع لہ ولا انفاد والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء محمد افضل من نطق بالضاد وآلہ الائمۃ الامجاد الذین ھم ابلغ من ابان عن المراد"

لمعۃ من بلاغۃ الحسینؑ

ہمارے دانشمند دوست آقائی المصطفےٰ محسن الموسوی الحائری (آل اعتماد) نے "لمعۃ من بلاغۃ الحسین" کو مرتب فرما کر دوستداران حسینؑ وشیدایان علم وادب کے سامنے بطور ارمغان کے پیش فرمایا، یہ تحفہ ہندوستان بھی پہونچا لیکن عربیت سے دور ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا اردو ترجمہ بھی ہوتا۔ قابل تمجید ہیں مولانا سید محمد باقر النقوی صدر الافاضل (آل فخر الحکماء) کہ موصوف نے بہت جلد اس کا ترجمہ فرما کر قوم وملک کے سامنے پیش فرمادیا۔

"لمعۃ من بلاغۃ الحسین" کیا ہے؟ یہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ "حسین ؑ بن علیؑ" کے خطبات ورسائل وکلمات کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔

حسینؑ بن علیؑ؟

کون "حسینؑ بن علیؑ" شہید کربلا، سید الشہداء

سبط محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ جن کے متعلق الاستاذ حسن احمد لطفی البیرونی لکھتا ہے:۔

في بيت، النبوة المشرقة
بالانسانية المثلى والمتصلة
بالسماء بوشائج الوحي
الالهي، من اب هو علي بن
ابي طالب الذي كان عنوان
المروءة والرجولة ليس في
التاريخ العربي وحده بل
في التاريخ الانسانية جمعاء
ومن امه فاطمة الزهراء
بنت محمد بن عبد الله الحق
تحمل قبسا من روحه و
فيضا من نوره ولد في احدى
ليالي شعبان من السنة
الرابعة للهجرة طفل لا
كالاطفال تظل الانسانية
من وجوده وكانها من
معاني الالوهية، وقد دعي

نبوت کے ایسے گھر میں جہاں
انسانیت منور و روشن ہے اور جس
گھر کا رابطہ وحی خداوندی کے
ذریعہ آسمان (عرش الٰہی) سے
وابستہ ہے علیؑ بن ابی طالبؑ ایسے
باپ۔ جو نہ صرف تاریخ عرب ہی
میں بلکہ تاریخ انسانیت میں سرتاپا
شجاعت و جوانمردی ہیں۔ اور
فاطمہ زہراؑ بنت محمد مصطفیٰ ایسی
ماں جو روح محمدؐ و نور پاک رسالت
کی ایک درخشندہ ٹکڑا ہیں۔
انھیں دونوں مثالی ماں باپ
سے (سوم) شعبان سنہ ۴ھ کو
ایک فرزند پیدا ہوا۔ یہ بچہ معمولی
بچوں کی طرح نہ تھا۔ بلکہ انسانیت
کو شرف بخشنے والا اور معانی
الوہیت کا مظہر تھا، یہی وہ

ذٰلک الطفل حسیناً۔ | بچہ ہے جو "حسینؑ" کے نام
والشہید اکلا الحسینؑ بن علیؑ۔ الاستاذ | سے مشہور ہوا۔

حسن احمد لطفی المیردقی دار الھلال ۱۹۶۸ء)

وہ حسینؑ جس کے متعلق مشہور ترکی مؤلف قاضی محمد بہلول بہجت زنگزوری آفندی مؤلف کتاب بغیۃ الفقیہہ لکھتا ہے:-

ہمیں کافی است کہ چشم روزگار مثل علی بن ابی طالب، فاطمہ مادرے

ومانند حسینؑ بن علیؑ ذات با شرافت بسوے ندیدہ است۔"

(تشریح ومحاکمہ تاریخ آل محمد ۱۹۶۱ قاضی زنگزوری)

ذاتی واضافی خصوصیات

وہ حسینؑ، جو اپنے ذاتی واضافی خصوصیات کی بناء پر کائنات میں اپنا جواب نہیں رکھتے، ذاتی خصوصیات ایسے کہ سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "انا من الحسین" کہہ کر اپنے کو حسینؑ کی طرف منسوب کیا، نسلی خصوصیت و خاندانی امتیازات کا کیا کہنا، اشرف اولاد آدم سید العرب والعجم اس اعتبار سے بھی حسنینؑ کو تمام بنی آدم میں خیر الناس بتلاتے ہیں، جیسا کہ ابو المؤید الموفق بن احمد المکی اخطب خوارزم لکھتے ہیں کہ ایک روز آں حضرت صلعم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:-

یا معشر المسلمین ھل دلکم علیٰ خیر الناس جدا وجدۃ	اے گروہ مسلمین، کیا میں تم سے بتلاؤں کہ تمام لوگوں میں سب سے

قالوا بلی یا رسول الله قال
علیکم بالحسن والحسین فان
جدهما محمد و جدتهما
خدیجه بنت خویلد سیدة
نساء اهل الجنة و اول
من سارعت الی تصدیق
ما انزل الله علی نبیه
محمد والی الایمان بالله
وبرسوله، یا معشر المسلمین
هل ادلکم علی خیر الناس
ابا و اما قالوا بلی یا رسول الله
قال علیکم بالحسن والحسین
فان اباهما علی بن ابی طالب
یحب الله و رسوله و یحبه الله
و رسوله وامهما فاطمة بنت
رسول الله شرفها الله فی
سماواته وارضه ثم قال یا
معشر المسلمین هل ادلکم
علی خیر الناس خالا و خالة

افضل "جد و جدہ" کے لحاظ سے
کون ہے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ
ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا
حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ کیونکہ ان
دونوں کا جد میں محمدؐ ہوں۔ اور
جدہ خدیجہ ہیں جو زنان جنت کی
سردار ہیں جنہوں نے سب سے
پہلے میری تصدیق کی اور اللہ و
رسول پر ایمان لائیں، پھر فرمایا
اے مسلمانو! کیا میں تمہیں بتلاؤں
کہ باپ اور ماں کے اعتبار سے
سب سے برتر کون ہے، لوگوں نے
کہا ضرور، فرمایا یہی حسنؑ و حسینؑ
ہیں کیونکہ ان کے باپ علیؑ ابن
ابی طالبؑ ہیں جو اللہ و رسول کو
دوست رکھتے ہیں اور خود اللہ و رسول
بھی ان کو دوست رکھتا ہے، اور
ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ
ہیں جن کو خدا نے تمام کائنات دنیا

قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال علیکم بالحسن والحسین فان خالہما القاسم بن رسول اللہ و خالتہما زینب بنت رسول اللہ ثم قال یا معشر المسلمین ھل ادلکم علی خیر الناس عما و عمۃ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال علیکم بالحسن والحسین فان عمہما جعفر ذو الجناحین الطیار مع الملائکۃ فی الجنۃ و عمتہما ام ھانی بنت ابی طالب ثم قال اللھم انک تعلم ان الحسن والحسین فی الجنۃ وجدھما فی الجنۃ وجدتہما فی الجنۃ و ابا ھما فی الجنۃ و امہما فی الجنۃ و خالہما فی الجنۃ و خالتہما فی الجنۃ و عمہما فی الجنۃ و عمتہما و من یحبہما فی الجنۃ و من یبغضہما

آخرت میں برگزیدہ کیا ہے پھر فرمایا اے مسلمانو! کیا میں تم سے بتلاؤں کہ تمام لوگوں میں ماموں و خالہ کے اعتبار سے کون بہتر ہے، لوگوں نے کہا بیشک ضرور بتلایئے فرمایا یہی حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کے ماموں قاسم فرزند رسول خدا ہیں اور خالہ زینب بنت رسول اللہ ہیں۔ پھر فرمایا لوگو! کیا میں تم سے بتلاؤں کہ سب سے بہتر چچا اور پھوپھی کے اعتبار سے کون ہے، لوگوں نے کہا ضرور فرمایئے ارشاد ہوا یہی حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کے چچا جعفر ذو الجناحین ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں اس کے بعد آں حضرت نے فرمایا، خداوندا تو جانتا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ اور ان کے دادا، دادی، باپ، ماں، ماموں، خالہ، چچا، پھوپھی یہ سب کے سب جنتی ہیں اور

لہ یہ روایت اہل سنت کے بیان کی ہم فرقہ امامیہ کا مسلک یہ ہو کہ زینب رقیہ وغیرہ پیغمبر کی بیٹیاں نہ تھیں۔

فی المناقب" و مقتل الخوارزمی الجزء الاول

صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳، طبع عراق)

جو ان دونوں کو دوست رکھتا ہو وہ بھی جنت میں ہوگا

لیکن جو ان دونوں کو دشمن رکھتا ہو وہ جہنم میں ہوگا۔

خصوصیت شہادت و امامت

وہ حسینؑ جو اپنی ذاتی خصوصیت شہادت کی بناء پر تمام عالم میں ممتاز ہیں جیسا کہ عصر حاضر کا مشہور مورخ و ادیب ونقاد الاستاذ عباس محمود العقاد لکھتا ہے۔

فلیس فی العالم

أسرة انجبت من الشهداء من انجبتهم أسرة الحسين عدة وقدرة وذكرة وحسبه انه وحده فی تاریخ هذه الدنیا الشهید بن الشهید ابو الشهداء فی مئات السنین

(ابو الشهداء صفحہ ۲۳۰

طبع مصر)

تمام عالم میں شہداء کا کوئی خاندان حسینؑ شہید کے گھرانے سے زیادہ شرف و مرتبہ نہیں رکھتا، باعتبار اس کے کہ جس کے شہیدوں کی تعداد زیادہ ہو، اور جس کی شہادت کا اثر و اقتدار تمام عالم پر چھایا ہو، اور جس کا تذکرہ شہادت عام طور سے کیا جاتا ہو، پس یہ کہنا کافی ہو گا کہ دنیا کی تاریخ میں صرف حسینؑ ہی کی ایک ذات ہے کہ خود شہید، شہید کے بیٹے اور صدیوں تک ہونے والے شہداء کے باپ ہیں۔

اگر ایک طرف حسینؑ کی شہادت خاصہ کا یہ شرف ہے کہ آپ کو سید الشہداء کا مرتبہ حاصل ہوا، تو دوسری طرف آپ کو یہ خصوصیت بھی ہے کہ حضرت خود امام، امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور اپنے بعد قیامت تک آنے والے ائمہ برحق کے آپ باپ ہیں، اور اس طرح آپکو سیادت ائمہ کا درجہ بعد سید الانبیاء حاصل ہوا۔ اب عالم میں کون ہے جو حسینؑ کا مثل و نظیر ہو۔

ع لما نظر مثلا و لا وجد ندا

آپ جامع کمالات و عالم ربانی تھے

حسینؑ کے اخلاق فاضلہ و مکارم نفس کا کسب و اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جمیع مکارم و اخلاق آپ کو منجانب اللہ کرامت ہوئے ہیں، علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی اور علامہ شہاب الدین احمد بن عبد القادر الحفظی العجیلی الشافعی تحریر کرتے ہیں۔

ان اهل البيت حازوا الفضائل كلها علماً وحلماً وفصاحة وصباحة وذكاء وبديهة وجوداً وشجاعة فعلومهم لا تتوقف على تكرار درس ولا يزيد يومهم فيها على ما كان

اہلبیت و آل محمد جمیع فضائل علم و حلم، فصاحت و صباحت، بداہت و ذکاوت، سخاوت و شجاعت غرضکہ جمیع فضائل و مکارم پر حاوی و حائز ہیں۔ وہ محتاج تفکر و تدبر نہیں اور نہ اُن کے علوم، تعلّم و تعلیم، درس و تدریس، بحث و تکرار پر موقوف ہیں

یلامس بل هی مواهب من مولاهم من انکرها و اراد سترها کان کمن اراد ستر وجه الشمس"

(کتاب الاتحاف بحب الاشراف علامہ شبراوی ص۱۹ طبع مصر ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواہر اللآل علامہ عجیلی مخطوط ص۲۰)

اور نہ ایسا ہے کہ کل وہ نہیں جانتے تھے اور آج جان گئے اور اس طرح ان کے علم میں اضافہ ہوا۔ درحقیقت یہ خدا کے بخشے ہوئے کمالات ہیں جو اہلبیتؑ کو خصوصیت سے عطا ہوئے ہیں جو شخص اس امر کا انکار کرے یا اس کو چھپائے وہ ایسا ہے جو سورج کو (تمام عالم کی نگاہوں سے) پوشیدہ کرنے کی لاحاصل کوشش کرتا ہے۔

علامہ شبراوی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وقد حل الامام الحسینؑ رضی اللّٰہ عنہ من ھذا البیت الشریف فی اوج ذراہ و علا فیہ علوا تطامنت الثریا عن أن تصل الی معناہ، ولما انقسمت غنائم المجد کان لہ منہ السھم الاوفر والحظ الاکبر"

(کتاب الاتحاف علامہ شبراوی ص۱۹ طبع مصر)

اہلبیت رسالت میں امام حسینؑ فضائل و مکارم کے اس بلند ترین مقام پر فائز ہیں کہ ثریا بھی باوجود اپنی بلندی کے آپ کے اوج فضل و علو کمال کا درک نہیں کر سکتی، جب فضائل و مکارم کی دولت کو تمام ازل نے تقسیم کیا تو سب سے زیادہ حصہ آپ ہی کو ملا۔

آپ سے انتشار علوم و معارف ہوا

یہی وجہ ہے کہ جس طرح باب مدینۃ العلم علیؑ بن ابی طالب سے اسلامی علوم و ادبیات منقول ہیں، اسی طرح امام حسینؑ سید الشہداء سے بھی معارف علمیہ و لطائف حکمیہ نقل کئے جاتے ہیں۔ علامہ شیخ عبد اللہ العلایلی لکھتے ہیں۔

الاخبار عن الحسینؑ فی ھذا الباب اکثر من ان تحصی ولقد کان یجیٔ بالمدھشات فی الفتیا وما الیھا من العلم حتی قال فیہ ابن عمر انہ یغرّ العلم غرا، ای یغذی۔

اس امر خاص میں امام حسینؑ کے لئے بکثرت اخبار و روایت ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا آپ کے علمی کارنامے اور فتاوے دنیا کو مدہوش کرنے والے ہیں، یہاں تک کہ ابن عمر آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ غذائے علم کو خوب سیر ہو کر آپ نے حاصل کیا۔

(سمو المعنی فی سمو الذات صـ۱۲۳ طبع بیروت)

الاستاذ عباس محمود العقاد لکھتے ہیں۔

"والیہ یرجع کثیر من المتصوفۃ والحکماء الذین نصوصھم التی یعولون علیھا ویردونھا الی علی بن ابی طالب"

"اکثر حکماء دین و متصوفین اپنے قابل اعتماد نصوص علمیہ و معارف حکمیہ کو امام حسینؑ سے روایت کر کے حضرت علیؑ کی طرف ان علوم کو پلٹاتے ہیں۔"

"وقد رویت الغرائب فی اختبار حذقہ بالفقہ واللغۃ کما رویت امثال ھذہ الغرائب

"علوم فقہ و لغت میں آپ کی حذاقت کو جانچنے کے سلسلے میں بہت سے غرائب علوم کو آپ سے روایت کیا گیا ہے۔

فی امتحان قدرۃ ابیہ علیہما السلام" (الوالشہداء، صفحہ ۶۳ و ۶۸ طبع مصر)

جس طرح سے آپ کے پدر بزرگوار کے تسلط علوم کو جانچنے کے سلسلے میں ایسی چیزیں روایت کی گئی ہیں؟

علوم عربیہ و دیگر علوم و فنون میں آپ کا جواب نہ تھا

ایک مثال سے میں اپنے مطلب کو واضح کروں، ارباب سیر و تاریخ کا بیان ہے کہ جناب امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک تھکاماندہ اعرابی داخل مسجد ہوا، اُس نے امام حسنؑ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا یہ "حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ" ہیں۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا مجھے تو انھیں سے مطلب تھا، کسی نے پوچھا تو ان سے کیا چاہتا ہے؟ جواب دیا۔

بلغنی انہم یتکلمون فیعربون کلامہم وانی قطعت بوادیا وقفارا واودیۃ وجبالا وجئت لاطارحہ الکلام واسئلہ عن عویص العربیہ

میں نے سنا ہے کہ یہ لوگ بڑے فصیح و بلیغ اور ماہر زبان عرب ہیں، میں لق و دق صحرا، بیابان، پہاڑوں اور گھاٹیوں کو طے کرکے دُور دراز سے یہاں صرف اس لیئے آیا ہوں کہ ان سے ادبی مباحثہ کروں اور مغلق کلام عرب کو دریافت کرکے ان کا امتحان لوں۔

یہ سن کر ایک صاحب نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرکے کہا فابداء بذالک الشاب" پہلے اس نوجوان سے پوچھو، پھر ان کے بزرگ سے

دریافت کرنے کا حوصلہ کرنا، اعرابی نے بڑھ کر امام حسین ؑ کو سلام کیا، آپ نے پوچھا، تو کہاں سے آیا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ "انی جئتک من الھرقل والجلل والأینم والھمھم"

اعرابی کے اس کلام کو سماعت فرما کر حضرت مسکرائے اور فرمایا "اے اعرابی! تو نے ایسا کلام کیا جس کو علیؑ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا" اُس نے کہا جی ہاں میں ایسا ہی کلام مغلق و الفاظ غریب بولنے کا عادی ہوں، کیا آپ ہمارے انداز کلام کے مطابق اسی طرح انداز پر ہمیں جواب دے سکتے ہیں؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا اچھا تو کلام کر میں ویسا ہی جواب دوں گا۔ کہنے لگا آپ جانتے ہیں کہ میں بدوی ہوں اور ہم لوگوں کا اکثر مقال شعر ہی ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا نظم کی پابندی سہی، شعر ہی میں کلام کر میں بھی اُسی طرز و اسلوب کے اشعار میں تجھے جواب دوں گا۔ یہ سُن کر اعرابی نے کچھ شعر پڑھے، جس کا پہلا شعر یہ ہے:۔

هفا قلبی الی اللهو   وقد ودع شرخیه

ابھی وہ اشعار ختم بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ حضرت نے فوراً ہی بغیر فکر "فی البدیھہ" تو شعر اُسی وزن و قافیہ اور معانی و مطالب کی پابندی کے ساتھ پڑھے۔

نفاد سم شیانی قد   محت آیات رسمیه

سفور درجت ذیلیں   فی بوغاء قاعیه

هتوف حرجف تتری   علی تلبید ثوبیه

ودلاح من المزن   دنا فوه سماكيه

أتى مثعنجر الودق   يجود من خلاليه

وقد احمد برقاه   فلا ذم لبرقيه

وقد جلل رعداه   فلا ذم لرعديه

ثجيج الرعد ثجاج   اذا أرخى نطاقيه

فاضحى دارسا قفرا   لبينو له اهليه

ثم فسر له ما اراد من الهرقل وهو ملك الروم ويريد به ارض الروم والجعل وهو صغار النخل والأيهق وهو من النبات والمهمه وهو القليب الغزيز الماء وفي هذه الكلمات اوصاف البلاد التي جاء منها واشارة اليها

اس کے بعد حضرت نے اعرابی کے پہلے جملے کی شرح فرمائی کہ ہرقل شاہ روم کا نام ہے لیکن اعرابی نے اس سے زمین روم کو مراد لیا ہے۔ "الجعل" کھجور کے چھوٹے درختوں کو کہتے ہیں۔ "الأیہق" ایک قسم کی گھاس ہے جو سرزمین روم میں بکثرت ہوتی ہے "المہمہ" وہ کنواں جس میں بہت زیادہ پانی ہو۔ ایسے کنویں زمین روم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔

آپ نے یہ بتلایا کہ اعرابی کا مطلب یہ تھا کہ میں سرزمین روم سے آیا ہوں جہاں کے طبعی خصوصیات یہ ہیں کہ وہاں کھجور کے چھوٹے درخت زیادہ ہوتے ہیں "ایہم" گھاس بکثرت اگتی ہے اور گہرے پانی والے کنویں بہت

ہوتے ہیں۔" یہ سن کر اعرابی کہنے لگا:

"ما رأیت کالیوم قط مثل	میں نے آج تک مثل اس نوجوان کے
ھذا الغلام اعرب منہ کلاما	کسی کو بھی اتنا بڑا فصیح اللسان، عربی زبان
اذرب لسانا وافصح منہ منطقا"	پر قدرت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

یہ سن کر حضرت امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، کیوں نہ ہو، تم جانتا ہے کہ یہ کون نوجوان ہے؟۔

غلام کرم الرحمان	بالتطھیر جدیہ
کساہ القمر القمقام	من نور سنائیہ
ولو عد طماح	نقمنا عن عدادیہ
وقد ارضیت من شعری	وقومت عروضیہ

اعرابی وجد کرنے لگا اور بیساختہ بول اٹھا۔ آپ دونوں بھائیوں کے مثل لانے سے دنیا عاجز ہے۔ خدا کی قسم اب میں آپ دونوں کا شیدائی ہو کر واپس ہو رہا ہوں۔" (مطالب السئول محمد بن طلحۃ الشافعی صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹ طبع لکھنؤ، ابو الشہداء عباس محمود العقاد المصری صفحہ ۲۸ و ۲۹ طبع مصر، سمو المعنی فی السمو الذات شیخ عبد اللہ العلایلی البیروتی صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ طبع بیروت)

میں عرض کرتا ہوں کہ اعرابی نے صرف یہی سمجھا کہ حضرت کو زبان عرب پر اقتدار تام حاصل ہے اور ہر غریب و نامانوس لغات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اور فن شعر و فصاحت و بلاغت میں آپ کا کوئی جواب نہیں ہے یعنی علوم ادبیہ میں آپ سب سے افضل و برتر ہیں لیکن غالباً وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ حضرت کے

اُس کے پہلے جملے کی تشریح فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ جغرافیہ طبیعی (Physical Geography) اور نیچرل ہسٹری (Natural History) کے سے علوم میں بھی آپ کے رسوخ تام حاصل ہے، جبھی تو اعرابی کے اس جملے کو سُن کر حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ "لقد تکلمت بکلام ما یعقلہ الا العالمون" تو نے وہ کلام کیا ہے جس کو سوائے عالم کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ حضرت کبھی سرزمین روم نہیں گئے تھے وہاں کے خصوصیات ارضی کو جا کر مشاہدہ نہیں فرمایا تھا اس لئے ان الفاظ غریبہ سے کوئی ماہر لغت ارض روم کو نہیں سمجھ سکتا تھا زیادہ سے زیادہ وہ لغوی مفہوم کو سمجھتا لیکن منطوق سے مفہوم حقیقی کی طرف کبھی نہیں متوجہ ہو سکتا جب تک کہ "جغرافیہ طبیعی" اور نیچرل ہسٹری کا پورا پورا علم اس کو نہ ہو، لیکن آج سے تیرہ سو (۱۴۰۰) برس پہلے عرب میں ان علوم سے کون واقف ہو سکتا تھا سوائے ایسے عالمان ربانی کے جن کو خود خدا نے تعلیم دے کر ہدایت خلق کے لئے بھیجا ہو، صرف یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ آپ کا ہر کلام اس امر کا ثبوت ہے کہ حضرت افصح العرب و اعلم ناس تھے، کتاب بلاغۃ الحسین آپ کے سامنے موجود ہے جس کا ہر ہر جملہ پکار پکار کر یہی کہہ رہا ہے کہ سوائے خاندان رسالت کے اس کا کہیں جواب نہیں مل سکتا۔ کس طرح میں یہ قدرت ہے کہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں دریائے معانی کو سمو دے۔ مثلاً فرض ہے کہ اسی کتاب "بلاغۃ الحسین" میں لفظ "صمد" کی تفسیر کو ملاحظہ کیجئے جو آپ کے مکتوبات کے ضمن میں موجود ہے اس میں صرف الٰہیات (Theism) و مابعد الطبیعات (Metaphysics) ہی کو نہیں اجاگر فرمایا ہے بلکہ طبیعات و کیمیا کے ماہرین کے لئے بھی دعوت فکر ہے۔ "ولا کما یخرج الاشیاء اللطیفۃ من

"مرکزھا" بظاہر یہ ایک مختصر جملہ ہے لیکن سائنسی تحقیقات کی دنیا ہے جو اس میں پوشیدہ ہے حضرت نے "مراکز الاشیاء اللطیفة" کی طرف متوجہ ہو کر علمائے طبیعین کو دعوت فکر و عمل دی[1] جس کے نتیجہ میں آج سائنس کی دنیا میں ماہرین طبیعات نے مراکز الاشیاء اللطیفة کو ڈھونڈھ نکالا اور ایجاد و اختراع کی دنیا میں مختلف اشیاء لطیفہ کی ترکیب و امتزاج، برق و نور و صورت و حرکت کو پیدا کر کے فوٹو گراف، بیٹری، ریڈیو، لاسلکی وغیرہ تک کو ہمارے سامنے پیش کر دیا۔

فصاحت و بلاغت کی بنا پر آپ معیار الکلام تھے

در اصل حضرت کا کلام کمال فصاحت کے ساتھ انتہائی بلیغ ہے، جس میں صاحبان بصیرت کے لئے معانی کے چشمے جوش مارتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور غور کرنے والے حضرت کے کلام میں ڈوب کر گوہر ہائے معانی سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں، علامہ محمد بن طلحہ الشافعی لکھتے ہیں:

الله علیه السلام فی ذالک الوقت افصح من نطق صانع الفصاحة لدیه خاضعة والبلاغة لامره سامعة طائعة

حضرت اپنے زمانے میں ہر بولنے والے سے زیادہ فصیح تھے۔ فصاحت آپ کی تابع (لونڈی) تھی اور بلاغت آپ کی مطیع اور حکم کے بجا لانے والی (کنیز) تھی۔

اما نظمه فیعد لحل الکلام

حضرت کے اشعار[2] انمول جواہرات و

---

[1] یہ ایک مستقل موضوع ہے تاریخی استدلال سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انہیں علم ربانی نے جابر بن حیان ایسے ماہر طبیعات و کیمیا کو پیدا کیا جس کے نظریے Theorys قاعدے و Formulas اور تحقیقات و اکتشافات سے یورپ نے پورا فائدہ اٹھایا اور ایجاد و اختراع کے میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔

[2] کاش حضرت کے اشعار کو بھی مرتب کر دیا جاتا۔ (سبط الحسن)

جوہر عقد منظوم و مشہور بہ	نایاب ہوتی ہیں اور خوبی میں مثل اس جواہر
مرقوم ۔ (مطالب السؤل ص ۲۶۹ طبع لکھنؤ)	کے ہیں جو نقش و نگار میں اپنا جواب نہ رکھے۔

جبھی تو حضرت اپنے عہد کے شعراء و فصحاء کے لیے "معیار الکلام" تھے۔ آپ کا کسی شاعر کے کلام کو سماعت فرما لینا اس کے لیے سبب شرف فخر و افتخار ہوتا تھا، اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ استادی کی سند ہاتھ آئی، اسی لیے ہر شاعر آپ کو اپنا کلام سنانے کے لیے حریص رہتا تھا۔ عباس محمود العقاد لکھتے ہیں۔

ولخبرته بالكلام وشهرته	چونکہ حضرت کلام عرب کے ماہر تھے
بالفصاحة كان الشعراء يتأدونه	اور آپ کے فصاحت کلام کی شہرت عام
ويحومن الطبع من اصغائه	تھی اس لئے شعرا آپ کی عطا بخشش کو
اكبر طمعهم من عطائه	حاصل کرنے سے زیادہ اس کے حریص
(ابو الشهداء ص ۴۳ طبع مصر)	رہتے تھے کہ آپ ان کا کلام سماعت فرمائیں

عدیم النظیر خطیب

حضرت صرف افصح العرب و معیار الکلام ہی نہیں بلکہ عدیم النظیر خطیب بھی تھے۔ ادیب نقاد استاد عباس محمود العقاد لکھتے ہیں۔

وقد اوتي ملكة خطابة	قدرت نے حضرت کو ایسا ملکۂ خطابت
من طلاقة لسان وحسن بيان	عطا کیا تھا جس میں طلاقت زبان
وغنة صوت وجمال ايماء	حسن بیان، صوت حسن اور حسین اشارے
(ابو الشهداء ص ۴۴ طبع مصر)	سبھی کچھ موجود ہیں۔

یعنی ایک باکمال خطیب میں جن جن صفات کی ضرورت ہے وہ تمام

صفات حضرت میں موجود تھے۔ جن اجزائے ترکیبی سے خطیب مصقع کی تخلیق ہوتی ہے وہ تمام اجزا، حضرت کی خطابت میں بحد کمال پائے جاتے ہیں، آپ کے سامنے "بلاغۃ الحسین" ہے خطبوں کو پڑھیئے، ایسا معلوم ہوگا کہ الفاظ بول رہے ہیں، حُسن بیان جلوہ نما ہے، ترنم الفاظ کا جادو چل رہا ہے اور اشاروں کی بجلیاں رہ رہ کر چمک رہی ہیں، ان میں ایک تڑپ اور زندگی ہے، کون سی خوبی ہے جو حضرت کے کلام و خطب میں آپ کو دے۔ کیا خوب فرمایا ہے شاعر حسین سید محمد اطہر زائر سیتاپوری نے ؎

وہی کلام وہی لہجہ لسان اللہ	ہر ایک لفظ میں قرآن کی جلالت ہے
نثار کوثر و تسنیم و سلسبیل کا حُسن	عجیب روح فصاحت عجب بلاغت ہے
نپے تلے ہوئے الفاظ وہ معانی خیز	کہ جیسے وحی کی پابند لب کی حرکت ہے
نبوت اور امامت کے علم کا تیور	علی کا رُعب محمد کی شان شوکت ہے

یہی تھا رمز نبی کے زباں چُسانے میں
زبانِ حُسین کی گویا زبانِ قدرت ہے

معنویت کلام اور آپ کی سیرت

ذرا حضرت کے اس کلام پر تو نظر کیجئے جس کو آپ نے انقلاب دوست مساوات پسند، برق خرمن سرمایہ داری حضرت ابوذر غفاری سے ایسے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جبکہ رسول اللہ کا یہ بوڑھا صحابی شام سے مدینہ اور مدینہ سے ربذہ بیچارگی و بے بسی کے عالم میں جلاوطن کیا گیا، اور حکومت نے یہ حکم دیا کہ کوئی اس مقدس و صدق اللہجہ صحابی کو رخصت کرنے کے لیئے نہ جائے،

لیکن جو اس سال حسینؑ اپنے ضعیف و مظلوم باپ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ساتھ قانون شکنی کرکے ابوذرؓ کو رخصت کرنے کے لیے مدینہ کے باہر تشریف لے گئے اور وداع کرتے وقت کلمات ابوذر غفاریؓ سے یہ فرمایا۔

یا عماہ ان اللہ قادر ان یغیر ما قد تری، واللہ کل یوم ھو فی شان وقد منعک القوم دنیاھم و منعتھم دینک فما اغناک عما منعوک واحوجھم الی ما منعتھم فاسأل اللہ الصبر والنصر واستعذ بہ من الجشع والجزع فان الصبر من الدین والکرم وان الجشع لا یقدم رزقا والجزع لا یوخر اجلا۔

چچا جان، خداوند عالم ان حالات کو جنھیں آپ جھیل رہے ہیں بدلنے پر قادر ہے ہر دن اس کی نت نئی شان ہے، لوگوں نے اپنی دنیا کو آپ کے ہاتھ سے بچایا اور آپ نے اُن سے اپنے دین کو بچایا جسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا اُس سے آپ کی بے نیازی ظاہر ہے لیکن آپ نے جس چیز سے انھیں محروم کیا وہ اُس کے بہت ہی محتاج ہیں آپ خدا سے صبر و کامیابی کی دعا کیجیے اور فریاد و واویلا کرنے سے پناہ مانگیے کیونکہ صبر دین کا رُکن اور بزرگی کی علامت ہے اور لالچ رزق کو آگے نہیں لا سکتی اور نہ فریاد و واویلا موت کو ٹال سکتی ہے۔

(بلاغۃ الحسین ترجمہ باقری ص۱۹)

آپ مشاہدہ کریں کہ اس مختصر کلام میں جیسے نوجوان حسینؑ صرف اپنے

باپ کے سامنے رسولؐ کے بوڑھے صاحب البلایا صحابی سے ارتجالاً کہا تھا اس میں ابوذر کی پوری مجاہدانہ زندگی کی تصویر کشی کر کے ان کے اقدام و اعمال کی صحت پر مُہر تصدیق ثبت فرمایا ہے اور حکومت وقت کی سرتابی اور اُس کے جبر و ظلم کا نقشہ کھینچ کر اس کی توثیق فرمائی ہے کہ حکومت نے قانون اسلام سے بغاوت کی ہے صرف یہی نہیں بلکہ مصائب پر تلقین صبر، جزع و فزع کی ممانعت، قناعت کی تعلیم، اور موت سے بے خوفی اور نڈری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا سبق دیا ہے" دیکھئے! الفاظ کے پردوں پر خود متکلم یعنی حسینؑ کی جیتی جاگتی تصویر بھی نظر آرہی ہے، جو لوگ کسی شخصیت کو اُس کے کلام سے معلوم کرتے ہیں وہ یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ یہ موعظہ نہیں بلکہ حسینؑ کی زندگی کا "شعار" (Motto and Emblem) ہے جیسا کہ عباس محمود العقاد لکھتا ہے۔

فکانت هذه الکلمات شعار حیاته کلها منذ الحدث الدنیا وإن فارقها في مصرع کربلا۔ (ابو الشهداء ص ۱۲ طبع مصر)

گویا ان کلمات میں امام حسینؑ نے اپنی پوری زندگی کو اپنی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک کے حالات کو سمو لیا ہے اور آپ کے لئے یہ کلمات شعار حیات ہیں۔

جس طرح حسینؑ نے نڈری اور بیباکی کے ساتھ حکومت جابرہ کو ٹوکا ہے اور اُس کی بداعمالیوں کو اُس کے سامنے پیش کر دیا ہے کوئی وہ مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتا کسی آمر مطلق (ڈکٹیٹر) یا سلطان جابر کے سامنے کس کی مجال ہے جو اس کے سیاہ اعمال نامہ کو پیش کرنے کی جرأت کرے جبکہ اس آزادیٔ فکر کے دور میں موجودہ جمہوری حکومتوں میں بھی بے خوفی کے ساتھ فرضی جمہوری نظام کی سیاہ کاریوں کے

خلاف آج کوئی آواز نہیں بلند کر سکتا ہے، لیکن حسین ؑ کی ہمت و جرأت ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے ملوکیت عضوض معاویہ کے خلاف اس کے مظالم پر کس بیباکی کے ساتھ احتجاج فرمایا ہے، یہ مکتوب ملاحظہ کے قابل ہے جو تاریخ اسلام کے ایک تاریک دور ظلم کو نگاہوں کے سامنے لاتا ہے۔ (یاد فرتا الحسین باب دوم مکتوب نمبر ۳) حسین ؑ کے علاوہ کون ہے جو اس جرأت سے کام لے سکتا تھا۔

ڈپلومیٹ باپ ایسا تھا تو جسور یزید ظلم کی سرکشی اور اسلام سے بغاوت کرنے کی انتہا کیا ہوگی، مختصر یہ کہ جامعہ اسلامیہ میں دور جاہلیت کے آداب و رسوم نے جگہ حاصل کر لی تھی، اس لیئے زبان حال سے یہ کہتے ہوئے سلہ

ان کان دین محمد لم یستقم الا بقتلی یا سیوف خذینی

اگر میرے نانا کا دین اس وقت برقرار نہیں رہ سکتا جب تک کہ میری رگ حیات قطع نہ ہو جائے تو اے خون آشام تلوارو! آؤ یہ جسم حاضر ہے۔

ایک مختتم و آخری جنگ کرنے کے لیئے میدان جہاد میں آ گئے۔ علامہ شیخ عبداللہ العلایلی البیروتی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ:

"اذ النبی الجد من قبل حارب الوثنیۃ فی الفکر و محقها والحسین السبط حارب الوثنیۃ فی المجتمع"

(ایام الحسین ص۱۴۳ طبع بیروت)

اس کے پہلے حسین ؑ کے جد پیغمبر اسلام نے فکر و ذہنیت بت پرستی کے خلاف جنگ کر کے اس کو مٹا دیا، لیکن حسین ؑ سبط رسول اللہ ص نے سماجی بت پرستی کے خلاف جنگ فرمائی۔

سلہ النصائح الکافیہ محمد بن عقیل الحضرمی ص۱۶۵ طبع بمبئی

امام علیہ السلام نے جس مقصد کے ماتحت اقدام جہاد فرمایا تھا اسکو آپ نے روز اول ہی مدینہ میں ان الفاظ میں ظاہر فرما دیا تھا۔

وانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا مفسداً ولا ظالما وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی وشیعة ابی علی بن ابی طالبؑ۔

(باب دوم مکتوب نمبر ۱۱)

میرا یہ اقدام شر و فساد، جہالت و سرکشی ظلم و زیادتی کے ماتحت نہیں ہے بلکہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح اور اپنے باپ کے شیعوں کی فلاح کے لئے نکلا ہوں۔

اسی طرح اہل بصرہ کو دعوت دیتے وقت یہ واضح کر دیا تھا۔

فانی ادعوکم الی احیاء معالم الحق واماتة البدع فان تجیبوا تہتدوا سبیل الرشاد۔

(باب دوم مکتوب نمبر ۱۲)

میں تم لوگوں کو معالم حق کو زندہ کرنے اور بدعت کو مٹانے کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو راہ ہدایت پر آ گئے۔

حسینؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور اسلام کو فنا ہونے سے آپ نے بچا لیا۔ شیخ عبد اللہ العلایلی کہتے ہیں۔

ومن ثم کان جدیرًا علیه السلام بان یسمی البناء الثانی فی الاسلام بعد جده المصطفی صلوات الله علیه وبانہ المجدد لبنایة التوحید۔

(سمو المعنی فی سمو الذات ص۱۱۳ طبع بیروت)

اسی لئے حسینؑ اسکے مستحق ہیں کہ اپنے جد محمد مصطفے صلعم کے بعد آپ کو دوسرا معمار دین و بانیٔ اسلام کا لقب دیا جائے اور عمارت توحید کے آپ مجدد سمجھے جائیں۔

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

علامہ علایلی نے یہ بات بھی بالکل درست کہی ہے کہ :-	حسینؑ نے اپنی شمشیر و تیغ زبان سے آزادی کی راہ دکھلائی

حسینؑ نے سماجی بت پرستی سے لڑنے کا راستہ دکھلا دیا اور جنگ آزادی کے جواز کو عملاً بتلا دیا۔	...... فقد رسم الطریق لحربہا وابا ح ثورۃ التحرر ؀ (امام حسین ص۱۷۱ طبع بیروت)

آپ "بلاغۃ الحسینؑ" کو دیکھیں اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس جنگ کو کن حالات میں اور کیونکر لڑا جا سکتا ہے، کب تک درگزر کرنا چاہیئے اور کس حد پر پہنچ کر مصروف جنگ ہونا چاہیئے ان حالات میں آپ امام حسینؑ کو دیکھیں گے کہ تلوار کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے اپنی خداداد خطابت سے کتنا کام لیا ہے آپ تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجیے آپ کو کوئی ایسا دوسرا جاہر خطیب نہ ملے گا سوائے حسین بن علی بن ابی طالبؑ کے "روز عاشور جبکہ اشقیار کے لشکر میں حسینؑ کی آواز دبانے کی کوشش کی جا رہی تھی، شور و غل برپا تھا، جنگی باجے بج رہے تھے، سواروں کی نقل و حرکت اور ان کے گھوڑوں کی صداؤں سے کربلا کا صحرا گونج رہا تھا، حسینؑ کی آواز میں قوت تھی جس نے دفعۃً سب کو خاموش کر دیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں کوئی نہیں ہے، قریب و بعید ہر متنفس نے حسینؑ کی تقریر کو سنا اور سمجھا، لشکر یزیدی میں کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ ہم نے حسینؑ کے خطبے کو نہیں سنا"

(ابو الشہداء عقاد ص۱۲۳ طبع مصر)

بے شک حسینؑ ایسے گھر میں	حسینؑ پروردۂ کنار فصاحت و بلاغت تھے

سیکے تھے جہاں فصاحت، بلاغت، خطابت و طلاقت میراث میں ملتی تھی، استاد احمد زکی صفوت لکھتے ہیں:۔

فقد كان ذلك طبيعة متوارثة في آل البيت جميعاً جاهلية وإسلاماً وكان بيت هاشم في الجاهلية مشرعها العذب ومنهلها الصافي وكان جده كعب بن لؤي وهو الجد السابع له وللنبي صلعم من أقدم الخطباء العرب ولما مات كبروا موته وأرخوا به حتى كان عام الفيل وكان أجداده قصي، هاشم وعبد المطلب وأبوه أبو طالب كلهم من خطباء العرب المعدودين۔

(ترجمہ علی بن ابی طالب، استاد احمد زکی صفوت صـ۱۳۱ طبع مصر)

دراصل فصاحت و خطابت اہلبیت کی فطرت و طبیعت میں داخل ہے اور یہ چیز ان کو میراث میں ملی ہے زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام ہر دور میں یہ خاندان اس میں ممتاز رہا ہے۔ زمانۂ جاہلیت ہی سے ہاشمی گھرانہ فصاحت و بلاغت کا شیریں و خوشگوار چشمہ رہا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ کعب بن لوئی جو حضرت علیؑ اور رسول اللہ صلعم کی ساتویں پشت میں ہیں عرب کے خطیبوں میں سب سے مقدم ہیں جب اُن کا انتقال ہوا تو عربوں نے اُس کو ایک عظیم قومی سانحہ سمجھا تھا اور بطور یادگار ان کے سال رحلت سے عام الفیل کے زمانے تک اس سے تاریخ کا شمار کرتے رہے، اسی طرح آپ کے اجداد میں قصی، ہاشم، عبد المطلب، ابو طالب (اور آپ کے باپ حضرت علیؑ جو تمام عرب میں علی الاطلاق امام الخطباء ہیں) ان سب کا شمار خطباء عرب میں ہے۔

حضرت کے جدِ نامدار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "افصح من نطق بالضاد" و "افصح الخلق علی الاطلاق" تھے۔ (المزہر جلال الدین سیوطی جلد اول ص۱۰۳ طبع مصر) اور حضرت کے پدر بزرگوار "افصح الناس و افصح الخطباء علی الاطلاق بعد رسول اللہ" و "امام الخطباء و اخطب المسلمین و امام المنشیئین" و "المقدم فی فنون البلاغۃ علی بلغاء البدو و الحضر۔" جواہر الادب لاحمد الہاشمی المصری جلد دوم ص۲۰۲ طبع مصر، تاریخ الادب العربی لاحمد حسن الزیات ص۱۰۱ طبع مصر، خزانۃ الادب لابن حجۃ الحموی ص۲۴ طبع مصر) اور آپ کی والدۂ گرامی جناب فاطمہ زہراؑ ایسی خطیبہ کہ حضرتؑ کے خطبے "بلیغ الخطب و خوالد الکلم" ہیں۔ معرفت قرآن، بلاغت کلام و فصاحت بیان کے اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ بول رہے ہیں۔ (بلاغات النساء لابی الفضل احمد بن طاہر متوفی ۲۸۰ھ ص۲۵-۱۶ طبع قاہرہ، و البلاغۃ الفاطمیہ، خطب فاطمۃ الزہراء طبع نجف) آپ کے بھائی امام حسنؑ ایسے خطیب مصقع تھے کہ دشمن بھی آپ کے کمال خطابت کا اعتراف کرنے کے لئے مجبور ہوئے۔ (مقتل الحسینؑ لابی المؤید الموفق احمد بن مکی، اخطب خوارزم جلد اول ص۱۱۹ طبع عراق)

آپ کی بہنیں "عالمۂ غیر معلمہ و فہمۂ غیر مفہمہ" جناب زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ نے بازار کوفہ و شام اور دربار ابن زیاد و یزید میں ایسے پُرزور خطبے ارشاد کیے کہ سُننے والے یہ کہنے لگے "کانہا تفرغ عن لسان امیر المومنینؑ" گویا علیؑ کی شمشیر زبان کام کر رہی ہے۔ (بلاغات النساء و دیگر کتب سیر و مقاتل) بازار کوفہ میں جہاں ہزاروں انسانوں کی چیخ پکار، شور و غوغا سے کان پڑی آواز

نہیں سنائی دیتی تھی یہ شریکۃ الحسین ہی کا کام تھا کہ جب :-

"وقد اومات الی الناس ان اسکتوا فارتدت الانفاس وسکنت الاصوات"

اشارہ کر کے آپ نے خاموش ہو جانے کا حکم دیا، تمام آوازیں رک گئیں، کسی نے سانس تک نہ لیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہر وبازار نہیں ایک سنسان بیابان ہے۔

اسی خاموشی اور سناٹے کے عالم میں آپ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ نہیں بلکہ برق شرربار ہے جو گر گر کر لوگوں کو بے جان بنا رہی ہے۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے منھ بند کیے رو رہے تھے، حیران ششدر تھے ادھر آپ نے کلام کو ختم کیا کہ ایک بوڑھے نے بڑھ کر یہ کہا۔

بابی انتم وامی کھولکم خیر الکھول وشبابکم خیر الشباب ونساؤکم خیر النساء ونسلکم خیر النسل لا یخزی ولا یبزی۔

آل محمدؐ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمھارے بوڑھے بہترین بوڑھے ہیں اور تمھارے جوان بہترین جوان ہیں اور تمھاری عورتیں بہترین زنان ہیں اور تمھاری نسل بہترین نسل ہے تم کو کوئی ذلیل ورسوا نہیں کر سکتا۔

خطابت پر یہ اقتدار حسینؑ مظلوم نے روز عاشور کربلا میں دکھلایا تھا یا اب ان کی بہن جناب زینب بازار کوفہ میں اسی اقتدار کو دنیا کے سامنے پیش فرما رہی ہیں۔

استاذ عقاد بالکل صحیح کہتے ہیں :-

وقد كانت زينب رضى الله عنها حقا جديرة بنسبها الشريف فى تلك الرحلة الفاجعة التى هدّ عزائم الرجال، كانت كاشجع دارع ماتكون حفيدة محمد وبنت على واخت الحسين ع۔

(ابو الشہداء صنـ۲ طبع مصر)

آفت ومصیبت کے اس دردناک سفر میں جو بڑے بڑے مردوں کی ہمتوں کو پست کر دینے جناب زینبؑ نے اپنے نسب شریف کی خصوصیت کو کہ محمدؐ کی نواسی علیؑ کی بیٹی اور حسینؑ کی بہن ہیں اپنی بلندی ہمت وشجاعت سے ظاہر کر دیا۔

(جناب زینبؑ کا خطبہ بلاغات النساء احمد بن طاہر البیان والتبیین جاحظ، مقتل الحسین اخطب خوارزم، امالی شیخ الطائفہ میں ملاحظہ کیا جاوے)۔

اسی طرح امام حسینؑ کے فرزند علی بن حسینؑ اور صاحبزادیاں فاطمہ بنت الحسینؑ، سکینہ بنت الحسینؑ کے زبردست خطبے ہیں جس نے مملکتِ یزیدی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو کتب سیر ومقاتل)

نسلِ حسینی کو تفوق

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں اس سے پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ تاریخ عالم میں تنہا حسینؑ ہی کی ایسی شخصیت ہے کہ خود شہید، شہید کے بیٹے، اور صدیوں تک ہونے والے شہداء کے باپ ہیں، اسی طرح تنہا حسینؑ کی ذات ہے کہ خود امام، امام کے بیٹے امام کے بھائی اور اپنے بعد قیامت تک ہونے والے ائمہ برحق کے باپ ہیں، اب آپ یہ بھی اضافہ کیجئے کہ تاریخ عالم میں صرف حسینؑ ہی ایک ایسے عالم ربانی اور فصیح وبلیغ خطیب ہیں کہ

جن کے آباء و اجداد ربّانی علماء و باکمال خطیب تھے، جن کے خاندان سے علم و معرفت و خطابت و طلاقت کا رواج ہوا، صرف یہی نہیں بلکہ جن کے اولاد و احفاد میں عالمانِ ربّانی و خطیب لاثانی کا ایک مقدّس سلسلہ قائم ہے۔
دراصل نسل حسینی میں جتنے عظیم المرتبت علماء و فقہاء، ادباء و خطباء، فصحاء و بلغاء، اور مصنفین و مفکرین و مصلحین و قائدین پیدا ہوئے اور آج بھی موجود ہیں دُنیا کی کسی دوسری نسل میں نہیں پائے جاتے۔

مطھرون نقیات جیوبھم　　تجری الصّلاۃ علیھم اینما ذکروا
وانتم انتم الأعلون عندکم　　علم الکتاب وماجاءت بہ السور
من لم یکن علویا حین تنسبہ　　فمالہ فی جمیع الناس مفتخر

الٰھی بحرمۃ الحسین واخیہ وجدہ وابیہ وامہ وبنیہ
نجنی من الھم الّذی انا فیہ ونوّر قلبی بنور معرفتك!

محمود آباد　　احقر الزمن
۱۹ر اگست ۱۹۵۲ء
مطابق ۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ ہجری　　سیّد سبط الحسن الھنسوی

بلاغتِ امام حسین علیہ السّلام

(رشحۂ قلم جناب علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کاموںپوری دامت برکاتہم)

ہاشمی ادب عہد جاہلیت میں

عہد جاہلیت میں عربی ادب شعر و خطبہ و امثال میں منحصر تھا۔ انشا و مراسلت کی بدوی و غیر متمدن عرب کو ضرورت بھی نہ تھی۔ اور نہ یہ صنف جاہلیت کے ادبی آثار میں ملتی ہے۔ جاہلی نثر قصّوں پر مشتمل ہوتی تھی جس میں قبائل اپنے جنگی معرکوں پر فخر کرتے، اپنے نسب پر نازاں ہوتے۔۔۔۔ اس عہد میں بھی بنی ہاشم ایک خاص طلاقت و سلیقہ تعبیر پر فائز تھے۔ بعض توحید پرست بنی ہاشم کے کلام میں اخلاق و عقائد اس قدر نکھرے ہوئے ملتے ہیں کہ انھیں بے تکلف اسلامی ادب کی صف میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان کے خطبے، ان کے امثال، ان کی دوسری موضوعات پر تقریریں، ان کی نظمیں فنی اعتبار سے ایک خاص کشش رکھتی ہیں۔

ہاشمی ادب عہد اسلام میں

جب اسلام آیا اور اس نے تمدّن و تہذیب کے بازو قوی کیئے تو ادب کو بھی ترقی ہوئی۔ حضرت ابو طالب، جناب رسولِ خداؐ، حضرت امیرالمومنینؑ اور حضرت جعفر طیار وغیرہ نے تبلیغ دین اسلام کے سلسلے میں سیکڑوں تقریریں کیں۔ جناب رسولؐ خدا نے شاہانِ عصر و ارباب ریاست کو خطوط لکھے۔ اس طرح ایک ایسے ادب و انشاء و خطابت سے دنیا واقف ہوئی جس سے پہلے آشنا نہ تھی۔ اس ادب سے فصاحت و بلاغت

کا دریا موجزن ہوا۔ کم لفظیں وسیع معانی، پاکیزہ مقاصد اس ادب کے امتیازات ہیں۔ قرآن مجید بحیثیت مثال ادب صالح و ترقی پسند و خداشناس ذہنوں کی رہنمائی کرتا رہا۔

قرآن مجید و حدیث پیغمبرؐ اور ائمہ طاہرین ع کے خطبے اور بیانات اور خطوط وغیرہ فرق مراتب کے ساتھ ادب عربی میں بے مثال ثابت ہوئے۔ قرآن مجید نے "نثر جدید کا دروازہ کھولا۔ اور اس کا جمال اعجاز نکھر ذہن و روح پر مسلط ہوا۔ ائمہ طاہرین ع نے سو طرح سے اس کے جمال کا عکس اُتارا۔ اور اقتباس آیات اور اُس کے معانی کو طرح طرح سے اپنے کلام کی بنیاد قرار دے کر قرآن مجید کے بعد بلاغت کے "افق اعلیٰ" پر اپنے کلام کو پہنچا دیا۔

اس بلندی پر منتخب و مانوس و صیقل شدہ الفاظ، پاکیزہ معرفت خیز معانی، جنچے تُلے ہوئے تجربے، دلکش تشبیہیں، دلاویز استعارے اسلام کے پہلے اور اسلام کے بعد کسی عرب کے کلام میں اس کثرت سے نہیں ملتے۔ ہر ہر قدم پر محمدؐ و آل محمدؐ کے مملکت ادب میں جس کی فراوانی ہے یہی وجہ ہے کہ جسے ذرا سا بھی ادبی ذوق ہوا۔ خواہ وہ دوست ہو یا دشمن۔ وہ مجبور ہوا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے خوان ادب کا ذلہ خوار بنے۔ زیاد، حجاج، مہلب بن ابی صفرہ، مسلم بن قتیبہ، خالد قسری، سحبان، ابن قریہ، عمرو بن اہتم، خالد بن صفوان، عقال بن شبہ، قطری بن فجارہ، ابو حمزہ خارجی اباضی، عبد الحمید کاتب، طاہر بن حسین وغیرہ ادیبوں کے نام انشاء یا تقریر کے مخصوص انداز بیان کے موقع پہ لیے جاتے ہیں۔ لیکن

گیا یہ سب کے سب ادب آلِ محمدؐ کے طفیلی نہ تھے۔ کون تھا جو گلشنِ ادب آلِ رسولؐ کا خوشہ چیں نہ بنا۔ ادیبوں کی ہمت کی ساری پرواز محمدؐ و آلِ محمدؐ کے الفاظ و تراکیب و تشبیہہ و استعارے کی نقل اتارنے میں صرف ہوئی۔ مگر معانی اول سے آخر تک محمدؐ و آلِ محمدؐ کی جاودانی ملکیت بنے رہے ——— منصف و وسیع النظر علماء ادب کو اس کا اقرار و اعتراف ہے ——— کتاب تاریخ الادب العربی کے مشہور و معروف مصنفین استاذ احمد اسکندری و احمد امین و علی الجارم و عبد العزیز بشری، ڈاکٹر احمد حنیف یہ بیان کرتے ہوئے کہ فن کتابت نے کمال و جمال کا درجہ کیسے حاصل کیا۔ لکھتے ہیں کہ انشاء پردازوں نے قرآن مجید اور احادیث پیغمبر اور خطب خلفاء سے استفادہ کیا۔

" اور اس کی تصدیق یوں ہوتی ہے کہ عبد الحمید سے پوچھا گیا کہ تمہیں بلاغت میں یہ اقتدار کیسے حاصل ہوا تو کہا "کلام اصلع" کے حفظ نے یعنی امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ادب کے حفظ نے۔

تاریخ ادب عربی ص۱۱ مطبوعہ مصر ۱۹۳۷ء

ہاشمی بلاغت ظہور اسلام کے بعد کمزور نہیں ہوئی۔ بلکہ قرآن و حدیث پیغمبرؐ کی پیروی سے اپنی اپنی حیثیت اور قوت پرواز کے لحاظ سے اس خانوادہ نے مناسب حصہ پایا۔ اور ترقی کی۔ رسولِ خدا اور امیر المومنینؑ کی ادبی ہمہ گیری و دلکشی و افادیت کی تفصیل میں پڑنا اس سرسری نظر میں بے موقع ہے۔ علماء ادب کا اجماع ہے:

۱ ———— دکان رحمۃ اللہ ———— امیر المومنینؑ رسولِ خدا کے بعد

افصح الناس بعد رسول اللہ واکثرھم علماء وزھدا واشدّھ فی الحق وھو امام الادباء من العرب علی الاطلاق بعد رسول اللہ۔	افصح الناس تھے۔ سب سے زیادہ علم و زہد اور حق میں شدّت رکھتے۔ رسول خدا کے بعد بغیر استثناء وہ امام الادباء تھے۔

(تاریخ الادب العربی للاساتذہ احمد سکندری وغیرہ)

خانوادۂ نبوت کی بلاغت کا کیا کہنا۔ وحی الٰہی نے اُن کا ذہن تیار کیا۔ ارشادات پیغمبرؐ نے ان کی فکری تربیت کی رسول خدا کا ارشاد ہے اوتیت جوامع الکلم واوتی علیؑ جوامع الکلم مجھے اور علیؑ کو کم لفظوں میں زیادہ معنی سمونے کا سلیقہ عطیۂ ربانی ہے۔

(ج۳ شرح نہج البلاغہ میثم بحرانی)

امیر المومنین ؑ فرماتے ہیں :-

ذلاقۃ اللسان راس المال۔	زبان کی تیزی انسان کی پونجی ہے۔

(ص۱۱۷ جامع الاخبار صدوق)

یہ اور ایسے سیکڑوں اشارات ادب و بلاغت کے متعلق رسول خدا اور امیر المومنین ؑ اور اُن کی ذریت کے ہیں۔ جو پائے کمال کے لئے ان میں علم و ادب کی وسیع راہیں ہیں۔

وہ ہاشمی جو خانوادۂ نبوت سے متمسک ہو گئے ان کی نسلی صلاحیت میں ان حضرات کی تربیت سے چار چاند لگ گئے۔ محمد ابن حنفیہ علم و ادب کے امام تھے۔ ابن عباس اور حضرت عقیل وغیرہ سے اور اموی دربار کے

آ ۔۔۔ کار جہاں دیدہ امراء سے جب کبھی سابقہ ہوا تو انھیں ان کی بلاغت کے مقابلے شکست فاش ہوئی۔

امام حسن علیہ السلام کے لئے اموی عہد میں کیسے کیسے سخت موقع نکالے گئے جس میں طاقت گویائی جواب دے دیتی ہے لیکن حضرت نے فاتحانہ انداز سے ان مراحل کو طے کیا۔ ایک بار عمرو بن عاص۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہ نے امیر معاویہ سے اصرار کیا کہ حسن کو بلاؤ۔ دل کھول کر اُن کے مُنھ پر زبان درازی کریں۔ امیر معاویہ ہاشمی بلاغت وطلاقت سے واقف تھے، اُنھیں یہ مذاق مہنگا معلوم ہو رہا تھا۔ انھوں نے پہلے ہی کہہ دیا کہ تمھیں حسن کی برجستہ گوئی پر قدرت نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت امام حسنؑ بلائے گئے اور سب نے اپنا اپنا حوصلہ پورا کیا اور امامؑ نے سب کے دنداں شکن جواب دیئے۔ آخر میں امیر معاویہ کو کہنا پڑا۔

قد انباتکم انہ ممن لا تطاق عارضتہ۔ واللہ ما قام حتی اظلم علی البیت۔

(شرح ابن ابی الحدید ۱۰۱/۲)

میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ حسن کی برجستہ گوئی کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ خدا کی قسم انھوں نے (اپنی گویائی سے) میرا گھر مجھ پر تیرہ و تار کر دیا۔

فاطمی و علوی دہن سے بلاغت کے کوثر و تسنیم بہہ رہے تھے۔ ان کے بچوں اور عورتوں کی خطابت پر دُنیا حیرت سے انگشت بدنداں رہ گئی۔ بشیر بن خذیم اسدی نے جناب زینب صلوات اللہ علیہا کی تقریر پر جو تبصرہ کیا ہے، کیا اسے دلدادگانِ ادب نظر انداز کر سکتے ہیں؟ بشیر نے کہا۔

لم ار خفرة والله انطق	بخدا میں نے جناب زینب سے
منها۔ کانہا تفرغ من لسان	زیادہ طلیق اللسان عورت نہیں دیکھی
امیر المومنین۔	گویا وہ امیر المومنین ع کی زبان سے
(لہوف ۷۴)	بول رہی تھیں۔

دربار ابن زیاد میں جب مجبوراً حضرت زینب ع کو زبان کھولنا پڑی تو ابن زیاد حضرت کی بلاغت سے بوکھلا اُٹھا۔ اپنی ناکامی کی شرم دور کرنے کے لیئے کہنے لگا۔ یہ بڑی قافیہ باز ہیں۔ زینب تمھارے باپ بھی بڑے قافیہ باز تھے۔ ثانی زہرا نے فرمایا بھلا عورت کو قافیہ بندی و شاعری سے کیا تعلق اور میں اس عالم میں ہوں کہ مجھے قافیہ بندی کا ہوش کہاں۔ یہ دل کی آواز تھی جو زبان سے نکل گئی۔ (تاریخ ابن اثیر ۴۲)

کیا جناب ام کلثوم ع کی کوفہ کی تقریر سُن کر قبیلہ بنی جوف کے ایک کہن سال نے آنسو بہاتے ہوئے یہ شعر نہیں پڑھا:۔

کهولهم خیر الکهول ونسلهم اذا عدّ	تمھارے ادھیڑ کل ادھیڑ عمر والوں
نسل لا یبور ولا یخزی۔	سے بہتر ہیں۔ یہ نسل نہ ہلاک ہو سکتی
(بلاغات النساء ابن طیفور ص ۲۸ نمبر ۲۹	ہے نہ رسوا ہو سکتی ہے۔
مطبوعہ مصر ۱۹۰۸ء)	

امام حسین ع کا ادبی سرمایہ

جب فاطمی خواتین اس مرتبہ بلاغت پر فائز تھیں تو امام عصر سید الشہداء حسین ع کے حدود بلاغت متعین کرنا کس کے بس کی بات ہے۔ امام حسین ع نے

اپنے آباء طاہرین کی طرح ساری زندگی ادب الٰہی کے فروغ و اشاعت میں صرف کر دی۔ جس سے عربی زبان نے بیحد و انتہا فیض پائے۔ حضرت کی تقریر و تحریر، نظم و نثر، امثال و کلم میں اموی جاہلیت کے کھنڈر مٹا کر زندگی کے نئے ایوان اٹھائے جا رہے تھے جن کی بنیاد خدا رسی و خلق نوازی و جستجوئے حق پر تھی۔ لفظی و معنوی جمال کے اعتبار سے امام کا ادب ایک مخصوص طرز رکھتا ہے۔

بلاغت الحسین ع ص ۵۹ مصطفٰے محسن بحوالہ زہر الادب قیروانی میں ہے کہ امام حسین ع نے اپنی ایک کنیز کو آزاد فرمایا پھر اس سے عقد فرما لیا اس پر معاویہ نے حضرت کو لکھا "آپ نے کنیز سے عقد کر لیا۔ اپنی نسل کا بھی خیال نہ کیا۔ قریش میں قرابت کرنی چاہیئے تھی۔" مناقب ابن شہر آشوب ۱۴۴ میں یہ واقعہ امام زین العابدین اور عبد الملک کے درمیان مذکور ہے)

اسکے جواب میں حضرت نے ایک مختصر مگر نہایت وسیع المعنی خط لکھا جس میں اسلامی انقلاب کی تصویر کھینچ دی۔ لکھا "تم نے میری حرف گیری کی ہے کہ میں نے اپنی کنیز سے عقد کر لیا اور قریش کو چھوڑ دیا تو رسول خدا سے زیادہ کوئی شریف و صاحب نسب نہیں۔ (یعنی رسول کا بھی ایسا ایسا عمل تھا) وہ میری کنیز تھی۔ میں نے رضائے الٰہی کے لیئے اسے آزاد کیا پھر سنت رسول کے ماتحت اُسے حلقۂ زوجیت میں داخل کر لیا۔

"خدا نے اسلام کے ذریعہ سے پستی کو بلند کر دیا۔ مسلمان کے لیئے

گناہ کیا ہوا کوئی رسوائی نہیں۔ صرف عہد جاہلیت کی پیروی میں رسوائی ہے"۔

(بلاغت الحسین ؑ ۵۹)

امام کے اس خط نے اپنا اثر مرتب کیا۔ اور امیر معاویہ کو اپنی شکست تسلیم کرنا پڑی۔ ادب عرب کی کتابوں میں حضرت کے خط کے مطالعہ کے بعد امیر معاویہ کا یہ اعتراف مذکورہ ہے:۔

السنة بنی هاشم الحداد	بنی ہاشم کی تیز زبانیں پتھریں
التی تفلق الصخر و تغرف من البحر	شگاف ڈال دیتی ہیں اور سمندر سے
(۳ مواسم الادب و آثار العجم و العرب از سید جعفر	پانی لیتی ہیں۔

بن محمد بیتی علوی مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ)

امام حسین ؑ کے جوہر بلاغت کے دوست۔ دشمن سب قائل ہوگئے اور آپ کی تحریروں کے سامنے سب نے سر جھکایا۔ نافع بن ازرق خارجی بھی امام کا وہ خاندانی دشمن ہے جسے مجبوراً امام کی بارگاہ کا طواف کرنا پڑا۔ مسئلہ صفات الٰہی و تنزیہ باری، اہلبیت ؑ کا مخصوص موضوع تھا دنیا میں کسی انسان نے اس حد تک اس موضوع کی نزاکتوں کو نہیں نبھایا جیسا محمد ؐ و آل محمد نے اسے مختلف پیرایوں میں پیش کیا۔ نافع نے کہا مجھے اپنے معبود کے اوصاف بتائیے۔ امام ؑ نے برجستہ فرمایا:۔

"جو اپنے مذہب کی بنیاد قیاس پر رکھتا ہے وہ حیرت میں ڈبکیاں لگاتا رہتا ہے۔ سیدھی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ کجرو ہو جاتا ہے۔ ناز یبا باتیں کہتا ہے خدا نے جو اپنا وصف بیان کیا ہے میں بھی اس کی وہی

صفت بیان کرتا ہوں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ مخلوق پر اس کا قیاس صحیح نہیں۔ وہ قریب ہے مگر اس معنی سے نہیں کہ جسم سے ملا ہوا ہے۔ وہ دور ہے لیکن جسمانی دوری نہیں۔ وہ ایک ہے مگر کسی مجموعہ کا جز نہیں، نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ علامات سے اس کا وصف بیان ہوتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود بزرگ و برتر نہیں۔" (بلاغت الحسینؑ)

اِدھر امام کی تقریر ختم ہوئی اور کلام کی تاثیر سے نافع کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور بے ساختہ کہہ اٹھا ما احسن کلامک۔ آپ کا کلام کتنا حسین ہے۔

خطیب کے نمایاں صفات ہیں۔ قوت ملاحظہ، ارتجال، طلاقت، قوت قلب، مقتضائے حال پر نظر، جمال تعبیر۔ ان صفتوں کو اگر امامؑ کی تقریروں میں ڈھونڈھا جائے تجسّس و تلاش کی زحمت سے سامنا نہ ہوگا۔ کتاب الصناعتین کے مصنف ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے :-

"حیرت و دہشت سے زبان میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے اور چپ لگ جاتی ہے۔"

پھر کربلا سے زیادہ کونسا مقام وحشت و ہراس، خوف و بے اطمینانی و اضطراب کا ہو سکتا ہے۔ کئی روز کی تشنگی، دشمن کا ہجوم، اپنی بے سرو سامانی، مددگاروں کی کمی، عورتوں اور بچوں کا

ساتھ۔ لیکن امام کی خطابت کسی خارجی اثر سے متأثر نہیں ہوئی۔ کیا ابن سعد نے اسی موقع اپنی جماعت سے امام کے متعلق نہیں کہا۔

ویدکم کلموہ۔ فانہ ابن ابیہ لو وقف فیکم ھکذا یوما جدیدا لما انقطع ولما حصر۔
(اعیان الشیعہ علامہ محسن شامی ۱۱۱/۴)

ان سے باتیں کرو۔ یہ اپنے باپ کے بیٹے ہیں۔ اگر دوسرے دن تک یہ بولتے رہیں جب بھی ان کے کلام میں رکاوٹ ہو گی اور نہ یہ تھکن محسوس کریں گے۔

حمد خدا و نعت رسولؐ کے بعد روز عاشور حضرت نے فوج سے جب اپنا تعارف فرمایا ہے فانسبونی فانظروا من انا الخ (بلاغۃ الحسین ۳۳)
کیا اس خطبہ کے متعلق خود کربلا کے اموی نامہ نگاروں کا بیان نہیں۔

فلم یسمع متکلم قط قبلہ ولا بعدہ ابلغ فی منطق منہ
(اعیان الشیعہ ۲۱۵/۴)

اس بلاغت سے ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی کو تقریر کرتے ہوئے نہیں سُنا گیا

امام کی تقریریں، امامؑ کی تحریریں امامؑ کا ادب بیحد پُر ثروت ہے۔
توحید و صفات باری کے عقدے اس میں حل ہوئے ہیں (بلاغۃ الحسین ۱۰۱)
ایک بصری کے جواب میں امامؑ نے لفظ "صمد" کی جو تفسیر فرمائی ہے اسے الٰہیات کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ (بلاغۃ الحسین ۵۰)
عہد امیر المومنین میں حق کی حمایت کے لیے عوام کو جہاد کی اسمیں دعوت دیکھی ہو (بلاغۃ الحسین
تقویٰ اور حُسن سلوک پر اس میں پیام ہے۔ (بلاغۃ الحسین ۹۶)

اسلامی انقلاب کے عمائد کی اُس میں ہمت افزائی ہے۔ حضرت ابوذر جب ربذہ جلاوطن ہو کر جا رہے تھے امام حسینؑ نے رخصت کے موقع پر جو چند لفظیں ارشاد فرمائیں پیغمبرؐ کے بوڑھے نیک دل و شیر مزاج صحابی کے بازوئے ہمت بردہ آخری رمق تک تعویذ بن کر ثبات قدم و استقلال و ثوبتِ قلب کا باعث رہی ہوں گی۔ (بلاغۃ الحسین ۳) فریضہ شناس قائد کی طرح امام نے امیر معاویہ سے مختلف مواقع پر جیسا احتجاج کیا ہے اُس کی اہمیت ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ (بلاغۃ الحسین ۱۱ و ۱۲) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پیام امام کے دہن سے سننا چاہیئے۔ حضرت نے زبانی پیام نہیں دیا بلکہ اس سلسلہ میں اپنی اور اپنے عزیز ترین دوستوں اور عزیزوں کی ہستیاں قربان کر ڈالیں۔ (بلاغۃ الحسین ۲۳،۲۴) سفر کربلا کے موقع پر مختلف مواقع پر حضرتؑ نے کیسی پُرجوش و انقلاب انگیز تقریریں فرمائیں۔ (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴)۔ خود کربلا میں حضرت کی بے نظیر تقریروں نے خلوص واقعہ اور کلام کا علم نصب کر دیا (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۳۵ و ۳۷ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۳ و ۵۰ و ۵۲)۔ دشمن باوجود مردہ ضمیر ہونے کے امامؑ کی تقریروں سے کتنا متاثر ہوا اس کا ابھی تک نفسیاتی نقطۂ نظر سے صحیح جائزہ نہیں لیا گیا۔ (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۴۲ و ۴۳ و ۴۵ و ۴۸ و ۵۱)۔ حسن بصری کو قضا و قدر اور دوسرے اہم مسائل کس فصاحت و اخلاص سے امام نے بتائے۔ (بلاغۃ الحسین صفحہ ۵۰ و ۸۹)۔ اگر امامؑ کی زندگی بھر کے ملفوظات و مکتوبات جمع کر لیئے جائیں تو

ایک مکمل زندگی کی مجسم تصویر لفظوں میں ہمارے سامنے آسکتی ہے۔

مقام شکر و مسرت ہے کہ حضرت کے خطب و رسائل و حکم کا ایک مختصر ذخیرہ "بلاغۃ الحسینؑ" کے نام سے فاضل ادیب مصطفےٰ محسن موسوی حائری آل اعتماد کی جمع و تدوین سے طہران میں ۱۳۶۹ھ میں شائع ہو گیا ہے۔ یہ قابل قدر علمی و ادبی و قومی خدمت ہے۔ اس مجموعہ کی اشاعت سے تاریخ ادب عربی کے مصنفین کو اپنی کتابوں کا خاکہ بدلنا ہوگا اور وہ مجبور ہوں گے کہ امامؑ کے کلام پر تبصرے کریں اور حضرتؑ کی بے مثال بلاغت کے نمونے پیش کریں۔ میں نے بھی "ادب کربلا" ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا جس میں امام حسینؑ و ان کے ساتھیوں کے تمام مکاتیب و ملفوظات و خطب و امثال و اتحاد کی تدوین مطلوب تھی۔ افسوس ہے کہ مجھے اس کی اشاعت کی توفیق نہ ہوئی۔ کتاب بلاغۃ الحسینؑ کی اشاعت نے میری تکلیف کسی حد تک کم کر دی۔ خوشی بالائے خوشی یہ ہے کہ یہ کتاب صرف عربی دانوں کی متاع خاص نہیں رہ گئی بلکہ ہمارے ملک کا اردو داں طبقہ بھی اس سے پوری طرح مستفید ہوگا۔ ادارۂ اصلاح کھجوا (بہار) تقریباً ۴۲ سال سے قوم و دینی خدمت کر رہا ہے۔ اس مقصد رفیق ادارہ نے کتاب بلاغۃ الحسینؑ کا اردو ترجمہ بڑے اہتمام سے شائع کر کے اردو پر ایک احسان کیا ہے۔

چند تقریظیں کتاب بلاغۃ الحسینؑ کے متعلق

کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کے متعلق میں ... نیچے ... شدید ضرورت مانع نہ ہوتا تو اسکے مختلف

پہلوؤں پر کچھ دیر تک اظہار خیال کرتا۔ یہ کتاب بلاغت امام حسینؑ پر حرف اول ہے۔ ابھی استدراک و تکملہ و اضافہ کی بڑی گنجائش ہے۔ مؤلف "بلاغت الحسینؑ" دامت مکارمہ کے پیش نظر متداول تاریخ کی کتابیں رہی ہیں۔ تاریخ و ادب و اخلاق و حدیث کا زیادہ وسیع مطالعہ اس مجموعہ میں زیادہ اضافہ کرے گا۔

مؤلف موصوف نے امام ؑ کے کلام پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور نہ اس ماحول کا تجزیہ کیا جس میں یہ گہر آبدار عروس ادب کا گوشوارہ بنے۔ امام حسینؑ کے نام سے دعاؤں کا ایک مجموعہ "صحیفہ حسینیہ" ہے۔ زیر تنقید کتاب میں اس کی صحت یا غلط نسبت پر کوئی فیصلہ دینا ضروری تھا۔ مگر موصوف نے اس صحیفہ پر کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔ امام کے اشعار اس مجموعہ میں بالکل نہ درج ہو سکے۔ حالانکہ اشعار کو حدود بلاغت سے کسی نے خارج نہیں کیا ہے۔

بعض کلمات و عبارات دوسرے ارباب بلاغت کی طرف بھی منسوب ہیں۔ بیسویں صدی کا تقاضا صرف جمع و تالیف نہیں ہے بلکہ اس زمانہ کی خصوصیت بحث و نظر اور دقت تحقیق ہے لازم تھا کہ امام حسینؑ کی طرف ان فقروں کی نسبت کے قرائن بتائے جاتے یا مستحکم دلیلیں قائم کی جاتیں جن سے یقین ہو جاتا کہ یہ امام ہی کی ملکیت ہیں یا کم از کم اختلاف نسبت ہی کا ذکر کر دیا جاتا۔ مثلاً بلاغۃ الحسینؑ ص ۳۰ باب سوم مختصر کلمات میں ان قوما عبدوا اللہ رغبۃ کو بجائے مجلسی کے حوالہ سے امام حسینؑ کی طرف

منسوب کیا ہے حالانکہ شہرت عام یہ ہے کہ یہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے اور نہج البلاغہ میں یہ امیر المومنینؑ کے نام سے مذکور ہے۔

ان قوما عبدوا اللہ رغبة فتلك عبادة التجار وان قوما عبدوا اللہ رھبة فتلك عبادة العبید وان قوما عبدوا اللہ شکرا فتلك عبادة الاحرار (صفحہ ۶۰۸ شرح نہج البلاغہ علامہ علی بن میثم بحرانی تالیف ۶۷۷ھ مطبوعہ ایران ۱۲۷۶ھ)

کچھ لوگ خدا کی عبادت ثواب کی خواہش سے کرتے ہیں۔ یہ تاجرانہ عبادت ہے۔ کچھ لوگ خدا کی عبادت اُسکے عذاب کے خوف سے کرتے ہیں۔ یہ غلامانہ عبادت ہے۔ کچھ لوگ خدا کے انعام و اکرام کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں۔ یہ شرفا کی عبادت ہے۔

اسی مفہوم کی ایک عبارت شرح نہج البلاغہ میثم میں امیر المومنینؑ کے نام سے ہے۔ ما عبدتك خوفا من عقابك ولا طمعا فی ثوابك بل وجدتك اهلا للعبادة فعبدتك (ص ۶۰۸) یہی عبارت تذکرۃ خواص الامہ سبط ابن جوزی م ۶۵۴ھ (ص ۱۸۲) میں امام زین العابدینؑ کے نام سے لکھی ہے ——— یا مثلاً کتاب الاعجاز والایجاز ثعالبی (ص ۳۲) میں یہ فقرہ سبط اکبر امام حسنؑ کی طرف منسوب ہے۔ ان خیر المال ما وقی ... بلاغۃ الحسین ۲ (ص ۶۳) ... تاریخ ابن عساکر) یہ امام حسینؑ کے نام سے درج ہے ——— یا مثلاً "بلاغت الحسینؑ" میں کسی سائل کے جواب میں کہ بین الایمان والیقین قال اربع اصابع

تھوڑے سے تغیر کے ساتھ یہ جوابات امام حسنؑ کی طرف بھی منسوب ہیں۔
عہد امیرالمومنینؑ میں خود حضرتؑ سے یہ سوالات کیے گئے۔ آپ نے امام حسنؑ
کو جوابات پر مامور فرمایا اور امام حسنؑ نے برجستہ جوابات دیے بحار مجلسی
کتاب الاحتجاج ص۱۲۱۔ صرف ایک مقام پر مؤلف موصوف نے فقرہ
ان من حسن المرء ترکہ مالا یعنیہ (بلاغۃ الحسینؑ ص۹۶) پر یہ لکھا ہے یہ
فقرہ رسولِ خداؐ سے مروی ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرتؑ کا
کلام ان کے جدِ محترم کے کلام کے موافق ہو گیا۔ ایسے ہی اور مقامات کے
نشان دیے جا سکتے ہیں جن کی نسبتیں جناب رسول خدا یا امیرالمومنینؑ کی
طرف زیادہ مشہور ہیں۔۔۔۔۔۔ اسی طرح اسرار الشہادت دربندی کے
حوالہ سے امام کے ایک خط کا تذکرہ ہے۔ الی الرجل الفقیہ حبیب
ابن مظاہر۔ اس خط کے متعلق اہل علم کسی مستند ماخذ کے خواہشمند
تھے۔ اس تالیف نے اسرار الشہادت پر قناعت کی اور کسی قدیم
و معتبر مصدر کا سراغ نہیں لگایا۔ مکتبہ خطیب بغداد کے مخطوط "معلوم
الاسم والمؤلف مجموعہ" سے (۵۳) میں ایک عبارت ہے ولف
خیر تکم بین ثلاث خلال فی بیعۃ یہ عبارت قابل حذف تھی
اموی پروپیگنڈا یہ تھا کہ امام حسینؑ نے: معاذ اللہ، (۱) صلح میں (۱)
یزید کی بیعت۔ (۲) یا مدینہ واپسی (۳) یا بعض سرحدوں کی طرف
چلے جانے کی خواہش کی تھی۔ یزید کی بیعت اموی افترا تھا عقبہ
بن سمعان صحابی امام حسینؑ نے اس نجس پروپیگنڈے کی نہایت پرجوش

ومخلصانہ ردکی ہے اور میں نے اسے مقتل الحسینؑ عقبہ بن سمعان میں مدلل طور پر رد کیا ہے ۔ ـــــــ اسی طرح بلاغۃ الحسینؑ (ص۲۲) میں امیر معاویہ کے نام ایک خط بحوالہ ناسخ درج ہے۔ اس کا انتساب بھی امام کی طرف ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ منزل تنعیم پر اموی حلقہ نے عین سفر کربلا کے موقع پر امام کی طرف منسوب کیا تھا میں نے مقتل الحسینؑ عقبہ بن سمعان میں اس کے تار و پود بکھیرے ہیں ۔ بلاغۃ الحسینؑ کے موفق اردو مترجم نے اس غلطی کا تدارک کر دیا ہے۔ اس طرح قدرتی طور پر بہت حد تک اس نقص کی تلافی ہو گئی ہے۔ اسی طرح سفر عراق کے موقع پر امامؑ کا ایک خطبہ (بلاغۃ الحسین ص۱۸۱) پر ہے۔ "ان اوصالی یتقطعھا عسلان الفلوات" اس کے ظاہری الفاظ سے وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو کافی ادبی ذوق نہیں رکھتے۔ مؤلف کو حاشیہ پر تنبیہ مناسب تھی کہ یہاں حیوانات درندہ مراد نہیں ہیں بلکہ بنی امیہ مراد ہیں۔

بلاغۃ الحسینؑ کے موفق مترجم نے اس کا وہ مناسب ترجمہ کیا ہے جو رگ شبہ کو قطع کر دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے یہ کتاب مقبول عام ہوگی اور علم و ادب کے شیدائی اس کے مطالعہ سے اپنی قوت ایمان بڑھائیں گے اور امام حسین علیہ السلام کو ان کے کلام کی روشنی میں دیکھ کر نور معرفت کو ترقی دیں گے۔

مختصر فہرست مضامین

کتاب مستطاب "بلاغۃ الحسین"

مضمون	صفحہ
باب اوّل	
توحید کے متعلق آپ کا ارشاد گرامی	٦١
حضرتؑ کا ارشاد نافع ابن ازرق سے	٦٥
آپ کا ایک خطبہ جس میں آپ نے لوگوں کی حاجت روائی اور احسان کرنے کی تلقین کی ہے۔	٦٧
آپ کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ	٧١
آپ کے ایک خطبہ کا اقتباس	٧٣
جناب ابوذر سے آپ کی گفتگو	٧٣
آپ کے ایک کلام کا اقتباس دنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق	٧٥
آپ کا ارشاد گرامی	٧٧
آپ کا ایک خطبہ فضائل اہلبیتؑ اور ان کی اطاعت واجب ہونے کے متعلق	٧٩
آپ کا ایک خطبہ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ امیر المومنینؑ ہدایت کے شہر ہیں	٨٣
آپ کا ایک خطبہ جب معاویہ نے یزید کے لئے بیعت لینا چاہا ہے	٨٣
آپ کی گفتگو معاویہ سے	٨٩
آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے	٩١

مضمون	صفحہ
مسجد نبوی میں آپ نے عائشہ سے فرمایا	۹۱
آپ کا کلام جس میں آپ نے اپنے بھائی حضرت امام حسنؑ کی وفات پر اظہار تاثرات کیا ہے۔	۹۵
آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے مروان کی مذمت فرمائی ہے	۹۵
طلب باراں کے موقع پر آپ کی دعا	۹۷
آپ کا ایک خطبہ مقام منیٰ پر	۹۹
طلب باران کے موقع پر آپ کا ایک خطبہ	۱۱۱
امر بالمعروف نہی عن المنکر کے متعلق آپ کا ارشاد	
حضرت عمر سے آپ کی گفتگو	۱۱۹
روانگی عراق کے وقت آپ کا خطبہ	۱۲۳
عراق روانہ ہونے کے وقت آپکی گفتگو	۱۲۵
فرزدق سے آپ کی گفتگو	۱۲۷
آپ کا خطبہ مقام ذی حسم پر	۱۲۹
آپ کا ایک دوسرا خطبہ مقام ذی حسم پر	۱۲۹
منزل رہیمہ پر آپ کا ارشاد گرامی	۱۳۱
منزل زبالہ پر آپ کی ایک تقریر	۱۳۱
مقام بیضہ پر آپ کی تقریر	۱۳۳
دنیا کے برگشتہ ہونے کے متعلق آپکا خطبہ	۱۳۵
زمین کربلا پر پہنچ کر آپ کی دعا	۱۳۷
آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے۔	۱۳۷
بیعت توڑنے کے متعلق آپ کا ارشاد	۱۴۱
دنیا کے رویہ تغیر ہونے کے متعلق آپ کا ارشاد	۱۴۳
آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے	۱۴۵
آپ کی تقریر وفائے اصحاب کے متعلق	۱۴۷
آپ ارشاد اپنے لشکر اور اپنے اہلبیتؑ سے	۱۴۷

مضمون	صفحہ
آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہل عراق کو نصیحت فرمائی ہے	۱۵۱
آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اصحاب کو بشارت جنت دی ہے	۱۵۵
آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہل کوفہ سے احتجاج فرمایا ہے۔	۱۵۵
آپ کی ایک تقریر	۱۵۹
روز عاشورہ بعد نماز صبح آپ کی ایک تقریر	۱۶۲
آپ کا ایک خطبہ ساحل فرات پر	۱۶۳
آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اصحاب کو صبر کی تلقین اور آخرت کا شوق دلایا ہے۔	۱۶۵
کوفہ والوں کی مذمت میں آپکی تقریر	۱۶۷
آپ کی تقریر اہل کوفہ سے خطاب کرکے	

مضمون	صفحہ
جب آپ نے کثرت سے اپنے اپنے اصحاب کو قتل ہوتے دیکھا تو ریش مقدس مٹھی میں لے کر فرمایا۔	۱۷۵
صبح عاشورا جب عمر سعد نے جنگ کا آغاز کیا تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر فرمایا	۱۷۷
رخصت آخر کے وقت آپ کی گفتگو	۱۷۷
آپ کا ایک اور خطبہ	۱۷۹
باب دوم	
حضرت سیّد الشہداء کے مکتوبات	۱۸۴
اہل بصرہ کے خط کے جواب میں آپکا مکتوب	۱۸۵
حسن بصری کے نام آپ کا مکتوب	۱۸۹
آپ نے ایک کنیز کو آزاد کرکے اس سے عقد کرلیا تھا اس پر معاویہ نے	

مضمون	صفحہ
اعتراض کیا آپ نے جواب میں لکھا	۱۹۱
آپ کا مکتوب معاویہ کے خط کے جواب میں۔	۱۹۳
اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ مولا مجھے دنیا و آخرت کی بھلائی بتلائیے تو آپ نے تحریر فرمایا۔	۱۹۹
ایک شخص نے لکھا ہمیں دو حرفوں سے نصیحت فرمائیے آپ نے لکھا	۲۰۱
آپ کا ایک خط امام حسنؑ کے نام	۲۰۱
عمرو بن سعید کے نام آپ کا خط	۲۰۲
آپ کا خط محمد بن حنفیہ کے نام	۲۰۳
آپ کا مکتوب اہل مدینہ کے نام۔	۲۰۵
آپ کا مکتوب شرفائے بصرہ کے نام	۲۰۷
آپ کا مکتوب بنی ہاشم کے نام	۲۰۷
آپ کا مکتوب محمد بن حنفیہ کے نام	۲۰۷
آپ کا مکتوب اہل بصرہ کے نام	۲۰۷
آپ کا مکتوب عبداللہ بن جعفر طیار کے نام	۲۰۹
آپ مکتوب جناب مسلم بن عقیل کے نام	۲۱۱
آپ کا مکتوب عراق جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام	۲۱۳
آپ کا مکتوب اہل کوفہ کے نام	۲۱۵
آپ مکتوب کوفہ جاتے ہوئے حبیب ابن مظاہر کے نام	۲۱۷
باب سوم	
امام مظلوم کے مختصر فقرے	۲۱۹
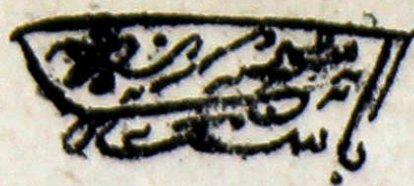
بلاغۃ الحسین علیہ السلام

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

کے
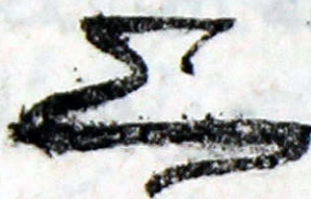
چند فصیح و بلیغ خطبے، خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات

تالیف الاستاذ مصطفیٰ المحسن الموسوی الحائری مع ام مجد

مترجمہ

مولوی سید محمد باقر صاحب قبلہ مولوی فاضل ممتاز الافاضل

مدیر اصلاح

ابن جناب مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ طاب ثراہ

مطبوعہ اصلاح مشین پریس کھجوا (بہار)

الى من انقذ البشرية من مخالب الضلال.

الى من استنار العالم بانوار نهضته المقدسة.

الى من احيى معالم الشريعة بعد الاندراس.

الى من داوى جروح الدين بدمه الاقدس.

اليك يا روح النبوة ومهجة الخلافة.

الكبرى اهدى كتابي هذا ارجو به

الشفاعة والرضوان.

المؤلف

مصطفى محسن الموسوي

پیش کش

بارگاہ میں اس کی جس نے انسانیت کو گمراہی کے چنگل سے چھڑایا
بارگاہ میں اسکی جسکے مقدس جہاد کی روشنی سے عالم نورانی ہو۔
بارگاہ میں اُس کی جس نے آثارِ شریعت کو اُنکے مٹنے کے بعد زندگی بخشی۔
بارگاہ میں اُسکی جس نے دین کے زخموں کا اپنے پاکیزہ خون سے علاج کیا۔
آپ کی بارگاہ میں اے نبوت کی روح اور خلافت کبریٰ
کی جان۔ اس کتاب کا نذرانہ پیش کرتا ہوں اور اس سے آپ کی
شفاعت اور رضامندی کا امیدوار ہوں۔

مترجم

محمد باقر نقوی

باسمه سبحانه

الباب الاول

ومن كلامه عليه السلام في التوحيد

ايها الناس اتقوا هؤلاء المارقة، الذين
يشبهون الله بانفسهم يضاهئون قول الذين
كفروا من اهل الكتاب بل هو الله ليس كمثله
شیء وهو السميع البصير لا تدركه الابصار
وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير
استخلص الوحدانية والجبروت وامضى
المشية والارادة والقدرة والعلم بما
هو كائن لا منازع له في شيء من امره
ولا كفو له يعادله ولا ضد له
ينازعه ولا سمي له ولا يشابهه
ولا مثل له يشاكله لا تتداوله

ابتداء

باب اوّل

توحید کے متعلق آپ کا ارشاد گرامی

اے لوگو! ان بے دین لوگوں سے بچو جو خدا کو اپنے نفوس کے ایسا سمجھتے ہیں، اور گنہگار اہل کتاب کی ایسی باتیں کرتے ہیں بلکہ وہ اللہ ہے اس کی ایسی کوئی چیز نہیں، وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے، نگاہیں اسے نہیں پا سکتیں، وہ البتہ نگاہوں کو دیکھتا ہے، وہ مادی کثافتوں سے بری اور بڑا باخبر ہے، یکتائی و اقتدار کو اس نے خاص اپنے لیے رکھا ہے، اپنی خواہش و ارادہ کو گزرنے والا، قدرت کو عمل میں لانے والا، اور ہر ہونے والی بات کا عالم ہے، کسی چیز کے متعلق اگر حکم صادر کر دے تو کسی کو مجال دم زدن نہیں، نہ تو کوئی اس کا ہمسر ہے کہ برابری کرے، نہ کوئی حریف ہے جسے اختلاف کی جرأت ہو، نہ کوئی اس کا نظیر ہے جو اس سے مشابہ ہونے کا دعویٰ کرے، نہ اس کا

الامور. لا تجری علیه الاحوال ولا تنزل
علیه الاحداث. ولا یقدر الواصفون کنه
عظمته ولا یخطر علی القلوب مبلغ جبروته
لانه لیس له فی الاشیاء عدیل ولا تدرکه العلماء
بالبابها، لا اهل التفکیر بتفکیرهم
الا بالتحقیق، ایقانا بالغیب لانه لا یوصف
بشیء من صفات المخلوقین وهو الواحد
الصمد، ما تصوّر فی الاوهام فهو خلافه، لیس
برب من طرح تحت البلاغ ومعبود من
وجد فی هواء وغیر هواء وهو فی الاشیاء کائن
لا کینونة محظور بها علیه ومن الاشیاء
بائن، لا بینونة غائب عنها، لیس
بقادر من قارنه ضد، او ساواه
ند، لیس عن الدهر قدمه، ولا
بالناحیة امَمه، احتجب عن
العقول، کما احتجب عن الابصار
وعمن فی السماء احتجابه کمن فی
الارض، قربه کرامته، وبعده
اهانته. لا تحله فی، ولا توقته اذ،

کوئی نمونہ ہے جو اس کا شبیہ ہو، نہ اس پر انقلابات آتے ہیں، نہ اُس کی حالتیں بدلتی ہیں، نہ تغیرات لاحق ہوتے ہیں، توصیف کرنے والے اُس کی عظمت کی حقیقت بیان کرنے پر قادر نہیں، نہ دلوں کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کتنی قدرت والا ہے۔ کیونکہ موجوداتِ عالم میں کوئی چیز اسکے ہم پایہ نہیں، نہ علماء اپنی عقلوں سے، غور و فکر کرنے والے اپنے غور و فکر سے کام لے کر اسے سمجھ سکتے ہیں مگر یہ کہ وہ بے دیکھے اُس کی عین حقیقت پر یقین کریں کیونکہ مخلوقات کے اوصاف سے اس کی توصیف نہیں کی جاسکتی، نہ کسی مخلوق سے مثال دیکر اس کی شناخت کرائی جاسکے، وہ واحد و یکتا اور بے نیاز ہے، وہم و گمان جو کچھ ان کا خاکہ تیار کرے خداوند عالم اس کے خلاف ہی ہوگا۔

نہ وہ نہیں جو بار مصیبت کے نیچے درماندہ ہو اور معبود وہ نہیں جو ہوا یا غیر ہوا کسی بھی مکان پایا جائے، اور وہ تمام چیزوں میں موجود ہے (مگر ایسا) نہیں جو اسے ان میں محدود بنا دے اور تمام چیزوں سے دور ہے مگر ایسی دوری نہیں جسکی وجہ سے وہ اُن سے بے تعلق و بے خبر ہو جائے (فی دہ لعلی الاسلاقی) وہ نہیں ہو سکتا جس کے ہمسر کوئی شے اور نہ اس کے بعد کوئی اُس کا مثل ہو، وہ زمانہ کے حدود میں گرفتار اور مکان کی پابندی میں مقید نہیں ہے، وہ جس طرح نگاہوں سے پوشیدہ ہے اسی طرح عقلوں سے بھی مخفی ہے۔ اس کی نزدیکی اعتراز اور اُس کی دوری تقرب ہے

اس سے ... ہیں" کی لفظ (جو کسی ظرف میں ہونے کا پتہ دے)

ولا تتوامره ان، علوه من غير و قل ومجيئه من غير تنقل، يوجد المفقود و يفقد الموجود ولا تجتمع لغيره الصفتان فی وقت، يصيب الفكر منه الايمان به موجوداً و جود الايمان، لا وجود صفة، به توصف الصفات لا بها يوصف و به تعرف المعارف، لا بها يعرف، فذلك الله لا سمی له، سبحانه ليس كمثله شیء وهو السميع البصير.

ومن كلامه عليه السلام لنافع

بن الازرق[1]

لما قال لابن عباس صف لنا الهك الذی تعبده فاطرق ابن عباس اعظاماً لله عزّ وجلّ فاقبل نافع بن الازرق نحو الحسين فقال له يا نافع، ان من وضع دينه

[1] تاريخ ابن عساكر

صرف نہیں ہو سکتی، نہ "جب" کے ساتھ اس کو کسی وقت سے مخصوص کیا جا سکتا ہے، نہ اس کے وجود میں "اگر" کی گنجائش ہے بلندی اس کی غیر جسمانی ہے اور متوجہ ہونا اس کا بغیر انتقال مکانی ہے وہ ہست کو نیست اور نیست کو ہست بناتا ہے اور اس کے غیر کے لئے کسی وقت بھی یہ دونوں صفتیں بہم نہیں ہو سکتیں، غور و فکر اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتا ہے ایسا وجود جس پر بس ایمان لایا جا سکتا ہے اس کی توصیف نہیں ہو سکتی جتنی صفتیں ہیں اُن کا مفہوم اسی کے ذریعہ سے سمجھ میں آتا ہے، اس کی ذات ان صفتوں سے سمجھ میں نہیں آتی ہوئی چیزیں اُس کی بدولت ہیں معلوم ہیں وہ اُن سے معلوم نہیں ہوتا۔ یہ ہے اللہ جس کا کوئی ہمنام نہیں وہ ہر عیب سے بری اُس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حضرت کا ارشاد نافع بن ازرق سے

نافع نے بن عباس سے کہا کہ مجھ سے اپنے پروردگار کا جس کی عبادت کرتے ہو وصف بیان کرو۔ ابن عباس نے عظمت الٰہی کے احساس سے سر جھکا لیا اس کے بعد نافع بن ازرق امام حسین کے پاس آیا حضرت نے فرمایا "اے نافع جو شخص اپنے مذہب کی بنیاد قیاس پر رکھے گا ہمیشہ غوطے کھاتا، اور راہ راست سے ہٹا ہوا، کج روی میں مبتلا، راہ راست سے گمراہ اور غیر مستحسن اقوال کے ساتھ گویا رہے گا۔ اے نافع بن ازرق میں اپنے خدا کی وہی صفت بتا سکتا ہوں جو اس نے خود اپنی صفت بیان

علی القیاس، لم یزل فی الارتماس، مائلاً عن المنهاج، ظاعناً بالاعوجاج، ضالاً عن السبیل قائلاً غیر الجمیل. یا ابن الازرق اصف الٰهی بما وصف به نفسه. لا یدرک بالحواس ولا یقاس بالناس، فهو قریب غیر ملتصق، وبعید غیر مستقصی یوحد ولا یبعض، معروف بالآیات، موصوف بالعلامات، لا الٰه الّا هو الکبیر المتعال، فبکی ابن الازرق، وقال ما احسن کلامک، فقال له بلغنی انّک تشهد علی ابی و علی اخی وعلی بالکفر، فقال له الحسین ع انی سائلک عن مسئلة فقال سل، فسئله عن قوله تع، واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة، فقال یا ابن الازرق من حفظ فی الغلامین، فقال ابوهما فقال الحسین ع ابوهما خیر ام رسول الله ص فقال ابن الازرق قد انبأنا الله تع عنکم انکم قوم خصمون۔

ومن خطبة له یحث النّاس علی قضاء

کر دی ہے، احساسات سے اس کا ادراک ممکن نہیں اور خلائق پر اس کا قیاس درست نہیں، وہ نزدیک ہے مگر جسمانی طور پر چسپیدہ نہیں اور دور ہے مگر جسمانی طور پر علیحدہ نہیں، وہ ایک ہے، مگر کسی مجموعہ کا جزو نہیں نشانیوں سے پہچانا ہوا اور علامتوں سے توصیف کیا ہوا ہے سوا اس بزرگ و بلند کے کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے" یہ سن کر ابن ازرق رونے لگا اور کہا کیا خوب آپ کا بیان ہے حضرتؑ نے فرمایا مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ تم میرے والد بزرگوار اور بھائی کو اور خود مجھے کافر سمجھتے ہو (اس پر وہ شرمندہ سا ہو گیا) حضرتؑ نے فرمایا میں تم سے صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا دریافت کیجئے۔ آپ نے یہ آیت پڑھی جو حضرت خضرؑ کے قصہ میں ہے کہ" وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی" آپ نے فرمایا اے ابن ازرق یہ لڑکوں کے بارے میں کس کے حقوق کا خیال کیا گیا۔ ازرق نے کہا اُن کے باپ کے حقوق کا۔ حضرتؑ نے کہا کہ سچ بتاؤ اُن کے باپ کا درجہ بلند تھا یا رسول خداؐ کا۔ ابن ازرق نے کہا کہ تم لوگوں کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ یہ لوگ بڑے بحث کرنے والے ہیں۔

آپ کا ایک خطبہ جس میں آپ نے لوگوں کی حاجت روائی اور احسان کرنے کی تلقین کی ہے

لوگو! عزت و نیکنامی کے کاموں میں باہم مقابلہ کرو، اور

الحاجة واصطناع المعروف[له]

ايها النّاس نافسوا فی المکارم، وسارعوا فی المغانم ولا تحتسبوا بمعروف لم تعجلوه واکسبوا الحمد بالنجح، ولا تکسبوا بالمطل ذمّا فمهما یکن لاحد عند احد صنیعة له، رای انّه لا یقوم بشکرها، فالله له بمکافاته فانّه اجزل عطاء اعظم اجرا، واعلموا انّ حوائج النّاس الیکم من نعم الله علیکم فلا تملوا النعم فتحول نقما، واعلموا انّ المعروف مکسب حمدا ومعقب اجرا فلو رأیتم المعروف رجلا لرأیتموه حسنا جمیلا یسر النّاظرین ولو رأیتم اللؤم، رأیتموه سمجا مشوها، تنفر منه القلوب وتغض دونه الابصار، ایها النّاس من جاد ساد ومن بخل رذل، وان اجود النّاس من اعطی من لا یرجو، وان اعفی النّاس من عفی عن

له کشف الغمہ

منفعت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جس نیکی میں تم نے درنگ سے کام لیا اُسے پھر نیکی نہ شمار کرو۔ حاجت براری کر کے لائق ستائش بنو اور ٹال مٹول کر کے مستحق مذمت نہ بنو، اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرے اور یہ سمجھتا ہو کہ وہ شخص ہمارے احسان کا شکریہ ادا نہ کرے گا تو اللہ اس کے احسان کا بدلہ دے گا اور وہ تو زیادہ گراں قدر عطیہ اور زیادہ بڑا معاوضہ دینے والا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ لوگوں کی حاجتیں جو تمھارے پاس لائی جاتی ہیں وہ تمھارے لئے خدا کی نعمتیں ہیں لہٰذا ان نعمتوں سے برداشتہ خاطر نہ ہو ورنہ وہ تمھارے لئے بجائے نعمت کے وبال بن جائیں گی یہ بھی سمجھ لو کہ احسان کر کے انسان مدح و ستائش حاصل کرتا ہے اور بعد میں ثواب بھی پاتا ہے اگر تم احسان کو آدمی کی شکل میں دیکھتے تو یقیناً ایک حسین و جمیل انسان دیکھتے جسے دیکھ کر دیکھنے والے خوش ہو جائیں اور بخل کو اگر دیکھ پاتے تو بدصورت کریہہ المنظر دیکھتے جس سے تنفر اور آنکھیں اُس کی طرف نظر کرنے سے گریز کرتیں۔

اے لوگو! جس نے بخشش کی وہ سردار ہوا، جس نے بخل کیا وہ رذیل ہوا، اور سب سے زیادہ فیاض وہ ہے جو ایسے کو دے جو اس کی داد و دہش کی امید نہ رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ درگزر کرنے والا وہ ہے جو قابو پانے کے باوجود معاف

قدرة ، وان اوصل النّاس من وصل
من قطعه ، والأصول على مغارسها
بفروعها تسمو ، فمن تعجل لأخيه خيرا
وجده اذا قدم عليه غدا ، ومن اراد
الله تبارك وتعالى بالصنيعة الى اخيه
كافاه بها فى وقت حاجته ، و
صرف عنه من بلاء الدنيا ما هو
اكثر منه ، ومن نفس كربة مومن ،
فرج الله عنه كرب الدنيا والآخرة ،
ومن أحسن احسن الله اليه والله يحبّ
المحسنين

ومن خطبة له عليه السلام

ان الحلم زينة ، والوفاء ، مروه والصلة
نعمة والاستكبار صلف ، والعجلة سفه ،
والسفه ضعف ، والغلو ورطه ، ومجالسة اهل
الدناءة شر ، ومجالسة اهل الفسوق ريبة .

كشف الغمة

کرے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ صلۂ رحم کرنے والا وہ ہے جو اُس شخص کے ساتھ صلۂ رحم کرے جس نے اُس کے ساتھ قطع رحم کیا ہے۔ جڑیں اپنے جمنے کی جگہوں میں اپنی شاخوں ہی کے ساتھ بڑھتی ہیں لہٰذا جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ بھلائی کرنے میں جلدی کرے گا جب خود کسی ضرورت سے مجبور ہوکر کل اُس کے پاس آئے گا تو اپنی بھلائی موجود پائے گا۔ اور جو شخص اپنے بھائی پر احسان کرکے خدا سے اجر کا طالب ہو تو خدا بھی اُس کی ضرورت کے وقت اس کے احسان کا بدلہ دے گا اور دنیا کی اتنی مصیبتیں اس سے دُور کرے گا جتنی اُس نے اپنے بھائی کی دُور نہ کی تھیں جو شخص کسی مومن کو رنج سے چھڑائے گا خدا دنیا و آخرت کے رنج سے اُسے نجات دے گا۔ جو شخص دوسروں پر احسان کرے گا خدا اُس پر احسان کرے گا اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آپ کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ

بردباری زینت ہے۔ وفا تقاضائے انسانیت ہے، صلہ نعمت ہے، بڑا بننا بے غیرتی ہے، جلد بازی نادانی ہے، حد سے گزرنا باعث خطرہ ہے، کمینوں کی ہم نشینی بری اور فاسقوں کی ہم نشینی سبب تہمت ہے۔

ومن خطبة له[1] يدعو الناس للمسير الى الشام مع ابيه عليه السلام

قام عليه السلام حمد الله واثنى عليه بما هو اهله وقال يا اهل الكوفة انتم الاحبة الكرماء والشعار دون الدثار، جد وا في اطفاء ما ترتب بينكم وتسهيل ما توعر عليكم، الا ان الحرب شرها ذريع و طعمها فظيع، فمن اخذ لها اهبتها واستعد لها عدتها ولم يالم كلومها قبل حلولها، فذاك صاحبها، ومن عاجلها قبل اوان فرصتها واستبصار سعيه فيها، فذاك قمن ان لا ينفع قومه وان يهلك نفسه۔ نسئل الله بقوته ان يدعمكم بالفيئة۔

ومن كلام له عليه السلام مع ابي ذر[2] رضوان الله عليه

لما اخرج الى الربذة يامر من عثمان يا عماه

---

[1] شرح نہج البلاغة ابن ابی الحدید۔ [2] شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید۔

آپ کے ایک خطبہ کا اقتباس

جس میں آپ نے لوگوں کو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ بغرض جہاد شام کی طرف روانہ ہونے کی ترغیب دلائی تھی۔

آپ کھڑے ہوئے حمد خدا ادا کیا اور اُس کے شایان شان اوصاف کے ساتھ اُس کی ثنا و ستائش کی، پھر کہا اے اہل کوفہ تم با عزت دوست ہو، تمہاری محبت باطن کے ساتھ ہے نہ کہ ظاہر کے ساتھ۔ تمہارے درمیان جو اختلافات کی آگ بھڑک اٹھی ہے اُسکے بجھانے اور تمہارے لئے جو دشواریاں در پیش ہو گئی ہیں انھیں ہموار کرنے کی کوشش کرو۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جنگ کے نتائج بہت دور رس اور اُس کا مزہ نہایت ناگوار ہوتا ہے، تو جو شخص اس کے مقابلے کا سامان کرے اور پوری طرح اس کے لئے تیار ہو جائے اور جنگ چھیڑنے کے قبل اُس کے صدمات کا پورا خیال کرلے وہی اس کا مرد میدان ہو اور جو موقع آنے سے پہلے پیش از وقت اس جنگ کے چھیڑنے کا درپے ہو وہ اپنی قوم کو فائدہ تو کوئی نہیں پہونچائے گا خود اپنے کو لے ڈوبے گا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمھیں حق کی طرف رجوع کرنے کی ہمت عطا کرے۔

جناب ابوذر سے آپ کی گفتگو

جب عثمان کے حکم سے جناب ابوذر جلا وطن ہو کر ربذہ کی طرف جانے لگے تو آپ نے اُن سے فرمایا چچا جان خداوند عالم ان حالات کو جنھیں آپ

ان الله قادر ان یغیر ما قد تری، والله کل یوم ھو فی شأن، وقد منعک الفتی من دنیاھم ومنعتھم دینک، فما اغناک عما منعوک واحوجھم الی ما منعتھم فاسأل الله الصبر والنصر واستعذ به من الجشع والجزع، فان الصبر من الدین والکرم وان الجشع لا یقدم رزقاً، والجزع لا یوخر اجلاً

ومن کلام له علیه السلام

اوصیکم بتقوی الله، واحذرکم ایامه ارفع لکم اعلامه فکان المخوف قد افد بمھول ورود ونکیر حوله وبشع مذاقه فاعتلق مھجکم وحال بین العمل وبینکم فبادروا الصحة الاجسام ومدة الاعمار کانکم ببغتات طوارقه، فتنقلکم من ظھر الارض الی بطنھا ومن علوھا الی سفلھا، ومن انسھا الی وحشتھا ومن روحھا وضوءھا الی ظلمتھا، ومن سعتھا الی ضیقھا، حیث لا یزار حمیم ولا یعاد سقیم، ولا یجاب صریخ، اعاننا الله وایاکم علی اھوال ذالک الیوم ونجانا وایاکم من عقابه

جھیل رہے ہیں بدلنے پر قادر ہے۔ ہر دن اسکی نت نئی شان ہے، لوگوں نے اپنی دنیا کو آپ کے ہاتھ سے بچایا اور آپ نے اُن سے اپنے دین کو بچایا جیسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا اس سے انکی بے نیازی ظاہر ہے، لیکن آپ نے جس چیز سے انھیں محروم کیا وہ اسکے بہت ہی محتاج ہیں۔ آپ خدا سے صبر و کامیابی کی دعا کیجیے اور فریاد و واویلا کرنے سے پناہ مانگیے کیونکہ دین رکھنا اور بزرگی کی علامت ہے، اور لالچ رزق کو آگے نہیں لا سکتی اور نہ فریاد و واویلا موت کو ٹال سکتی ہے۔

آپ کے ایک کلام کا اقتباس

میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں اللہ کا لحاظ رکھنے کی اور تمھیں ڈرانا چاہتا ہوں اُسکی طرف سے انقلابات سے اور تمھارے لیے بلند کرنا چاہتا ہوں اس کی معرفت کے جھنڈوں کو ـــــ وہ دن جس کا اندیشہ ہے گویا کہ آہی گیا ہے اپنی ہولناک پیش آمد اور ناپسند قیام اور ناخوشگوار ذائقہ کے ساتھ اور لپیٹ ہی گیا ہے تمھارے نفوس کے ساتھ اور سد راہ ہو گیا ہے تمھارے عمل کے درمیان لہذا جسمانی صحت اور عمر کی وسعت کی حالت میں جلدی کرو اعمال بجالانے میں قبل اس کے کی مصیبتوں کے سر پر آجانے کے جو تمھیں زمین کی پشت سے منتقل کر کے شکم زمین کے اندر اور اُس کی بلندی سے ہٹا کر پستی کی طرف اور اُسکی دلچسپیوں سے الگ کر کے اُسکی پریشانی کیطرف اور اسکی روشنی سے علیحدہ کر کے اس کی تاریکی کی طرف اور اسکی وسعت سے محروم کر کے اسکی تنگی کی طرف پہونچا دیگا۔ جہاں کسی دوست کی ملاقات نہیں ہوتی، اور نہ کسی بیمار کی عیادت، نہ کسی فریادی کی فریاد رسی، اللہ ہماری اور

واوجب لنا ولکم الجزیل من ثوابه، عباد الله فلو کان ذالک قصر مرماکم ومدی مظعنکم، کان حسب العامل شغلا یستفرغ علیه احزانه ویذهله عن دنیاه ویکثر نصیبه لطلب الخلاص فکیف وهو بعد ذلک مرتهن باکتسابه، مستوقف علی حسابه، ولا وزیر له یمنعه. ولا ظهیر عنه یدفعه ویومئذ لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا قل انتظروا انا منتظرون اوصیکم بتقوی الله فان الله قد ضمن لمن اتقاه ان یحوله عما یکره الی ما یحب، ویرزقه من حیث لا یحتسب فایاک ان تکون ممن یخاف علی العباد من ذنوبهم وتامن العقوبة من ذنبه فان الله تبارک وتعالی لا یخدع من جنته ولا ینال ما عنده الا بطاعته انشاء الله۔

ومن کلامه فی اتخاذ الزهد متاعا فی الدنیا

یا ابن ادم تفکر، وقل این ملوک الدنیا وارباها، الذین عمروا اخرابها، واحتفروا انهارها، واغرسوا

---

۵۷ ارشاد دیلمی

تمھاری امداد کرے۔ اس دن کے ہولناک حالات کے مقابلہ کے لئے، اور ہمیں تمھیں اس دن کے عذاب سے چھٹکارا دے اور ہمارے تمھارے لئے اپنے عظیم ثواب کا حق قرار دے بندگان خدا جبکہ یہ تمھاری منزل مقصود اور سفر کی انتہا ہے تو اس سے بڑھ کر کام کرنے والے کے لئے اور فکر کیا ہو سکتی ہے جو اس کی تمام فکروں پر غالب آجائے اور اسے دنیا سے غافل بنا دے اور نجات کی طلب میں اسکے اہتمام کو زیادہ کرے یہ جانتے ہوئے یہ بھی معلوم ہے اسکے بعد وہ کوشش کے نتائج میں گرفتار ہوگا اس سے اس کا حساب ہوگا اور اس وقت نہ کوئی مددگار ہوگا جو اس کی حفاظت کرے اور نہ کوئی پشت پناہ ہوگا جو اس سے مصیبت کو دفع کرے اور اس دن کسی کو جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان کے دور میں کچھ نیک کام انجام نہ دیئے ہوں ایمان فائدہ نہ دے گا۔ کہو کہ تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں اللہ کا پاس و لحاظ رکھنے کی اسلئے کہ اللہ ذمہ دار ہوا ہے اس شخص کے لئے جو اس کا پاس و لحاظ رکھے اور اس امر کا کہ وہ اسے ناپسند حالات سے منتقل کرے پسندیدہ حالات کی طرف اور اسے بے شان و گمان کے رزق عطا کریگا۔ خبردار! ان لوگوں میں سے نہ ہو جو بندوں سے ان کے گناہوں میں ڈریں اور اللہ کے گناہ پر سزا سے بے خوف رہیں اسلئے کہ خدائے تعالیٰ کو فریب دیکر جنت حاصل نہیں کیا جا سکتا اور جو کچھ اللہ کے یہاں کی نعمت ہے وہ بغیر اس کی اطاعت کے حاصل نہیں کیجا سکتی۔

دنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق ایک ارشاد گرامی

اے فرزند آدم! غور کرو اور بتاؤ کہ شاہان دنیا اور دنیا والے کہاں ہیں کدھر گئے وہ لوگ جنھوں نے اس دنیا کے ویرانوں کو آباد کیا، نہریں کھودیں

اشجارها وملوا من انتها فارقوها وهم کارهون، دورثها قوم آخرون، ونحن بهم عما قلیل لاحقون، یا ابن آدم اذکر مصرعك وفی قبرك بعدك وموقفك بین یدی الله، اتشهد جوارحك علیك یوم تزل فیه الاقدام، وتبلغ القلوب الحناجر وتبیض وجوه وتسود وجوه و تبدو السرائر ویوضع المیزان القسط، یا ابن آدم اذکر مصارع آبائك و ابنائك کیف کانوا وحیث حلوا وکانك عن قلیل، قد حللت محلهم وصرت عبرة المعتبر۔

وانشد شعراً :-

این الملوك التی عن حفظها غفلت

حتی سقاها بکاس الموت ساقیها

تلك المدائن فی الآفاق خالیة

وعادت خرابا وذاق الموت بانیها

اموالنا لذوی الوارث نجمعها

ودورنا لخراب الدهر بانیها

ومن خطبة له یذکر فیها فضائل عترة النبی ووجوب اطاعتهم

حمد الله واثنی علیه ثم صلی علی النبی[۱]

---

[۱] احتجاج طبرسی

درخت لگائے اسکے شہروں کو آباد کیا وہ لوگ خواہش نہ رکھتے ہوئے بھی اس دنیا سے جدا ہو گئے اور اُنکی جگہ دوسرے لوگ مالک بن بیٹھے ہم بھی عنقریب ان سے جا ملیں گے۔ اے فرزند آدم اپنے بکھرنے اور قبروں میں لیٹنے اور پھر بروز قیامت خداوند عالم کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کرو جہاں تمھارے اعضاء تمھارے خلاف گواہی دیں گے اس دن جبکہ قدم پھسلیں گے اور دل حلق تک آجائینگے۔ اور بعضوں کے چہرے سپید اور بعضوں کے سیاہ ہوں گے اور ڈھکی چھپی باتیں ظاہر ہو جائیں گی اور انصاف کی ترازو نصب کیجائے گی اے فرزند آدم اپنے باپ دادا اور اپنی اولاد کے مرنے کو یاد کرو کہ پہلے وہ کہاں تھے اور اب کہاں ہیں اور تم بھی عنقریب انھیں لوگوں کی منزل میں جا پہنچو گے اور عبرت حاصل کرنیوالے کیلئے نمونۂ عبرت بن جاؤ گے۔

اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے:۔

کہاں ہیں وہ بادشاہ جو اپنی جانوں کے بچانے سے غافل رہے
یہاں تک کہ بلانے والے نے انھیں موت کا جام پلا دیا
دنیا میں ان کے شہر خالی ہیں
اور ویران ہو رہے ہیں اُنکے بنانیوالے نے موت کا مزہ چکھ لیا ہر
ہم اپنے مال وارث ہونے والوں کے لیے جمع کرتے ہیں
اور اپنے گھر زمانے کی تباہ کاریوں کے لیے بناتے ہیں

آپکا ایک خطبہ جسمیں آپنے اہلبیتؑ پیغمبرؐ کے فضائل اور انکی اطاعت واجب ہونیکو بیان فرمایا ہے

آپنے حمد و ثنائے الٰہی فرمائی پھر پیغمبرؐ پر درود بھیجا اسی وقت آپنے

فسمع رجلا یقول، من ھذا الذی یخطب، فقال نحن
حزب اللہ الغالبون و عترۃ رسول اللہ الاقربون و
واھلبیتہ الطیبون واحد الثقلین الذی جعلنا
رسول اللہ ثانی کتاب اللہ تبارک و تعالی الذی فیہ تفصیل
کل شئ لا یاتیہ الباطل بین یدیہ ولا من خلفہٖ والمعول
علینا فی تفسیرہ ولا یبطئنا تاویلہ بل نتبع حقائقہٗ فاطیعونا
فان طاعتنا مفروضۃ اذ کانت بطاعۃ اللہ و رسولہ
مقرونۃ۔ قال اللہ عزوجل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسولؐ و
واولی الامر منکم، فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ
والرسول، وقال ولو ردوہ الی الرسول واولی الامر منھم
لعلمہ الذی یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم
ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا واحذرکم
الاصغاء الی ھتاف الشیطان بکم فانہ لکم عدو مبین
فتکونوا کاولیائہ الذین قال لھم، لا غالب لکم الیوم
من الناس وانی جار لکم فلما ترأت الفئتان، نکص
علی عقبیہ وقال انی بری منکم فتلقون للسیوف
ضربا و للرماح وردا و للعمد حطما و للسھام غرضا،
ثم لا یقبل من نفس ایمانھا لم تکن امنت من قبل
او کسبت فی ایمانھا خیرا۔

ایک شخص کو یہ پوچھتے سُنا کہ یہ کون تقریر کر رہا ہے" آپ نے فرمایا ہم اللہ کے غالب رہنے والے لوگ، پیغمبر خدا کے قریب ترین عزیز، اور آپ کے طیب و طاہر اہلبیتؑ اور دو گرانقدر چیزوں میں سے ایک ہیں۔ ہمیں کو پیغمبر خدا نے کتاب خدا کا ثانی قرار دیا ہے، وہ کتاب خدا جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور باطل کا جس کے آس پاس گذر نہیں، کلام مجید کی تفسیر میں ہمیں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ہم سے اس کی تاویلیں مخفی نہیں بلکہ ہم ہی اس کی حقیقتوں کی پیروی کرنے والے ہیں۔ پس تم ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت فرض ہے کیونکہ خدا و رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہماری اطاعت کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے "خدا کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اور تم میں سے جو حقدار حکومت ہیں اُن کی اطاعت کرو۔ اگر تم میں کسی بات میں نزاع واقع ہو تو اس امر میں خدا و رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ " اگر تم خدا، رسولؐ اور اپنے حق دارانِ حکومت سے رجوع کرتے تو یقیناً وہ لوگ جو تحقیق کرنے والے ہیں اس کو سمجھ لیتے اور اگر تم پر خدا کا فضل و کرم اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب کے سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے" میں تمھیں خبردار کرتا ہوں کہ شیطان جو تمھارے کانوں میں کہتا رہتا ہے تو اُس کے کہنے پر کان نہ دھرنا کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اگر تم اُس کی باتوں پر کان دھرو گے تو اُنکے اُن پیروں کی طرح ہو جاؤ گے جن سے شیطان نے کہا تھا کہ " آج کے دن تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، میں جو تمھارے ساتھ ہوں لیکن جب دونوں جماعتوں میں مُڈبھیڑ ہو گئی تو وہ اُلٹے پیروں بھاگ کھڑا ہوا اور

فی خطبة له فی ان علیا مدینة هدیٰ[۵۱]

حمد الله واثنی علیه وصلی علی نبیه صلوٰة موجزة ثم قال یا معاشر الناس سمعت رسول الله و هو یقول ان علیا هو مدینة هدی، فمن دخلها نجی ومن تخلف عنها هلک۔

ومن خطبة له لما اراد معاویة اخذ البیعة لیزید[۵۲]

حمد الله وصلی علی الرسول ثم قال اما بعد یا معاویة فلن یودی القائل وان اطنب فی صفة الرسول من جمیع جزاء وقد فهمت مالبست به الخلف بعد رسول الله من ایجاز الصفة، والتنکب عن استبلاغ البیعة، هیهات هیهات یا معاویة فضح الصبح فحمة الدجی وبهرت الشمس انوار السرج ولقد فضلت حتی افرطت واستأثرت حتی اجحفت ومنعت حتی بخلت وجرت حتی جاوزت مابذلت لذی حق من اسم حقه من نصیب حتی اخذ الشیطان حظه الاوفر ونصیبه الاکمل وفهمت ماذکرته عن یزید من اکتماله وسیاسة لامة محمد ترید ان توهم الناس فی یزید کانک تصف محجوبا او تنعت غائبا او تخبر عما کان مما

[۵۱] توحید الصدوق - [۵۲] الامامة والسیاسة

کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں" اور نتیجہ یہ ہوگا کہ تم تیرو تلوار نیزہ و گرز گراں کی زد پر آجاؤ گے پھر اس وقت کسی شخص کا ایمان لانا قابل قبول نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور عملی حیثیت سے اپنے ایمان کا ثبوت نہ پیش کیا ہو۔

آپ کا ایک خطبہ جسمیں آپ نے فرمایا ہے کہ امیرالمومنین ہدایت کے شہر ہیں

آپ نے حمد و ثنائے الٰہی اور صلوٰۃ بر پیغمبرؐ کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں نے رسولؐ کو اپنے کانوں سے ارشاد فرماتے سنا ہے کہ علیؑ ہدایت کے شہر ہیں۔ جو شخص اس شہر میں آگیا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہوا۔

آپ کا ایک خطبہ اس موقع کا کہ جب معاویہ نے یزید کے لئے بیعت حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے

(معاویہ کی تقریر کے بعد بطور جواب) حمد الٰہی و صلوٰۃ بر حضرت رسالت پناہی کے بعد فرمایا "اے معاویہ جہاں تک پیغمبر خدا کی توصیف کا تعلق ہے کوئی شخص کتنا ہی طول دے حضرتؐ کے تمام اوصاف میں ایک جزو بھی بیان نہیں کر سکتا اور تمھیں معلوم ہے کہ حضرتؐ کے بعد لوگوں نے کس طرح حضرتؐ کے اوصاف و کمالات کے بیان میں کمی کردی اور آپؐ سے جو عہد اطاعت تھا اس سے کس طرح عدول کیا۔ توبہ توبہ اے معاویہ! صبح نے تاریکی شب کو رسوا کر دیا اور سورج کی روشنی نے چراغوں کو ماند کر دیا۔

تم نے بہت سی باتوں کے بیان میں جو تفصیل سے کام لیا ہے اس میں حد سے بڑھ گئے اور جانبداری سے کام لیا یہاں تک کہ حد انصاف سے

احتویته بعلم خاص وقد دلّ یزید من نفسه علی موقع رایه فخذ لیزید ممّا اخذ به من استقرائه الکلاب المهارشة عند التحارش والحمام السبق لاترابهن والقینات ذوات المعازف وضروب الملاهی تجده ناصرًا ، ودع عنك ماتحاول فما اغناك ان تلقی الله بوزر هذا الخلق باکثر ممّا انت فیه ، فو الله ما برحت تقدح باطلا فی جور و حنقا فی ظلم حتی ملأت الاسقیة. ما بینك وبین الموت الا غمضة فتقدم علی عمل محفوظ فی یوم مشهود ولات حین مناص ، ورایتك عرضت بنا بعد هذا الامر ومنعتنا عن آبائنا تراثا ولقد لعمر الله اورثنا رسول الله ولادة وجئتنا بما حججتم به القائم عند موت الرسول فاذعن للحجة بذالك ، وردة الایمان الی النصف ، فرکبتم الاعالیل ، وفعلتم الافاعیل وقلتم کان و یکون حتی اتاك الامر یا معاویة من طریق کان قصدها لغیرك فهناك فاعتبروا یا اولی الابصار وذکرت قیادة الرجل القوم بعد رسول الله ص وتامیره له وقد کان ذالك ولعمرو بن العاص یومئذ فضیلة بصحبة الرسول وبیعة له وما صار لعمرو

آگے ہو گئے اور بعض حق باتوں کے کہنے سے بخل کیا اور ظلم و تعدّی کے مرتکب ہوئے یہاں تک کہ حد سے بڑھ گئے۔ حقدار کو اُسکے حق کا تم نے کوئی حصّہ نہ دیا یہاں تک شیطان نے اپنا پورا حصّہ لے لیا اور جو کچھ تم نے یزید کے متعلق کمال اور اُسکی سیاست دانی کے بارے میں بیان کیا اُسے میں سمجھا! تم چاہتے ہو کہ یزید کے بارے میں لوگوں کو ایسا توہم ہو کہ جیسے تم کسی پوشیدہ شخصیت کا تعارف کرا رہے ہو اور کسی اَن دیکھے آدمی کی صفت بیان کر رہے ہو یا کوئی ایسی اطلاع دے رہے ہو جسے تم نے مخصوص ذرائع سے حاصل کیا ہے حالانکہ یزید نے خود اپنی طرف سے اپنا تعارف پورا کرا دیا ہے تو تمھیں یزید کو اُسی طرزِ زندگی کے سپرد کرنا چاہیئے جسے اُس نے اپنے لیئے اختیار کیا ہے مثلاً لڑائی کے لیئے کتوں کو پالنا اڑان کے لیئے کبوتروں کی پرورش اور گانے بجانے والیاں اور طرح طرح کے لہو و لعب کے دوسرے مشاغل وہ اُنھیں چیزوں کے لیئے موزوں و مناسب ثابت ہو سکتا ہے اور جو تم چاہ رہے ہو اُسے ترک کر دو! آخر تمھیں کیا ضرورت ہے کہ ان تمام خلائق کا بار اپنے اوپر اُس سے زیادہ لاد و جتنا کہ اس وقت تم پر ہے۔ پس بخدا اب تم جور و ستم میں غلط پیش قدمی اور ظلم و تعدّی میں کینہ وری کا ارتکاب کرتے رہے ہو۔ یہاں تک کہ بداعمالیوں کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کر لیا ہے اور اب تمھارے اور موت کے درمیان بس آنکھ بند ہونے بھر کا فاصلہ ہے۔ پس ذرا کچھ ایسے اعمال بھی کر لو جو روزِ قیامت تمھارے کام آئیں اور اُس دن سے چھٹکارا ممکن ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس خلافت کا اپنے بعد کے لیئے بھی انتظام کر رہے ہو اور ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کی میراث سے ہمیشہ کے لیئے روک رہے ہو۔ حالانکہ بخدا ہمیں اللہ نے نسلی طور پر اس کا

يومئذ حتى انف القوم امرته وكرهوا تقديمه وعدوا عليه افعاله، فقال لا جرم معشر المهاجرين، لا يعمل عليكم بعد اليوم غيري، فكيف يحتج بالمنسوخ من فعل الرسول في اوكد الاحوال، واولاها بالمجتمع عليه من الصواب، ام كيف صاحبت بصاحب تابعا، وحولك من لا يؤمن في صحبته ولا يعتمد في دينه وقرابته، وتتخطاهم الى مسرف مفتون، تريد ان تلبس الناس شبهة يسعد بها الباقي في دنياه، تشقى بها في آخرتك ان هذا لهو الخسران المبين، واستغفر الله لي ولكم۔

ومن كلام له عليه السلام لمعاوية وتوبيخه على شنائع افعاله

لما قتل حجر بن عدي واصحابه فقال معاويه يا اباعبد الله هل بلغك ما صنعنا بحجر واصحابه

وارث بنایا ہے اور ہمارے لیئے حقیقت کا وہی استدلال ہے جس سے تم نے پیغمبر خدا کی وفات کے بعد خلافت کے لیئے کھڑے ہونے والے (سعد بن عبادہ) کے خلاف استدلال کیا تھا اور اس کو سر جھکانا پڑا تھا اور انصاف کے تقاضے کو منظور کرنا پڑا تھا مگر اسکے بعد تم نے حیلہ گریوں کو جائز بنا لیا اور طرح طرح کی بداعمالیوں کا ارتکاب کیا یہاں تک کہ معاملہ تم تک اے معاویہ! پہنچا ایسی راہ سے جس کی سمت تم سے جدا تھی، اب یہ عبرت خیز منظر ہے جو آنکھوں کے سامنے ہے اور تم نے شخص معلوم کے بعد رسولؐ بر سر اقتدار آنے اور امیر بنائے جانے کا ذکر کیا اگر تمھیں معلوم ہے کہ باوجودیکہ عمرو بن عاص کو صحبت رسولؐ کی فضیلت حاصل تھی اور وہ رسولؐ کی بیعت کر چکے تھے پھر بھی جب وہ امیر بنائے گئے تو مسلمانوں نے اُن کی حکومت کو ناپسند کیا اور اُن کی مخالفت کے لیئے تیار رہے یہاں تک کہ حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے مہاجرین اب میرے بعد کسی کو حق نہیں ہے کہ تم پر کسی کو حاکم مقرر کرے لہذا ایسے فعل کے ساتھ ساتھ جس کی بعد میں ممانعت کر دی گئی ہے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے، ایسے حالات میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے جس کی صحت پر زیادہ سے زیادہ لوگ متفق ہوں پھر یہ کہ تم نے صحابی کو چھوڑ کر خلافت کے لیئے تابعی کو منتخب کیا اور تمھارے گرد وپیش سب ایسے ہی آدمی ہیں جن کی صحبت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا نہ اُن کی دیانت اور قرابتداری کا اطمینان ہو سکتا ہے اور پھر تم نے اُن کو بھی چھوڑ کر ایک بالکل فاسق و فاجر شخص کو قرار دیا ہے اور چاہتے ہو کہ لوگوں کو شک و شبہ میں مبتلا کر دو۔ نتیجہ یہ ہے کہ زندہ رہنے والا

واشياعه وشيعة ابيك، فقال لا فقال قتلناهم و
كفناهم، وصلينا عليهم، فضحك الحسين ع و
قال خصمك القوم يوم القيامة يا معاوية
اما والله لو ولينا مثلها من شيعتك، ما كفناهم
ولا صلينا عليهم، ولقد بلغني وقوعك بابي
حسن، وقيامك به واعتراضك بني هاشم
بالعيوب، وايم الله لقد اوترت غير قوسك
ورميت غير غرضك وتناولتها بالعداوة
من مكان قريب، ولقد اطعت امرءاً
ما قدم ايمانه، ولا حدث نفاقه، و
ما نظر لك، فانظر لنفسك او دع يريد
عمرو بن العاص)۔

ومن كلام له لاصحابه

يتضمن بيان معرفة الله تع

ايها الناس اتقوا الله جل ذكره، ما
خلق العباد الا ليعرفوه، فاذا عرفوه عبدوه

اپنی دنیا کے مزے لوٹے گا اور تم اُس کے سبب سے آخرت میں برباد ہوگے، بڑا صاف خسارہ ہے اور میں خدا سے اپنے لئے اور تمھارے لئے مغفرت کی التجا کرتا ہوں۔

آپ کی گفتگو معاویہ سے جس میں آپ نے ان کی بعض حرکتوں پر سرزنش کی ہے

جب جناب حجر بن عدی اور اُن کے رفقا شہید ہو گئے تو امام حسینؑ سے معاویہ نے کہا کہ ہم نے حجر اور اُن کے دوستوں اور پیرودں اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا اُسے آپ نے بھی سُنا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ معاویہ نے کہا ہم نے انھیں قتل کر ڈالا مگر قتل کر کے اُنھیں کفن بھی پہنایا اور اُنکی نماز جنازہ بھی پڑھی یہ سُن کر آپ ہنسے اور ہنس کر آپ نے فرمایا! اے معاویہ یہ جماعت قیامت کے دن تمھارا گریبان پکڑے گی قسم بخدا اگر ہم کو تمھارے پیرودں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے کا موقع ملجاتا تو ہم انھیں کفن بھی نہ دیتے نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھتے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میرے والد ماجد امیر المؤمنینؑ کو برا بھلا کہتے ہو، اُنھیں عیب لگاتے ہو اور بنی ہاشم کی بُرائیاں بیان کرتے رہتے ہو۔ قسم بخدا اے معاویہ تم نے پرائی کمان چڑھائی اور اپنے نشانہ کے علاوہ اور نشانہ پر تیر چلایا اور دشمنی و عداوت کیوجہ سے تم نے (حکومت و شہنشاہی) نزدیک ہی سے پالیا۔ تم نے ایسے شخص کی اطاعت کی جس کا نہ تو ایمان قدیم ہے اور نہ نفاق نیا ہے اور جس نے تمھاری کبھی خیر خواہی نہیں کی، اب تم خود اپنا اچھا برا سمجھو یا اس

واذا عبدوه استغنوا بعبادته عن عبادة ماسواه - فقال رجل یا بن رسول اللهؐ بابی انت و امی فما معرفة الله، قال معرفة اهل کل زمان امامهم الذی یجب طاعته

ومن کلام لہ علیہ السلام لعائشۃ فی مسجد النبیؐ

وذالک لما قبض الحسن بن علیؑ وضع علی سریره و انطلق به الی مصلی رسول اللهؐ فصلی علیه ثم حمل فادخل المسجد، فلما اوقف علی قبر رسول اللهؐ بلغ العائشة الخبر وقیل لها انهم قد اقبلوا بالحسن بن علی لیدفن مع رسول اللهؐ فخرجت مبادرة علی بغل بسرج فکانت اول امرأة رکبت فی الاسلام سرجا، فوقفت، فقالت نحوا ابنکم عن بیتی فانه لا یدفن فیه شیء، ولا یهتک علی رسول الله حجابه قال علیها قدیما هتکت انت وابوک حجاب رسول اللهؐ و ادخلت بیته من لا یحب رسول اللهؐ قربه وان الله یسئلک عن ذلک یا عائشة، ان اخی امرنی ان اقربه من ابیه رسول اللهؐ لیحدث به عهدا واعلمی ان اخی اعلم الناس بالله ورسوله، واعلم بتاویل کتابه من ان یهتک علی رسول الله ستره لان الله تبارک و تعالی یقول، یا

شخص سے قطع تعلق کرو (اس سے عمرو عاص مراد ہے)

آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے جو خدا کی معرفت کے بیان پر مشتمل ہے

اے لوگو! خدائے عزّاسمہٗ سے ڈرو، اُس نے بندوں کو اسی لیئے پیدا کیا ہے کہ لوگ اُسے پہچانیں، جب بندے اُسے پہچان لیں گے تو اُس کی عبادت بھی کریں گے اور جب اُس کی عبادت کریں گے تو اُس کی عبادت کر کے غیر عبادت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ ایک شخص نے کہا اے فرزند رسولؐ معرفت خدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کے لیئے معرفت خدا کا ذریعہ وہ امام ہے جس کی اطاعت اُن پر واجب ہے۔

مسجد نبوی میں آپ نے عائشہ سے فرمایا

جب امام حسنؑ کی رحلت ہوئی اور آپ کا جنازہ تیار ہوا اور نماز سے فراغت ہوئی تو جنازہ اُٹھا کر مسجد میں لایا گیا، جب قبر رسولؐ کے قریب لا کر رکھا گیا تو اس کی خبر حضرت عائشہ کو پہنچائی گئی کہ یہ لوگ امام حسنؑ کا جنازہ رسولؐ کے پاس دفن کرنے کیلیئے لائے ہیں، یہ سنکر وہ خچر پر زین کس کر سوار آ پہنچیں اور وہ اسلام میں پہلی خاتون ہیں جنھوں نے زین لگائی، اُنھوں نے آکر کہا کہ اس جنازے کو میرے گھر سے لے جاؤ، میرے گھر میں کوئی دفن نہیں ہو سکتا اور پیغمبر خدا کا پردہ چاک نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا تم نے اور تمھارے باپ نے تو پہلے ہی پیغمبرؐ کا پردہ چاک کر دیا اور پیغمبرؐ کے گھر میں تم نے ایسے کو جگہ دی جس کی نزدیکی پیغمبرؐ کو پسند نہ تھی!

ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن
لکم، وقد ادخلت انت بیت رسول اللہ الرجال بغیر اذنہ
وقد قال اللہ عزّ وجل یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم
فوق صوت النبی ولعمری لقد ضربت انت لابیک وفاروقہ
عند اذن رسول اللہ المعاول، وقد قال اللہ عزّ وجل
انّ الذین یغضون اصواتهم عند رسول اللہ اولئک
امتحن اللہ قلوبهم للتقوی ولعمری لقد ادخل ابوک
وفاروقہ علی رسول اللہ بقربهما منہ الاذی وما رعیا
من حقہ ما امرهما اللہ علی لسان رسول اللہ ان اللہ
حرّم علی المومنین امواتاً ما حرّم منهم احیاءً
تاللہ یا عائشۃ، لو کان هذا الذی کرهتیہ من دفن
الحسن عند ابیہ جائزاً فیما بیننا وبین اللہ لعلمت انہ
سیدفن وان رغم معطسک
ثم تکلم محمد بن الحنفیۃ وقال یا عائشۃ یوماً علی
بغل ویوماً علی جمل فما تملکین نفسک ولا تملکین
الارض عداوۃ لبنی هاشم۔ قالت یا ابن الحنفیۃ
هؤلاء الفواطم یتکلمون فما کلامک قال لها و
انت تبعدین محمداً من الفواطم فواللہ لقد ولدتہ
ثلاث فواطم فاطمہ بنت عمران بن عائذ بن عمرو بن مخزوم

خدا اسکے متعلق تم سے اے عائشہ ضرور پوچھے گا میرے بھائی نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اُن کے جنازے کو اُن کے پدر بزرگوار پیغمبر خدا کے روضے کے پاس لاکر ایک دفعہ زیارت کرادوں تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے بھائی تمام لوگوں سے زیادہ خدا و رسول اور کتاب خدا کے معانی و مطالب کا علم رکھتے تھے لہذا نا ممکن ہے کہ وہ ہتک پیغمبرؐ کے مرتکب ہوں کیونکہ ارشاد خداوند عالم ہے "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تک پیغمبرؐ اجازت نہ دیں پیغمبرؐ کے گھر میں نہ داخل ہو" اور تم نے اے عائشہ بغیر اذن پیغمبرؐ مردوں کو پیغمبرؐ کے گھر میں داخل کیا۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو! پیغمبرؐ کی آواز پر اپنی آواز نہ بلند کرو" اور میں اپنی زندگی کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تم نے اپنے باپ اور اُن کے رفیق خاص فاروق کے لیئے رسولؐ کے کانوں پر پھاوڑے چلائے ہیں۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو رسولؐ کی حضوری میں اپنی آواز دھیمی کر لیتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے تقویٰ کے لیئے لیا ہے" اور میں بقسم کہتا ہوں کہ برخلاف اس آیت کے تمھارے باپ اور ان کے دوست خاص فاروق نے اپنی زدوکی سے رسولؐ کو اذیت پہنچائی اور خدا نے پیغمبرؐ کے جو حقوق بندوں پر لازم کیئے ہیں اُن میں سے کوئی حق پورا نہیں کیا، خداوند عالم نے زندوں کے متعلق جن باتوں کو حرام قرار دیا ہے مردوں کے متعلق بھی اُسی طرح حرام کیا ہے (جس طرح غیبت و ایذا رسانی مومن کی اسکی زندگی میں جائز نہیں اسکے مرنیکے بعد بھی جائز نہیں) اور بخدا اے عائشہ اگر یہ امر یعنی حسنؑ کو دفن کرنا رسولؐ کے پاس جسے تم ناپسند کر رہی ہو (حسن مجتبیٰ کی وصیت کی رو سے) ہمارے لیئے مابین خود و خدا جائز ہوتا تو تمھیں معلوم ہو جاتا کہ یہ دفن ہو کر رہیں گے چاہے تمھیں کتنی ہی تکلیف ہوتی۔

فاطمۃ بنت اسد بن ہاشم، و فاطمۃ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر۔

و من کلام لہ یوم ابن اخاہ الحسنؑ

رحمک اللہ ابا محمد! ان کنت لتباصر الحق مظانہ وتوثر اللہ عند تداحض الباطل، فی مواطن التقیۃ بحسن الرویۃ وتستشف جلیل معاظم الدنیا بعین لھا حاقرۃ، وتفیض علیھا یدا طاہرۃ الاطراف، نقیۃ الاسرۃ، وتردع بادرۃ غراب اعدائک بایسر المؤنۃ علیک ولا غرو وانت ابن سلالۃ النبوۃ و رضیع لبان الحکمۃ فالی روح وریحان وجنۃ ونعیم اعظم اللہ لنا ولکم الاجر علیہ ووھب لنا ولکم السلوۃ وحسن الاسی عنہ

و من کلام لہؑ ذم بہ مروان بن الحکم

لما قال لہ لولا فخرکم بفاطمۃ بم کنتم تفتخرون علینا فوثبؑ وکان شدید القبضۃ فقبض علی حلقہ فعصرہ ولوی عمامتہ علی عنقہ حتی غشی علیہ، ثم ترکہ واقبل علی جماعۃ من قریش قال

ؔ۱ عیون الاخبار ابن قتیبہ۔ ؔ۲ ناسخ التواریخ جلد ۶

اسکے بعد محمد بن حنفیہ بولے کہ "اے عائشہ ایک دن تم خچر پر سوار ہو کر آئی ہو اور ایک دن اونٹ پر سوار ہو کر نکلی تھیں، نہ تو تم اپنے نفس کو روک سکتی ہو نہ ایک جگہ پر بیٹھی ہو محض بنی ہاشم کی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے" عائشہ بولیں یہ تو امام حسینؑ، فاطمہؑ کی اولاد ہیں اسلئے بول رہے ہیں تم کیوں بولتے ہو۔ امام حسین عنے فرمایا تم محمدؐ کو فاطماؤں سے الگ کرتی ہو، خدا کی قسم محمد بن حنفیہ تین فاطماؤں کی اولاد میں داخل ہیں۔ فاطمہؑ بنت عمران بن عائذ بن عمرو بن مخزوم اور فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم اور فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر۔

آپکا کلام جسمیں اپنے بھائی حضرت امام حسنؑ کی وفات پر اظہار تاثرات کیا ہے

اللہ آپ پر اے ابو محمدؐ اپنی رحمت نازل کرے۔ آپ حق کے نقطوں پر کامل بصیرت رکھنے والے تھے اور حق و باطل کی کشمکش میں خوف و دہشت کے مواقع پر رضائے الٰہی کو مقدم رکھتے تھے اور دنیا کے بڑے بڑے مفادوں پر حقارت کی نگاہ ڈالتے تھے اور اُن سے اُس ہاتھ کو جو پاک صاف رہا ہے سمیٹے رہتے تھے اور آپ اپنے مخالفین کے غیظ و غضب کو آسانی صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کر جاتے تھے اور کیوں نہ ہوتا اسلئے کہ آپ خاندان رسالت کے سپوت اور حکمت کے دودھ سے پرورش یافتہ تھے، آپکو راحت و نعیم اخروی مبارک ہو اللہ ہمکو اور تمہیں اے مسلمانو! اُن کے غم میں اجر و ثواب کا حقدار بنائے اور ہم سب کو صبر و سکون کرامت فرمائے۔

آپکا ارشاد گرامی جسمیں آپ نے مروان بن حکم کی مذمت فرمائی ہے

مروان بن حکم نے امام حسینؑ سے جب یہ جملہ کہا کہ "اگر جناب فاطمہؑ کی وجہ

انشدکم باللہ الاصدقتمونی ان صدقت اتعلمون ان فی الارض حبیبین کانا احب الی رسول اللہ منی واخی او علی ظہر الارض ابن بنت نبی غیری وغیر اخی، قالوا لا قال وانی لا اعلم ان فی الارض ملعونا ابن ملعون غیر ھذا و ابیہ طرید رسول اللہ ما بین جابلس وجابلق احدھما بباب المشرق والآخر بباب المغرب رجلان، ممن ینتحل الاسلام، اعدی للہ ولرسولہ ولاھل بیتہ منک ومن ابیک اذ کذ وعلامۃ قولی فیک انک اذ غضبت سقط ردائک عن منکبک، قال الراوی فواللہ ما قام مروان من مجلسہ، حتی غضب فانتقض ردائہ عن عاتقہ۔

ومن دعائہ[۵۱] للاستسقاء

اللّٰھم اسقنا سقیا واسعۃ وادعۃ عامۃ نافعۃ غیر ضارۃ تعم بھا حاضرنا وبادینا وتزید بھا فی رزقنا وشکرنا، اللّٰھم اجعلہ رزق ایمان وعطأ ایمان ان عطائک لم یکن محظورا اللّٰھم انزل علینا فی ارضنا سکنھا وابنت فیھا زینتھا ومرعاھا۔

ومن خطبۃ[۵۲] لہ بمنیٰ

وقد تضمنت من فضائل علی ومناقبہ ما لا یتضمنہا خطبۃ

---

[۵۱] عیون الاخبار ابن قتیبہ۔ [۵۲] کتاب سلیم بن قیس۔

سے آپ کو فخر حاصل نہ ہوتا تو پھر اور کس بات سے آپ ہم پر فخر کرتے" یہ جملہ سُن کر آپ مروان پر جھپٹ پڑے، آپ کی گرفت بڑی سخت ہوا کرتی تھی آپ نے اسکی گردن پکڑی اور زور سے دبایا اس کے عمامہ کو اسکی گردن میں لپیٹ کر اتنا کس کر کھینچا کہ وہ بیہوش ہوگیا پھر آپ نے اُسے چھوڑ دیا اور قریش کے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں سچ کہوں تو تم بھی تصدیق کرنا، کیا تم جانتے ہو کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا ہے جس کے ساتھ مجھ سے اور میرے بھائی سے بڑھ کر پیغمبرؐ محبت فرماتے ہوں یا اس زمین پر میرے اور میرے بھائی کے سوا دختر پیغمبرؐ کا کوئی فرزند ہے؟ سب نے بیک زبان کہا نہیں! اس کے بعد آپ نے فرمایا اور میں تو نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا بھی ہے جو خود بھی ملعون ہو اور اس کا باپ بھی ملعون ہو سوا اس مروان کے کہ یہ خود ملعون ہے اور اس کا باپ حکم بھی ملعون تھا اور پیغمبرؐ نے اُسے نکال باہر کیا تھا مشرق سے لے کر مغرب تک ڈھونڈھنے سے بھی ایسے نام نہاد مسلمان نہ ملیں گے جو تجھ سے اے مروان اور تیرے باپ سے زیادہ دشمن خدا و رسولؐ و اہلبیت رسولؐ ہوں، اور میری بات کی سچائی کی پہچان یہ ہے کہ جب تو غصہ میں آئے گا تو تیری ردا تیرے کاندھوں پر سے گر پڑے گی۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم جیسے ہی مروان اپنی جگہ سے غضبناک ہو کر اٹھا اسکی ردا اس کے کاندھوں سے جدا ہو کر گر پڑی۔

طلب باراں کے موقع پر آپکی دعا

پالنے والے ہمیں پورا پورا سیراب کر ایسی سیرابی جو کشادہ، پُرسکون، عام فائدہ بخش، غیر ضرر رساں ہو، جو ہمارے شہری اور دیہاتی دونوں

وقد جمع من بنی هاشم رجالهم ونساءهم

ومواليهم وشيعتهم ومن اصحاب رسول الله و

ابناءهم والتابعين ومن الانصار المعروفين بالصلاح

اكثر من سبع مائة رجل ومن التابعين نحو من مائتی

رجل فلما اجتمعوا قام خطيبا فی سرادقة عامتهم

حمد الله واثنی عليه، ثم قال اما بعد فان هذا

الطاغية قد فعل بنا وبشيعتنا ما قد رأيتم وعلمتم و

شهدتم وانی اريد ان اسئلكم عن شیء فان صدقت

فصدقونی وان كذبت فكذبونی واسئلكم بحق الله

عليكم وحق رسوله وقرابتی من نبيكم عليه وآله السلام

لما سترتم مقامی هذا ووصفتم مقالتی ودعوتم

اجمعين فی امصاركم من قبائلكم من امنتم من

الناس" وفی رواية اخری بعد قوله وان كذبت

فكذبونی" اسمعوا مقالتی واكتبوا قولی ثم ارجعوا الی

امصاركم وقبائلكم فمن امنتم من الناس ووثقتم به

فادعوهم الی ما تعلمون من حقنا، فانی اتخوف

ان يدرس هذا الامر ويذهب الحق ويغلب الباطل

والله متم نوره ولو كره الكافرون، قال الراوی فما ترك

شيئا مما انزل الله فيهم من القران الا تلاه وفسره

کے لئے یکساں ہو اور اُسے ہمارے رزق میں اضافہ اور شکر گذاری میں زیادتی کا سبب بنا، پالنے والے اُسے ایمان کا رزق اور ایمان کا عطیہ قرار دے، تیری عطاؤں سے ہم کبھی محروم نہیں رہے، پالنے والے پانی برسا کر ہماری زمین کو سکون عنایت فرما اور اس میں زیتون اور سبزہ روئیدہ کر۔

آپ کا ایک خطبہ جو آپ نے مقام منا میں ارشاد فرمایا

اس خطبہ میں آپ نے حضرت علیؑ کے اتنے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں جو کسی اور خطبے میں نہیں ملتے۔

آپ نے تمام بنی ہاشم کو اکٹھا کیا، مردوں کو عورتوں کو، غلاموں کو ان کے دوستوں کو، پیغمبرؐ کے صحابیوں کو، بنی ہاشم کے لڑکوں کو، ایسے تابعین اور ایسے انصار کو جن کی دینداری مشہور تھی، جن کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی اور تابعین دو سو کے قریب تھے جب سب اکٹھا ہو گئے تو آپ نے ان کے عام مجمع میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی۔

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا کہ "یہ سرکش (معاویہ) اس نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو سلوک کیا اُسے تم نے دیکھا اور جانا اور بچشم دید مشاہدہ کیا، میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات پوچھوں، اگر میں سچ کہوں تو تم اسکی تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ کہوں تو جھٹلا دینا، خدا و رسولؐ کا جو حق تم پر ہے میں اس حق کا واسطہ دیکر اور اپنی قرابت کا جو مجھے پیغمبرؐ سے ہے تم سے کہتا ہوں کہ میرے اس جگہ کھڑے ہونے کو تم پوشیدہ نہ رکھنا اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسے اپنے شہروں میں اپنے قبائل میں اُن لوگوں سے جن پر تمہیں اطمینان ہو بیان کرنا اور ان سب کو دعوت دینا" اور ایک دوسری روایت میں" اگر میں جھوٹ کہوں تو تم مجھے جھٹلا دینا

اولاشیئاً مماقاله رسول اللهؐ فی ابیه واخیه وامه
وفی نفسه واهل بیته الا رواه، وکل ذالک یقول
اصحابه اللهم نعم وقد سمعنا وشهدنا ویقول التابعی
اللهم نعم قد حدثنی به من اصدقه وائتمنه
من الصحابة" فقال انشدکم بالله الاحد ثم به
من تثقون به وبدینه" قال سلیم فکان فیما
ناشدهم الحسین علیه السلام وذکرهم ان قال
انشدکم الله، اتعلمون ان علی ابن ابی طالب کان
اخارسول اللهؐ حین اخابین اصحابه فاخابینه و
بین نفسه وقال انت اخی وانا اخوک فی الدنیا والاخرة
قالوا اللّهم نعم، قال انشدکم الله هل تعلمون ان
رسول الله اشتری موضع مسجده ومنازله فابتناه
ثم ابتنی فیه عشرة منازل، تسعة لهم وجعل
عاشرها فی وسطها لابی ثم سد کل باب شارع
الی المسجد غیر بابه فتکلم فی ذالک من تکلم
فقال ما انا سددت وفتحت بابه ولکن الله امرنی
بسد ابوابکم وفتح بابه ثم نهی النّاس ان یناموا
فی المسجد غیره وکان یجنب فی المسجد ومنزله
فی منزل رسول اللهؐ فولد لرسول اللهؐ فیه اولادہ

کے بعد یہ ہے کہ میری یہ گفتگو سنو اور میری باتیں لکھ لو، پھر اپنے شہروں اور اپنے قبیلہ والوں کی طرف پلٹ کر جاؤ ان میں جن لوگوں پر تمہیں بھروسہ ہو انھیں ہمارے اس حق کی طرف دعوت دو، جسے تم جانتے ہو۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ معاملہ کہیں برباد نہ ہو جائے، حق زائل اور باطل غالب آجائے، خداوند عالم اپنے نور کو درجہ کمال تک پہنچانے والا ہے چاہے کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے، راوی کہتا ہے کہ خداوند عالم نے اہل بیتؑ کے متعلق جتنی آیتیں نازل فرمائی ہیں اپنی تقریر میں آپ نے وہ تمام آیتیں تلاوت فرمائیں اور ہر ایک کی تفسیر بیان کی ایک آیت بھی نہ چھوڑی، اسی طرح حضرت سرور کائنات نے آپ کے والد ماجد آپ کے بھائی، آپ کی مادر گرامی، خود آپ کے متعلق اور آپ کے اہل بیتؑ کے متعلق جتنی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں وہ تمام حدیثیں بھی آپ نے بیان کیں۔ مجمع میں جتنے صحابی موجود تھے وہ ہر آیت اور ہر حدیث پر کہتے جاتے کہ بیشک بیشک ہم نے خود سنا ہے اور ہم اسکے گواہ ہیں اور جو تابعی تھے وہ کہتے تھے کہ بیشک ہم اس حدیث کو فلاں صحابی سے جنھیں ہم سچا سمجھتے ہیں ہمیں ان پر اطمینان بھی پہلے سے ہے سن چکے ہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری آج کی گفتگو اسی سے بیان کرنا جس پر تمہیں پورا وثوق ہو اور اس کے دین پر بھی تمہیں بھروسہ ہو سلیم کہتے ہیں کہ آپ نے مجمع کو جو قسمیں دیں اور جو باتیں بیان کیں وہ یہ ہیں آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ علی ابن ابی طالب رسولؐ کے بھائی تھے جبکہ رسولؐ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو اپنے اور علیؑ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو، اور میں تمہارا بھائی ہوں دنیا و آخرت دونوں میں؟ تمام مجمع نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں ایسا ہی ہے آپ نے

قالوا اللهم نعم، قال افتعلمون ان عمر ابن الخطاب حرص علی کوة قد رعینیه یدعها من منزله الی المسجد، فابی علیه، ثم خطب فقال ان اللہ امرنی ان ابنی مسجداً طاهراً لا یسکنه غیری و غیر اخی وابنیه، قالوا اللهم نعم، قال انشدکم اللہ اتعلمون ان رسول اللہ، نصبه یوم غدیر خم، فنادی له بالولایة وقال لیبلغ الشاهد الغائب قالوا اللهم نعم، قال انشدکم اللہ اتعلمون ان رسول اللہ م قال له فی غزوة تبوک انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ، وانت ولی کل مومن بعدی، قالوا اللهم نعم قال انشدکم اللہ اتعلمون ان رسول اللہ حین دعی النصاری من اهل نجران الی المباهلة، لم یات الا بہ و بصاحبته وابنیه، قالوا اللهم نعم، قال انشدکم اللہ اتعلمون انّه دفع الیه اللواء یوم لخیبر، ثم قال لادفعها الی رجل یحبه اللہ ورسوله ویحب اللہ و رسوله، کرار غیر فرار، یفتحها اللہ علی یدیه قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول اللہ م بعثه ببرائة، وقال لا یبلغ عنی الا انا او رجل منی قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول اللہ

فرمایا: تمہیں خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ رسولؐ نے مسجد اور اپنے حجرے تعمیر کرنے کے لئے جگہ خریدی جسمیں مسجد بنائی اور دس کمرے بنائے۔ نو اپنے لئے اور دسواں مکان بیچ کا میرے والد ماجد کے لئے، اسکے بعد پیغمبرؐ نے یہ کیا کہ جن لوگوں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے سب بند کرا دیئے صرف علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا، اس پر ایک صاحب نے پیغمبرؐ سے بہت کچھ کہا سنا بھی مگر پیغمبرؐ نے جواب دیا کہ میں نے اپنی مرضی سے تم لوگوں کا دروازہ بند اور علیؑ کا دروازہ کھلا نہیں رکھا بلکہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ میں سب کے دروازے بند کرا دوں اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھوں، پھر پیغمبرؐ نے منا ہی کرا دی کہ کوئی مسجد میں نہ سوئے سوا علیؑ کے۔ علیؑ کو آپ نے منع نہ فرمایا وہ حالت جنابت میں بھی مسجد میں آ جا سکتے تھے، ان کا گھر رسولؐ کے گھر میں تھا اسی گھر میں پیغمبرؐ کی اولاد نواسے پیدا ہوئے، لوگوں نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ بھی تم جانتے ہو کہ عمر بن خطاب کو بڑی ہوس تھی کہ ان کے گھر میں آنکھ کے برابر ہی سہی روشندان مسجد کی سمت کھولنے کی اجازت مل جائے لیکن رسولؐ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جسمیں کہا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ پاک و صاف مسجد بناؤں جس میں سوا میرے بھائی اور اس کے بچوں کے کوئی نہ رہ سکے، لوگوں نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم اس کا تمہیں علم ہے نا کہ پیغمبرؐ نے بروز غدیر خم انہیں منبر پر اپنے برابر کھڑا کیا اور ان کی ولایت کا اعلان کیا اور مجمع سے فرمایا کہ حاضر غیر حاضر کو پہنچا دیں" سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں، آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے پیغمبرؐ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ سے کہا تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔ لوگوں نے کہا بے شک

لم ینزل به شدیدة قط الا قدمه لها ثقة به وانه لم یدعه باسمه قط الا یقول یا اخی وادعوا الی اخی، قالوا اللهم نعم، قال افتعلمون ان رسول الله ص قضی بینه وبین جعفر و زید فقال یا علی انت منی وانا منك وانت ولی کل مومن بعدی قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون انه کان من رسول الله ص کل یوم خلوة وکل لیلة دخلة، اذا سأله اعطاه واذا سکت ابتداه، قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول الله ص فضله علی جعفر وحمزة حین قال لفاطمة ع زوجتك خیر اهل بیتی اقدمهم سلما و اعظمهم حلما و اکثرهم علما، قالوا اللهم، نعم، قال اتعلمون ان رسول الله ص قال انا سید ولد آدم، واخی علی ع سید العرب و فاطمة سیدة نساء اهل الجنة والحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول الله ص

ہمیں معلوم ہے، آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہے نا کہ جب رسولؐ نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کی دعوت دی تو پیغمبرؐ اس موقع پر صرف علیؑ، اور ان کی زوجہ جناب فاطمہؑ اور ان کے دونوں صاحبزادے حسنؑ و حسینؑ کو لے کر گئے؟ تمام لوگوں نے کہا بے شک، ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم ہے نا "کہ جنگ خیبر کے دن نشان فوج پیغمبرؐ نے علیؑ ہی کو دیا اور پھر (اس کے قبل) آپ یہ بھی فرما چکے تھے کہ میں علم بشکر ایسے مرد کو دوں گا جسے خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے، بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں، خدا اس کے ہاتھوں پر فتح عنایت کرے گا؟" تمام لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے نا کہ پیغمبرؐ نے امیرالمومنینؑ کو سورۂ برأت دے کر بھیجا اور بھیجتے وقت کہا تھا کہ میری طرف سے پہنچانے کا کام یا تو میں خود کروں گا یا وہ جو مجھ سے ہے! لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو نا کہ رسولؐ پر جب بھی کوئی سخت وقت پڑا آپ نے علیؑ ہی کو قابل اعتماد سمجھ کر آگے بڑھایا اور آپ نے کبھی علیؑ کو ان کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ اے میرے بھائی کہہ کر پکارا یا یہ کہا کہ میرے بھائی کو بلا دو۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں، آپ نے کہا یہ بھی تمہیں معلوم ہے نا کہ پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ اور جعفر و زید کے درمیان

قال فی اٰخر خطبہ خطبہا، انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ واہل بیتی فتمسکوا بہما لن تضلوا قالوا اللّٰہم نعم۔

فلم یدع شیئاً انزل اللہ فی علی ابن ابی طالب خاصۃ وفی اہل بیتہ، من القراٰن ولا علیٰ لسان نبیہ، الّا ناشدہم فیہ، فیقول الصحابۃ اللّٰہم نعم قد سمعنا ویقول التابعی اللّٰہم نعم قد حدثنیہ من اثق بہ فلان وفلان۔

ثم قد ناشدہم انہم قد سمعتموہ یقول انہ من زعم انہ یحبنی ویبغض علیاً فقد کذب لیس یحبنی ویبغض علیاً، فقال لہ قائل یا رسول اللہ وکیف ذالک قال لانہ منی وانا منہ من احبہ فقد احبنی، ومن ابغضہ فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ فقالوا اللہم قد سمعناہ،" وتفرقوا علیٰ ذالک۔

ومن خطبۃ لہ علیہ السلام فی الاستسقاء

لمّا جاء اہل الکوفۃ الیٰ علیؑ فشکوا الیہ

فیصلہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور میرے بعد تم ہر مومن کے ولی ہو۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ بھی جانتے ہو نا کہ حضرت علیؑ سے ہر دن پیغمبرؐ تخلیہ میں مشورے فرماتے اور وہ ہر شب پیغمبرؐ کی خدمت میں باریابی حاصل کرتے تھے جب علیؑ رسولؐ سے کوئی بات پوچھتے تو پیغمبرؐ جواب دیتے اور جب علی خاموش رہتے تو پیغمبرؐ خود گفتگو کی ابتدا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو نا کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو جعفر و حمزہ پر فضیلت دی تھی جبکہ آپ نے فاطمہؑ سے کہا تھا کہ میں نے اپنے گھر کے بہترین فرد سے تمہیں بیاہا ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہے، سب سے بڑھ کر عالم ہے۔ لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بھی جانتے ہو نا کہ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا تھا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور میرے بھائی علیؑ پورے عرب کے سردار ہیں اور فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ و حسینؑ سردار جوانان اہل جنت ہیں۔ لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی جانتے ہو نا کہ رسالتمآبؐ نے اپنی زندگی کے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت و اہلبیت، ان دونوں کو مضبوطی سے تھام رکھو کہ اگر ایسا کروگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔

امساك المطر، وقالوا له، استسق لنا، فقال للحسين
قم و استسق فقام وحمد الله واثنى عليه، وصلى
على النبيّ وقال اللهم معطى الخيرات ومنزل
البركات، ارسل السّماء علينا مدراراً،
واسقنا غيثاً مغزاراً واسعاً غدقاً، مجللاً
سحاً سفوحاً فجاجاً تنفس به الضعف من
عبادك وتحيى به الميت من بلادك
آمين ربّ العالمين۔

ومن كلام له فى الامر بالمعروف والنهى عن المنكر

اعتبروا ايها النّاس، بما وعظ الله به
اوليائه من سوء ثنائه على الاحبار
اذ يقول لولا ينهاهم الربّانيون والاحبار
عن قولهم الاثم وقال لعن الّذين كفروا
من بنى اسرائيل الى قوله لبئس ما كانوا
يفعلون وانّما عاب الله ذالك عليهم
لانهم كانوا يرون من الظلمة الّذين

---

۵۵ تحف العقول

غرضکہ حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کے متعلق کلام مجید میں جتنی آیتیں نازل ہوئیں یا پیغمبرؐ نے جتنی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں انھیں ایک ایک کر کے آپ نے بیان فرمایا اور ان سے قسمیں لیں جس کے جواب میں صحابہ کہتے کہ بیشک ہم نے سنا ہے اور تابعین کہتے کہ بیشک ہم سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے۔

پھر آپ نے ان لوگوں کو قسمیں دے کر پوچھا کہ انھوں نے پیغمبرؐ سے سنا ہے نا کہ اس حضرتؐ نے فرمایا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے باوجودیکہ وہ علیؑ کو دشمن رکھتا ہو تو وہ شخص جھوٹا ہے علیؑ کو دشمن رکھ کر مجھ سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ کیسے تو آپ نے فرمایا اس لیئے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، جو علیؑ کو دوست رکھے گا وہ مجھے بھی دوست رکھے گا اور جو علیؑ کو دشمن رکھے گا وہ مجھے دشمن رکھے گا اور جس نے مجھے دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا؟ تمام لوگوں نے کہا بیشک ہم نے اس حدیث کو بھی سنا ہے۔ اس کے بعد مجمع متفرق ہو گیا۔

طلب باراں کے موقع پر آپ کا ایک خطبہ

اہل کوفہ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط آب کی شکایت کی اور التجا کی کہ بارش کے لیئے دعا فرمائیں۔ آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ اٹھو اور اٹھ کر پانی برسنے کے لیئے دعا مانگو۔ آپ کھڑے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے پیغمبرؐ پر درود بھیجا اس کے بعد یہ دعا مانگی اے معبود برحق جو بھلائیاں بخشنے والا اور برکتیں نازل کرنے والا ہے ہم پر بھیج

بين اظهرهم المنكر والفساد فلا
ينهونهم عن ذالك رغبة فيما
كانوا ينالون منهم ورهبة ممّا
يحذرون، واللّٰه يقول فلاتخشوا
النّاس واخشونی وقال المومنون
والمومنات بعضهم اولياء بعض" يامرون
بالمعروف وينهون عن المنكر فبدء
اللّٰه بالامر بالمعروف والنهی عن المنكر
فريضة منه لعلمه بانها اذا اديت واقيمت
استقامت الفرائض كلها هينها وصعبها
وذالك الامر بالمعروف والنهی عن المنكر
دعاء الی الاسلام مع رد المظالم
ومخالفة الظالم وقسمة الفیء والغنائم
واخذ الصدقات من مواضعها ووضعها
فی حقها ثم انتم ايتها العصابة
عصابة بالعلم مشهورة، وبالخير مذكورة
وبالنصيحة معروفة وباللّٰه فی نفس الناس
مهابة يهابكم الشريف ويكرمكم
الضعيف ويوثركم من لا فضل لكم

چھاج پانی برسا اور موسلا دھار بارش سے ہماری پیاس بجھا۔ ایسی دل کھول کر بارش ہو کہ کھیتوں کو سرسبز کر دے اور راستوں میں جل تھل بھر دے۔ اس سے تو اپنے بندوں کی کمزوری کو دفع کر دے اور مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ آمین اے پروردگار عالمین۔

آپ کا ارشاد گرامی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق

اے لوگو! خداوند عالم نے علماء یہود کی مذمت فرما کر خاصان خدا کی جو نصیحت فرمائی ہے اس سے سبق لو۔ چنانچہ علماء یہود کے متعلق ایک جگہ ارشاد ہوا "ان کو اللہ والے اور علماء! جھوٹ بولنے اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے؟" ایک اور مقام پر ارشاد ہوا "بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے اُن پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی! اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور ہر معاملہ میں حد سے بڑھ جاتے تھے کسی بُرے کام سے جس کو ان لوگوں نے کیا باز نہ آتے تھے، کتنے بُرے ان کے افعال تھے" خداوند عالم نے علمائے یہود کی مذمت کیوں کی، اس لیے کہ یہ علماء یہود اپنی سوسائٹی کے بیہودہ اشخاص کو بیہودگی اور فتنہ و فساد کے کام کرتے دیکھتے مگر انھیں روکتے نہ تھے ایک تو ان فائدوں کی لالچ کی وجہ سے جو وہ اُن سے حاصل کرتے تھے دوسرے اُن کے ڈر کی وجہ سے۔ حالانکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو"۔ پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ "مومنین اور مومنات ایک دوسرے کے دوست ہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں" اس آیت میں خداوند عالم نے پہلا فریضہ

عليه ولا يد لكم عنده تشفعون في
الحوائج اذا امتنعت من طلابها وتمشون
في الطريق بهيئة الملوك وكرامة
الاكابر اليس كل ذلك انما نلتموه بما
يرجى عندكم من القيام بحق الله وان
كنتم عن اكثر حقه تقصرون فاستخففتم
بحق الائمة فاما الحق الضعفاء فضيعتم واما
حقكم بزعمكم فطلبتم فلا مالا بذلتموه
ولا نفسا خاطرتم بها الذى خلقها ولا عشيرة
عاديتموها في ذات الله، انتم تتمنون
على الله جنته ومجاورة رسله، وامانا
من عذابه لقد خشيتم عليكم ايها
المتمنون على الله ان تحل بكم نقمة من
نقماته لانكم بلغتم من كرامة الله
منزلة فضلتم بها ومن يعرف بالله
لا تكرمون وانتم بالله في عباده
تكرمون، وقد ترون عهود الله منقوضة
فلا تفزعون وانتم لبعض ذمم اباءكم
تفزعون وذمة رسول الله محقورة والعمى

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے سب سے پہلے اسی کو واجب کیا کیونکہ خدا وند عالم جانتا تھا کہ اگر یہ فریضہ ادا ہوگیا، اس حکم کی لوگوں نے پابندی کی تو سارے فرائض خواہ وہ سخت ہوں یا آسان سب کی خود بخود پابندی ہو جائے گی۔ اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر درحقیقت اسلام کی طرف بلانا اور اس کے ساتھ ردّ مظالم اور مظالم کی مخالفت، خراج اور مال غنیمت کی تقسیم، زکوٰۃ جہاں جہاں سے ملنی چاہئے اسکی وصولی اور جہاں جہاں دینا چاہیئے وہاں وہاں ادائیگی بھی ہے پھر تم لوگ اے جماعت والو تمہاری جماعت علم کے ساتھ مشہور رہے۔ اور اچھائی کے ساتھ یاد کی جاتی ہے، خیر خواہی کے ساتھ اس کی شہرت ہے اور خدا کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں تمہاری ہیبت ہے، تم سے شریف ڈرتا ہے ضعیف تمہارا اکرام کرتا ہے اور ایسے لوگ بھی جن پر تمہیں کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ اُن پر تمہارا کوئی احسان ہے وہ تمہیں اپنے اوپر مقدم سمجھتے ہیں حاجت مند افراد جب اپنی حاجتوں کے حصول میں ناکام رہتے ہیں تو تم ان کی سفارش کرتے ہو اور تمہاری سفارش سے وہ حاجت ان کی پوری ہو جاتی ہے، تم شاہانہ انداز اور بڑے بزرگوں کے وقار کے ساتھ راستہ چلتے ہو کیا یہ سب باتیں تم نے اسی وجہ سے نہیں پائیں کہ تمہیں سے حقوق خدا کی ادائیگی کے توقعات وابستہ تھے حالانکہ تم اکثر حق خدا کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہو۔ تم نے ائمہ کے حق کو سبک سمجھا، کمزوروں کے حقوق کو تم نے ضائع کیا۔ اور اپنے من مانے حقوق کے ہمیشہ طلب گار رہے، نہ تو تم نے کوئی مال خرچ کیا اور نہ جان کو خطرے میں ڈالا اس کی خاطر جس نے اُسے

واليكم والزمن فى المدائن مهمله لا ترحمون ولا فى منزلتكم تعلمون ولا من عمل فيها تعنون وبالادهان والمصانعة عند الظلمة تامنون كل ذالك مما امركم الله به من النهى والتناهى وانتم عنه غافلون وانتم اعظم النّاس مصيبة لما غلبتم عليه من منازل العلماء لو كنتم تسعون ذلك بان مجارى الامور والاحكام على ايدى العلماء بالله الامناء على حلاله وحرامه، فانتم المسلوبون تلك المنزلة وما سلبتم ذالك الا بتفرقكم عن الحق واختلافكم فى السنة بعد البيّنة الواضحة ولو صبرتم على الاذى وتحملتم المؤنة فى ذات الله كانت امور الله عليكم ترد وعنكم تصدر واليكم ترجع ولكنكم مكنتم الظلمة من منزلتكم واستسلمتم امور الله فى ايديهم يعملون بالشبهات ويسيرون فى الشهوات سلطهم على ذالك فراركم من الموت، واعجابكم بالحيوة التى هى مفارقتكم فاسلمتم الضعفاء فى ايديهم

پیدا کیا، اور نہ تم نے اللہ کے کارن کسی قوم سے دشمنی مول لی، پھر بھی تم خدا سے اس کی جنت اس کے رسولوں کی ہمسائیگی اور اس کے عذاب سے امان کی تمنا کرتے ہو، لیکن اے خدا سے تمنا کرنے والو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدا کے عذابوں میں سے کوئی عذاب نہ تم پر آجائے کیونکہ تم خدا کی مہربانی کی وجہ سے ایسی منزلت پر فائز ہوئے ہو جس کی وجہ سے تمہیں سب پر فوقیت حاصل ہوگئی۔ اللہ کی معرفت رکھنے والے انسان کی تم خود عزت نہیں کرتے حالانکہ بندگانِ خدا میں خدا پرستی کی وجہ سے تمہاری عزت کی جاتی ہے، تم خدائی عہد و پیمان شکستہ ہوتے دیکھتے ہو مگر تمہیں اس سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی، حالانکہ تمہیں اپنے باپ دادا کے بعض معاہدات توڑ دیئے جانے سے بڑی بیچینی ہو جاتی ہے، پیغمبر خدا سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ توڑے جاتے ہیں اور اندھے، گونگے، اپاہج شہروں کے کس مپرسی میں چھوڑے جاتے ہیں تم اُن پر رحم نہیں کرتے اور نہ اپنے شایان شان ان کی مدد کرتے ہو اور ظالموں سے چکنی چپڑی باتیں کر کے اُن کے خطروں سے اپنے کو بچاتے ہو۔ یہ تمام باتیں وہ تھیں جن کے متعلق تمہیں ہدایتیں ہوئیں اور جن سے منع کیا گیا تھا اور تم ان تمام احکام سے غفلت برتتے ہو۔ سب سے بڑی آفت تم میں یہ ہے کہ علمائے دین کے حقوق تمہارے یہاں ضبط ہو گئے۔ کاش تم نے کوشش کی ہوتی کہ امور کا نظم و نسق اور احکام کا اجرا خدا پرست علماء اور رسول کی شریعت کے محافظوں کے ہاتھ پر ہوتا رہے تمہارے ہاتھ سے یہ بات جاتی رہی اور وہ صرف اس لئے کہ تم حق سے الگ ہو گئے۔ اور واضح دلائل

فمن بین مستبعد مقهور، وبین مستضعف
علی معیشة مغلوب، ینقلبون فی الملک بآرائهم
ویستشعرون الخزی باهوائهم، اقتداء بالاشرار
وجرأة علی الجبار، فی کل بلد منهم علی
منبره خطیب یصقع فی الارض لهم شاغرة
وایدیهم فیما مبسوطة والناس لهم خول
لایدفعون ید لامس فمن بین جبار عنید
وذی سطوة علی الضعفة شدید مطاع
لایعرف المبدی المعید. فیاعجبا و مالی اعجب
والارض من غاش غشوم ومتصدق ظلوم
وعامل علی المؤمنین بهم غیر رحیم فالله
الحاکم فیما فیه تنازعنا. و القاضی
بحکمه فیما شجر بیننا، اللهم انک
تعلم انه لم یکن ما کان منا تنافسا
فی سلطان ولا التماسا من فضول الحطام
ولکن لنری المعالم من دینک و
نظهر الاصلاح فی بلادک ویامن
المظلومون من عبادک و
یعمل بفرائضک و سنتک

کے باوجود سنت نبوی میں اختلاف کرنے لگے اور اگر تم سختی کو برداشت کرتے اور راہ خدا میں زحمت اٹھانے پر تیار ہو جاتے تو احکام الٰہی کا اجرا تم میں قائم رہتا اور تم ہی انکا مرکز ہوتے لیکن تم نے ظالموں کو اپنے اوپر قابو دیدیا اور خدا کے احکام کو ان کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا کہ وہ شبہوں کے ساتھ عمل کرتے اور خواہش نفس کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں، انھیں اس کا موقع مل گیا، موت سے تمہارے بھاگنے اور اس زندگی کی پسندیدگی سے جو بہرحال تم سے رخصت ہونے والی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے کمزوروں کو ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ بس کوئی ان میں جلا وطن کیا ہوا مغلوب و مقہور ہے اور کوئی ایسا ہے جس کے ذرائع معیشت پر دوسروں کا قبضہ ہو گیا ہے وہ ملک میں اپنی ذاتی رائے سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اپنے خواہش نفس سے رسوا کن امور کا ارتکاب کرتے ہیں، شریروں کی سی باتیں کرتے رہتے اور خدائے زبردست کے مقابلے میں جرأت و جسارت سے کام لیتے ہیں، ہر شہر کے منبر پر اُن کے زبان آور مقرر چڑھے نظر آتے ہیں، زمین ان کی وجہ سے شرارتوں کی آماجگاہ بن گئی ہے، اور ان کی دراز دستیاں اس میں جاری ہیں اور لوگ ان کے غلام بنے ہوئے ہیں، ظالم کے ہاتھ کو وہ اپنے ہاتھ سے ہٹا نہیں سکتے ایک طرف کوئی حاکم ہے جو سرکشی دکھا رہا ہے دوسری طرف کوئی طاقتور ہے جو کمزوروں پر ظلم ڈھا رہا ہے، دنیا اس کے سامنے اطاعت میں سرنگوں ہے اور اسے ایک خالق کا جو پھر جزا و سزا کے لئے زندہ کرے گا کبھی تصور بھی نہیں ہوتا۔ تعجب ہے اور حقیقت میں تعجب ہی کیا ہے

واحكامك فانكم الا تنصروننا وتنصفونا قوى الظلمة عليكم وعملوا فى اطفاء نور نبيكم وحسبنا الله وعليه توكلنا واليه انبنا واليه المصير

ومن كلام له احتج به على عمر

وذلك لما خطب الناس على منبر رسول الله فذكر فى خطبته انه اولى بالمومنين. فقال له من ناحية المسجد انزل ايها الكذاب عن منبر ابى رسول الله لا منبر ابيك، فقال له فمنبر ابيك يا حسين لعمرى لا منبر ابى من علمك هذا، علمك ابوك على، فقال له ان اطيع ابى فيما امرنى فعمرى انه هاد وانا مهتد به، وله فى رقاب الناس البيعة على عهد رسول الله نزل بها جبرائيل من عند الله، لا ينكرها الا جاهد بالكتاب قد

سلحة ليهى كبير ابن عساكر

ان اہل زمانہ سے ایکیسے کیسے ظلم ڈھاتے اور کیسی کیسی بندگانِ الٰہی کے ساتھ سختیاں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے حاکم ہیں مگر اُن پر قطعاً رحم نہیں کرتے، بس، اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے اس جھگڑے میں ہمارے اور ان کے درمیان خداوندا! تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کیا وہ اقتدار سلطنت کی ہوس اور مال دنیا کی طلب کے لئے نہ تھا بلکہ صرف اس لئے کہ تیرے دین کے نشان نمایاں ہوں اور تیرے شہروں کی اصلاح ہو اور تیرے مظلوم بندوں کو امن و اطمینان نصیب ہو اور تیرے واجب و سنت احکام پر عمل ہو، یاد رکھو اگر تم لوگ ہمارا ساتھ نہ دوگے اور ہمارے حق نہ ادا کروگے تو ظالموں کو تم پر قابو حاصل ہوجائے گا اور وہ تمہارے پیغمبرؐ کے چراغ کو خاموش کرنے کا کام انجام دیتے رہیں گے، اور یوں تو ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اسی کی طرف لو لگاتے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

حضرت عمر سے آپ کی گفتگو

حضرت عمر نے منبر رسول پر اپنے خطبہ کے دوران میں ایک جملہ یہ کہا کہ میں مومنین کا مالک و مولیٰ ہوں۔ تو آپ نے مسجد کے ایک گوشہ سے پکار کر کہا، اے غلط گو ہمارے باپ کے منبر سے اُتر آ! یہ تیرے باپ کا منبر نہیں۔ حضرت عمر نے کہا حسینؑ اپنی جان کی قسم، بیشک یہ تمہارے باپ کا منبر ہے، یہ تم کو کس نے سکھایا تھا کیا تمہارے والد ماجد علیؑ نے یہ بات تمہیں سکھائی تھی؟ آپ نے جواب دیا، اگر ایسا بھی ہو کہ

عرفها الناس بقلوبھم، وانکروھا بالسنتھم
وویل للمنکرین حقنا اھل البیت ما
ذا یلقیھم بہ محمد رسول اللہ من
ادامة الغضب وشدة العذاب فقال
لہ عمر، یاحسین من انکر حق ابیک
فعلیہ لعنة اللہ۔ امرنا الناس فتامرنا
ولوامروا اباک لا طعنا، فقال لہ یا بن
الخطاب فای الناس امرک علی نفسہ قبل
ان تامر ابابکر علی نفسک لیومرک
علی الناس، بلا حجة من نبی، ولا رضی
من ال محمد فرضا کم کان لمحمد
رضی و رضی اھلہ کان لہ سخطا
اما واللہ ان للسان مقالا یطول تصدیقہ
وفعلا یعینہ المومنون لما تخطات رقاب
ال محمد ترقی منبرھم وصرت الحاکم
علیھم بکتاب نزل فیھم ولا تعرف معجمہ
ولا تدری تاویلہ الا سماع والاذان المخطی
والمصیب عندک سواء فجزاک اللہ
جزائک وسئلک عما احدثت

میں نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی ہو تو زندگی کی قسم وہ ہدایت کرنے والے ہیں اور میں ان سے ہدایت پانے والا ہوں، اور ان کی بیعت کا قلادہ لوگوں کی گردنوں میں عہد رسولؐ سے پڑا ہوا ہے جسے جبریل خدا کے پاس سے لے کر آئے تھے اس بیعت کا انکار وہی کر سکتا ہے جو کتاب خدا کا منکر ہو، لوگ دل سے بیعت کا یقین رکھتے ہیں مگر زبان سے انکار کرتے ہیں۔ ہم اہل بیت کے حق سے جو انکار کریں اُن کے لئے عذاب جہنم ہو۔ بروز قیامت پیغمبرؐ ان سے کیونکر ملاقات کریں گے، لازوال غضب اور شدید عذاب کے ساتھ" حضرت عمر بولے "اے حسینؑ تمہارے باپ کے حق سے جو بھی انکار کرے اس پر خدا کی لعنت ہو (ہم کیا کریں) ہم کیا کریں ہمیں لوگوں نے امیر بنایا مجبوراً ہم امیر بنے، اگر لوگوں نے تمہارے باپ کو بنایا ہوتا تو یقیناً ہم ان کی اطاعت کرتے۔" آپ نے فرمایا اے فرزند خطاب تم کو اپنا امیر بنایا کس نے؟ سب سے پہلے تو تمہیں نے ابوبکر کو امیر بنایا تاکہ جب وہ اٹھنے لگیں تو لوگوں پر تمہیں مقرر کر جائیں اس میں نہ تو پیغمبرؐ کی طرف سے کوئی تائید حاصل تھی اور نہ آل محمدؐ ہی اس پر راضی تھے تو تمہاری پسند تو پیغمبر کی پسند ہو جائے لیکن خود عترت پیغمبرؐ کی پسند پیغمبرؐ کی ناپسندیدگی کی وجہ ہو، بخدا اگر مسلمانوں کی زبانیں حق گوئی کی جرأت کرتیں اور وہ ایسا طرز عمل اختیار کرتے جو صاحبانِ ایمان کے شایاں ہے تو تم اس طرح آل رسولؐ کے حاکم نہ بنتے کہ اُن کے منبر پر چڑھتے ہو اور انکے حاکم بنے ہو، اس کتاب

سوالاخيها......

رالى ههنا انتهى كلامه ثم ذكر الراوى فى المقام محاورات جرت بين عمرو على وكا يهمنا التعريض لها ومن اراد الاطلاع عليها فليراجع التاريخ الكبير لابن عساكر واحتجاج الطبرسى.

ومن خطبة له عند عزمه على المسير الى العراق

الحمد لله وما شاء الله ولا قوة الا بالله خط الموت على ولد آدم مخط القلادة على جيد الفتاة وما اولهنى الى اسلافى اشتياق يعقوب الى يوسف وخير لى مصرع انالاقيه، كانى باوصالى، يتقطعها عسلان الفلوات بين النواويس وكربلاء فيملأن منى اكراشا جوفا واجربة سغبا لا محيص عن يوم خط بالقلم رضى الله رضانا اهل البيت نصبر على بلائه ويوفينا اجور الصابرين لن تشذ عن رسول الله

(قرآن) پر عمل کے دعوی کے ساتھ جو انہیں اہل بیت کے بارے میں نازل ہوا ہے اور تم اس سے مطلق ناواقف ہو۔ اور اس کی تاویل کی کچھ خبر نہیں رکھتے مگر جتنی کانوں تک صدا جاتی ہے تم تمیز نہیں کر سکتے کہ کون غلط کار ہے اور کون صحیح خیال رکھنے والا ہے. خدا تمہیں وہی بدلہ دے جس کے تم مستحق ہو اور تم نے جو حرکتیں کی ہیں وہ اس کے متعلق تم سے مناسب بازپرس کرے"

یہاں پر آپ کی گفتگو ختم ہو جاتی ہے (اس کے بعد اس موقع کے متعلق راوی نے وہ گفتگو نقل کی ہے جو حضرت عمر اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کے درمیان ہوئیں وہ ہمارے موضوع سے باہر ہے جو دیکھنا چاہتے ہوں وہ تاریخ ابن عساکر یا احتجاج طبرسی کا مطالعہ فرمائیں)

روانگی عراق کے وقت آپ کا خطبہ

تمام ستائشیں اللہ ہی کے لئے ہیں وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور بغیر اس کے کسی میں قوت نہیں. موت فرزند آدم کے یوں گلوگیر ہے جس طرح جوان عورت کے گلے میں گلوبند، پوچھو کہ مجھے اپنے اسلاف سے ملحق ہونے کا کتنا اشتیاق ہے، اتنا ہی کہ جتنا یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ملنے کا اشتیاق تھا۔ میرے لئے موت کی جگہ معین ہو چکی ہے اور میں وہاں جا کے رہوں گا میں گویا اپنے جوڑ بند کو دیکھ رہا ہوں کہ نواویس اور کربلا کے درمیان جنگلی بھیڑیے (یعنی افواج کوفہ و شام) ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں اور اس سے

لحمته بل هی مجموعة له فی حظیرة القدس
تقر بهم عینه وینجز لهم وعده الا و
من کان فینا باذلا مهجته موطنا علی
لقاء الله نفسه فلیرحل معنا، فانی راحل
مصبحاً انشاء الله۔

ومن کلام لهٗ عند مسیره الی العراق

التفت الی ابن عباس وقال، ما تقول فی قوم
اخرجوا ابن بنت نبیه من وطنه وداره
وقراره وحرم جده وترکوه خائفا مرعوبا
لایستقر فی قرار ولا یاوی الی جوار، یریدون
بذالک قتله وسفک دمائه لم یشرک بالله
شیئاً ولم یرتکب منکراً ولا اثما۔

قال لهٗ ابن عبّاس جعلت فداک یاحسین ان کان
لابد من المسیر الی الکوفة فلا تسر باهلک ونسائک۔

فقالؑ یابن العم انی رائیت رسول الله فی
مناحی، وقد امرنی بامر لا اقدر علی خلافه

اور اس سے اپنے بھوکے شکموں اور خالی توشہ دانوں کو بھر رہے ہیں، قلم قدرت نے موت کا جو دن لکھ دیا ہے اس سے چھٹکارا نہیں، ہم اہل بیتؑ کی وہی مرضی ہے جس میں اللہ کی رضا ہو ہم اس کی آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں اور وہ ہمیں صابروں کا پورا پورا اجر دے گا، رسولؐ کے قرابت دار آپ سے علیحدہ نہ کیے جائیں گے بلکہ سب کے سب حظیرِ قدس میں آپ کے لئے جمع کیے جائیں گے جنھیں دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور پیغمبران سے کیے ہوئے وعدے پورے کریں گے۔ دیکھو جو ہمارے لئے جان دینے پر تیار اور لقائے الٰہی کے لئے نفس کو آمادہ کر چکا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے میں کل صبح انشاء اللہ روانہ ہو جاؤں گا۔

عراق روانہ ہونے کے وقت آپ کی گفتگو

آپ نے ابن عباس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، اس قوم کے متعلق کیا کہتے ہو جس نے اپنے نبی کے نواسے کو اس کے وطن، اس کے گھر اور اس کے نانا کے مزار سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہو اور اسے خائف و مصیبت زدہ بنا چھوڑا، نہ تو کسی ٹھکانہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ کسی جوار میں پناہ لے سکتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اُسے قتل کریں اور اس کا خون بہائیں حالانکہ اس نے ذرہ برابر نہ تو شرک کیا نہ کسی ناپسندیدہ بات کا مرتکب ہوا، نہ اس سے کوئی گناہ ہی سرزد ہوا۔

ابن عباس نے امامؑ سے کہا۔ اے فرزند رسولؐ میری جان آپ پر

وان اللّٰہ امرنی باخذھن معی۔

ومن کلام لہ علیہ السلام للفرزدق لما سألہ

ما اعجلک یابن رسول اللّٰہ عن الحج

فقال لو لم اعجل لاخذت ثم سألہ عن الناس بالکوفۃ۔ فعرفہ بان السیوف علیہ۔

فقال للّٰہ الامر واللّٰہ یفعل ما یشاء و کل یوم ربنا فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد اللّٰہ علی نعمائہ وھو المستعان علی اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یتعد من کان الحق نیتہ والتقوی سریرتہ ثم سلم علیہ وافترقا۔

ومن خطبۃ لہ خطبھا بذی حسم

لما منعہ الحر واصحابہ عن قدومہ الی الکوفۃ والرجوع الی المدینۃ حمد اللّٰہ واثنی علیہ

نہ اہو اگر کوفہ کی طرف جانا ہی ضرور ہے تو عورتوں ، بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے۔

آپ نے فرمایا اے ابن عباس میں نے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے جو مجھے حکم دے دیا ہے اس کے خلاف میں نہیں کرسکتا۔ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ جو لوگ ہیں انھیں اپنے ساتھ لے جاؤں۔

فرزدق سے آپ کی گفتگو

فرزدق نے آپ سے پوچھا کہ فرزند رسولؐ اتنی جلدی آپ نے کیوں فرمائی کہ حج بھی نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا کہ اگر میں عجلت سے کام نہ لیتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر آپ نے کوفہ کے لوگوں کے متعلق دریافت فرمایا۔ فرزدق نے کہا کہ سب کی تلواریں آپ کے خلاف علم ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ فیصلہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہمارا پروردگار ہر دن نئی شان والا ہے۔ اگر تقدیر الٰہی ہماری خواہش کے مطابق ہو تو ہم خدا کی نعمتوں پر اس کے شکر گذار ہیں اور شکر گذاری میں وہی مدد دینے والا ہے اور اگر تقدیر ہمارے اور ہماری آرزوؤں کے درمیان حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق ہو اور ضمیر تقویٰ ہو وہ کبھی نامراد نہیں سمجھا جاسکتا پھر سلام و دعا کے بعد آپ اور وہ جدا ہو گئے۔

ثم قال ایہا الناس انہا معذرۃ الی اللہ
والیکم انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم
وقدمت علی رسلکم ان اقدم علینا
فانہ لیس لنا امام لعل اللہ ان یجمعنا
بک علی الھدیٰ والحق فان کنتم علی ذالک
فقد جئتکم فاعطونی ما اطمئن الیہ من
عھودکم وموا ثیقکم وان لم تفعلوا و
کنتم لقدومی کارھین انصرفت عنکم
الی المکان الذی جئت منہ الیکم۔

ومن خطبۃ لہ علیہ السلام بذی حسم لما صلی بالحر واصحابہ

بعد ما حمد اللہ واثنی علیہ قال اما بعد
ایہا الناس فانکم ان تتقوا اللہ وتعرفوا الحق
لاھلہ یکن ارضی اللہ عنکم ونحن اھل بیت محمد
اولی بولایۃ ھذا الامر علیکم من ھولاء المدعین
ما لیس لھم والسائرین فیکم بالجور والعدوان
وان ابیتم الا الکراھیۃ لنا والجھل بحقنا
وکان رایکم الآن غیر ما اتتنی بہ کتبکم وقدمت

سلا تاریخ کامل جلد ۴۔

آپ کا ایک خطبہ مقام ذی حسم پر

جب حرؓ نے آپکو اور آپ کے اصحاب کو کوفہ کی طرف جانے یا مدینہ پلٹ جانے سے روکا تو آپ نے پہلے حمد و ثنائے الٰہی فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں خدا سے بھی اور تم سے بھی اپنا عذر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ میں خود سے نہیں آیا بلکہ اس وقت آیا جب تمہارے خطوط آئے اور تمہارے قاصد میرے پاس تمہارا پیام لے کر پہنچے کہ جلد تشریف لائیے ہم بغیر امام کے ہیں امید ہے کہ آپ کے آنے کے بعد خدا آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت اور راہ حق پر مجتمع کر دے۔ اب اگر تم لوگ اپنی بات پر قائم ہو (اور میری ضرورت سمجھتے ہو) تو میں آگیا ہوں مجھ سے عہد و پیمان، قول و اقرار کرو تاکہ مجھے اطمینان رہے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے اور میرا آنا تمہیں ناپسند ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہاں پلٹ جاؤں گا۔

آپ کا دوسرا خطبہ جو آپ نے مقام ذی حسم پر ارشاد فرمایا

جب آپ نے حر کو اور اسکی فوج کو نماز پڑھائی (تو بعد نماز)

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور حق دار کے حق کو پہچانو تو اس کی وجہ سے خدا تم سے خوشنود ہوگا۔ ہم اہلبیت محمدؐ تمہاری سرداری اور امیری کے زیادہ لائق

به علی رسلکم انصرفت عنکم

ومن کلام له علیه السلام لابی الہرۃ

اجاب به ابا ھرم لما قال له یابن رسول الله ما الذی اخرجک عن حرم جدک فقال یا اباھرم ان بنی امیۃ شتموا عرضی فصبرت واخذوا مالی فصبرت وطلبوا دمی فھربت وایم الله لیقتلوننی فیلبسھم الله ذلا شاملاً وسیفا قاطعا ویسلط علیھم من یذلھم حتی یکونوا اذل من قوم سبا اذ ملکتھم امرأۃ، فحکمت فی اموالھم ودمائھم

ومن خطبۃ له علیه السلام فی زبالہ

وفیھا بیان غدر اھل الکوفۃ

قام فحمد الله واثنی علیه وذکر النبی فصلی علیه، وقال ایھا الناس انما جمعتکم

سلہ مقتل ابن نما ۲ہ منتخب الطریحی

ہیں بہ نسبت اُن جھوٹے دعویداروں کے جو تم سے ظلم و ستم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور اگر تم ہمیں ناپسند ہی کرتے ہو اور ہمارے حقوق نہ پہچاننے ہی پر تمہیں اصرار ہے اور اب تمہاری رائے تمہارے ان خطوط اور تمہارے ان قاصدوں کے خلاف ہے جو ہمارے پاس تمہارے پیام لے کر آئے تھے تو میں واپس پلٹ جاؤں گا۔

منزل رہیمہ پر آپ کا ارشاد گرامی

ابو ہرم نے جب آپ سے دریافت کیا کہ فرزند رسولؐ نانا کی قبر سے کس چیز نے آپ کو جدا کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا اے ابو ہرم بنو امیہ نے میری منزلت گھٹائی میں نے صبر سے کام لیا، میرا مال لے لیا اس پر بھی میں نے صبر کیا مگر اب میری جان کے پیچھے پڑ گئے تو میں جان بچانے کی خاطر نکل کھڑا ہوا اور خدا کی قسم وہ مجھے قتل کر کے رہیں گے جس کی پاداش میں خدا انھیں ایسی ذلت دے گا جو سب کو شامل ہو گی اور قاطع تلوار کا مزہ چکھائے گا اور اُن پر ایسے کو مسلط کرے گا جو انھیں خوب ذلیل کرے گا، تا آنکہ وہ قوم سبا سے (جس پر ایک عورت حکمرانی کرتی تھی اور ان کے مال اور ان کی جانوں پر متصرف تھی) ذلت میں بڑھ جائیں گے۔

منزل زبالہ پر آپ کی ایک تقریر

جس میں آپ نے اہل کوفہ کی بیوفائی بیان فرمائی ہے

آپ کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر پیغمبرؐ کا ذکر کیا

علی ان العراق لی، وقد اتانی خبر فظیع عن ابن
عمی مسلم، یدل علی ان شیعتنا قد خذلتنا
فمن کان منکم یصبر علی حرّ السیوف، وطعن
الاسنة فلیات معنا والا فلینصرف عنا۔

ومن خطبة له فی البیضة

خطب بها الحر واصحابه

قال بعد الحمد والثناء، ایها الناس ان
رسول الله قال من رای سلطانا جائرا مستحلا
لحرم الله ناکثا عهده مخالفا لسنة رسول الله
یعمل فی عباد الله بالاثم والعدوان فلم
یغیر علیه بفعل ولا قول کان حقا علی الله
ان یدخله مدخله الا وان هؤلاء قد
لزموا طاعة الشیطان وتولوا عن طاعة
الرحمن واظهروا الفساد وعطلوا الحدود
واستاثروا بالفئ واحلوا حرام الله
وحرموا حلاله وانی احق بهذا الامر

اور ان پر درود بھیج کر ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میں نے تمہیں اپنے ساتھ رہنے دیا تھا ان ظاہری قرائن کی بنا پر کہ عراق میرے تابع حکم ہوگا لیکن اب مجھے اپنے بھائی مسلم کے متعلق بہت ہولناک خبر ملی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ ہمیں بلانے والوں نے ہم سے بے وفائی کی۔ لہذا اب تم میں سے جو تلوار کی آنچ اور نیزے کا زخم سہ سکتا ہو وہ تو ہمارے ساتھ چلے ورنہ یہیں سے جدا ہو جائے۔

مقام بَیضہ پر آپ کی تقریر

جس میں آپ نے حُر اور اُن کے ساتھیوں کو خطاب فرمایا ہے

بعد حمد و ثنائے الٰہی ارشاد فرمایا "اے لوگو! پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم، حلال خدا کو حرام، اور حرام خدا کو حلال سمجھنے والا، عہد و پیمان، الٰہی کو توڑنے والا، سنت رسولؐ کا مخالف اور بندگان خدا سے ظلم و جور کا برتاؤ کرنے والا ہو اور اُسے دیکھنے کے بعد نہ تو قول سے اس کی مخالفت کرے نہ فعل سے تو خداوند عالم پر فرض ہوگا کہ جو اس بادشاہ کا ٹھکانہ ہو (یعنی جہنم) وہی اس کا بھی ٹھکانہ قرار دے۔ دیکھو یہ لوگ (یعنی بنی امیہ) انھوں نے شیطان کی اطاعت اپنے لئے لازم کرلی ہے اور خدا کی اطاعت سے منحرف ہو چکے ہیں انھوں نے فساد پھیلایا، حدود الٰہی معطل کر دیئے خراج سلطنت کو اپنا خاص مال قرار دے لیا، حرام خدا کو حلال اور حلال خدا کو حرام کیا

لقرابتی من رسول اللّٰہ وقد اتتنی کتبکم و
قدمت علی رسلکم ببیعتکم انکم لا تسلمونی
ولا تخذلونی فان وفیتم لی ببیعتکم فقد
اصبتم حظکم ورشدکم، وانا الحسین بن علی
ابن فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ ونفسی مع انفسکم
وولدی مع اھالیکم واولادکم ولکم بی
اسوۃ وان لم تفعلوا ونقضتم عھدی وخلعتم
بیعتی فلعمری ما ھی منکم بنکر، لقد
فعلتموھا بابی واخی وابن عمی مسلم بن عقیل
والمغرور ما اغتر بکم فحظکم اخطاتم ونصیبکم
ضیعتم ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ و
وسیغنی اللّٰہ عنکم والسلام علیکم ورحمۃ
اللّٰہ وبرکاتہ

ومن خطبۃ لہ علیہ السلام فی ذم الدنیا

حمد اللّٰہ واثنی علیہ ثم قال انہ قد نزل بنا
من الامر ما قد ترون وان الدنیا تغیرت وتنکرت و
ادبر معروفھا واستمرت حذاء ولم یبق منھا الا

سلہ حلیۃ الاولیاء ابن نعیم جلد ۲

ہے۔ اور میں ان کے خلاف آواز بلند کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ مجھے پیغمبرؐ سے قرابت کا شرف حاصل ہے۔ میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے اور تمہارے قاصد یہ پیغام لے کر آئے کہ تم نے میری بیعت کی ہے اور یہ کہ تم مجھے تنہا نہ چھوڑو گے اور نہ ترک نصرت کرو گے۔ پس اگر تم نے جو میری بیعت کی ہے اس میں وفاداری سے کام لیا تو فائدہ میں رہو گے، میں حسینؑ ہوں علیؑ کا فرزند فاطمہ بنت پیغمبرؐ کا لال، میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے، میرے اہل وعیال، تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں اور تمہیں ہر حال میں میرا شریک رہنا ہوگا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور سابق میں جو عہد و پیمان تم نے کیے ہیں انھیں توڑ ڈالا اور میری بیعت سے پھر گئے تو یہ تم سے کچھ بعید بھی نہیں، یہی سلوک تم میرے باپ، میرے بھائی، میرے چچا کے بیٹے مسلم ابن عقیل کے ساتھ کر چکے ہو۔ دھوکا کھانے والا وہی ہے جو تمہارے دھوکے میں آجائے، تم نے اپنے فائدے پر لات ماری، اپنے نصیب کو ضائع کر دیا، اور جس نے عہد و پیمان شکستہ کیا اس نے اپنے ہی کو نقصان پہونچایا۔ اور عنقریب خدا تم سے بے نیاز کر دے گا۔ تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

دنیا کے برگشتہ ہونے کے متعلق آپ کا ایک خطبہ

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا" ہم پر یہ مصیبت جو آپڑی

صبابة كصبابة الاناء وخسيس عيش كالمرعی الوبيل الاترون الى الحق لايعمل به والى الباطل لايتناهى عنه، ليرغب المومن فی لقاء ربه محقا، فانی لا اری الموت الاسعادة و الحياة مع الظلمين الا برما۔

ومن دعائه لما وصل الی الارض کربلا

جمع ولده واخوته واهل بيته ثم نظر اليهم فبكى ساعة، ثم قال اللهم انا عترة نبيك محمد، وقد ازعجنا وطردنا، واخرجنا عن حرم جدنا وتعودت بنوامية علينا اللهم وخذ لنا بحقنا وانصرنا على القوم الكافرين۔

ومن کلام له لاصحابه وفیه بیان شهادته وجمعه

قال ان رسول الله قال لی یا بنی انك ستساق الى العراق وهی ارض قد التقى بها النبيون واوصياء النبيين وهی ارض تدعی عموراء، وانك تستشهد بها ويستشهد معك جماعة

ساه ناسخ التواريخ سه۲ الخرائج والجرائح۔

ہے اسے تم دیکھ رہے ہو۔ دنیا برگشتہ و ناموافق ہو گئی، اس کی بھلائیوں نے ہم سے منھ پھیر لیا اب اس سے اتنا ہی بچ رہا ہے جتنا برتن میں بچ رہنے والے چند قطرے، اور ایسی ذلیل زندگی جیسے ناقابل ہضم چارا، تم نہیں دیکھتے حق کو کہ اب اس پر عمل نہیں کیا جاتا اور باطل کو کہ اس سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ مومن کو چاہیئے کہ لقاء الٰہی کی سچی رغبت کرے۔ میں تو اب موت کو سعادت ہی سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو جان کا جنجال جانتا ہوں۔"

زمین کربلا پر پہونچ کر آپ کی دعا

آپ نے اپنے لڑکوں، بھائیوں اور گھر والوں کو جمع کیا، ان پر نظر کی تھوڑی دیر روتے رہے پھر فرمایا "پالنے والے ہم تیرے پیغمبر محمد مصطفےٰ کی عترت ہیں ہم ستائے گئے، وطن سے نکالے گئے اور اپنے نانا کے روضہ سے نکال باہر کیے گئے ہم پر بنی امیہ نے زیادتی کی۔ معبود ہمارے حق کا واسطہ تو ہماری دستگیری کر، کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے جس میں آپ نے اپنی شہادت اور پھر دوبارہ دنیا میں پلٹ کر آنے کو بیان فرمایا ہے

امام حسین نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے میرے فرزند تم عنقریب سرزمین عراق کی طرف کھینچ کر لائے جاؤ گے۔ عراق کی سرزمین وہ سرزمین ہے جس میں انبیاء اور اوصیاء نے مصیبتوں کا سامنا کیا ہے اس سرزمین

من اصحابك لا يجدون الم مس الحديد (وتلى
يا نار كونى بردًا وسلامًا على ابرهيم) يكون
الحرب عليك وعليهم سلمًا فابشروا فو الله
لئن قتلونا فانا نرد على نبينا ثم امكث ماشاء
الله، فاكون اول من تنشق الارض عنه
فاخرج خرجة توافق ذالك خرجة
امير المومنين وقيام قائمنا وحيوة
رسول الله ثم لينزلن على وفد من السماء
من عند الله لم ينزلوا الى الارض قط
ولينزلن الى جبرئيل و ميكائيل و
اسرافيل وجنود من الملائكة
(الى ان قال) ولا يبقى رجلا من شيعتنا
الا انزل الله اليه ملكًا يمسح عن
وجهه التراب و ليعرفه ازواجه
و منزلته فى الجنّة ولا يبقى على وجه
الارض اعمى ولا مقعد ولا مبتلى الا كشف
الله عنه بلائه بنا اهل البيت ولينزلن
البركة من السماء الى الارض حتى ان الشجرة
لتقصف بما يريد الله فيها من الثمرة ولتاكلن

کو عموراً بھی کہتے ہیں اس سرزمین پر تم درجۂ شہادت پر فائز ہوگے اور تمہارے ساتھ تمہارے اصحاب کی ایک جماعت بھی شہید ہوگی، تلوار کی آنچ انھیں محسوس نہ ہوگی اس موقع پر پیغمبرؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا) اسی طرح جنگ ان لوگوں کے صلح وسلامتی کی طرح طبیعتوں پر سہل و آسان معلوم ہوگی تو اے میرے رفقا تمہیں خوشخبری ہو اگر ان لوگوں نے ہمیں قتل کر ڈالا تو کیا پروا ہم اپنے نبی کی خدمت میں پہونچ جائیں گے اور وہاں میں جب تک خدا چاہے گا ٹھہروں گا پھر سب سے پہلے زمین سے باہر آؤں گا اور اس طرح زمین سے برآمد ہوں گا کہ میرا برآمد ہونا امیرالمومنینؑ کے برآمد ہونے اور ہمارے قائمؑ کے قیام اور پیغمبرؐ کی زندگی کے ساتھ ساتھ ہوگا پھر ہمارے پاس آسمان سے خدا کی طرف سے ایسے ملائکہ کا ایک وفد پہونچے گا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل اور ملائکہ کی فوجیں آئیں گی کہتے کہتے آپ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے کوئی شیعہ ایسا باقی نہ رہے گا جس کے پاس خدا ایک فرشتہ نہ بھیجے جو اس کے پاس آ کر اس کے چہرے سے گرد جھاڑے گا اور جنت میں اس کی جو جگہ ہوگی اور جنتی اس کی ازدواج ہوں گی انھیں پہچنوائے گا اور روئے زمین پر نہ تو کوئی اندھا رہے گا نہ زمیں گیر نہ کوئی مصیبت کا مارا مگر خداوندعالم ہم اہلبیتؑ کے صدقے میں سب کی مصیبت و بلا کو دور فرمائے گا اور آسمان سے زمین پر برکت نازل ہوگی یہاں تک کہ درخت حسب منشا را کبھی پھلوں کی کثرت کی وجہ سے ٹوٹ ٹوٹ پڑیں گے تم گرمی میں

ثمرة الشتاء فی الصیف، وثمرة الصیف فی الشتاء وذالك قوله عز وجل ولو ان اهل الکتاب امنوا واتقوا الفتحنا علیهم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناهم بما کانوا یکسبون۔ ثم ان الله لیهب لشیعتنا کرامة لا یخفی علیهم شیء فی الارض وما کان فیها، حتی ان الرجل منهم یرید ان یعلم علم اهل بیته فیخبرهم بعلم ما یعلمون۔

ومن کلام له علیه السلام لاصحابه فی نقض البیعة

یا قوم اعلموا خرجتم معی بعلمکم انی اقدم علی قوم بایعونا بالسنتهم وقلوبهم وقد انعکس العلم، وا استحوذ علیهم الشیطان، فانساهم ذکر الله والآن لم یکن لهم مقصد الا قتلی، وقتل من یجاهد بین یدی وسبی حریمی بعد سلبهم واخشی انکم ما تعلمون وتستحیون والخدع عند نا اهل البیت محرم

سلسلہ ناسخ التواریخ جلد ۶۔

جاڑوں کے پھل اور جاڑوں میں گرمی کے پھل کھاؤ گے جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے بھی انھیں اُن کے اعمال کی سزا میں اپنی گرفت میں لے لیا پھر خداوند عالم ہمارے شیعوں کو بڑی عزت بخشے گا اور وہ یہ کہ زمین کے اندر جتنی چیزیں ہیں اُن سب کا انھیں علم عنایت فرمائے گا یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کے اندرونی حالات کا علم حاصل کرنا چاہے گا تو وہ بلا تکلف انھیں ان باتوں کی خبر دے گا جو بس انھیں کو معلوم ہو سکتی ہیں۔

بیعت توڑنے کے متعلق آپکا ارشادِ گرامی

اے لوگو! یہ سمجھ لو کہ تم یہ معلوم کر کے میرے ساتھ نکلے تھے کہ میں ایسے لوگوں کے پاس جا رہا ہوں جنھوں نے زبان اور دل، دونوں سے میری بیعت کی ہے لیکن اب معلومات کچھ اور ہیں میرے بلانے والوں پر شیطان نے غلبہ کر لیا اور یاد خدا اُن سے بھلا دی اب ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ مجھے اور میرے ساتھ کے مجاہدین کو قتل کر دیں اور میرے حرم کو لوٹنے کے بعد قیدی بنالیں اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ناواقفیت میں پڑے رہو اور شرم کے مارے مجھ سے کچھ کہہ نہ سکو۔ قریب ہم اہل بیت کے نزدیک جائز نہیں لہٰذا

فمن کرہ منکم ذالک فلینصرف فاللیل ستیر، والسبیل غیر خطیر، والوقت لیس بھجیر، ومن اسانا بنفسہ کان معنا فی الجنان، نجیا من غضب الرحمٰن، وقد قال جدی رسول اللہ ﷺ ولدی حسین یقتل بطف کربلا، غریبا وحیدا عطشانا، فمن نصرہ فقد نصرنی ونصر ولدہ القائم ولو نصرنا بلسانہ ؏ فھو فی حزبنا یوم القیامہ۔

ومن کلامہ فی ان الدنیا متغیرۃ زائلۃ

ایھا النّاس اعلموا انّ الدنیا دار فناء وزوال متغیّرۃ باھلھا من حال الیٰ حال، معاشر النّاس عرفتم شرائع الاسلام، وقرأتم القرآن وعلمتم ان محمدا رسول الملک الدیان ووثبتم علی قتل ولدہ ظلما وعدوانا معاشر النّاس، اما ترون الیٰ ماء الفرات یلوح کانّہ بطون الحیات یشربہ الیھود والنصاریٰ والکلاب والخنازیر وآل الرسول یموتون عطشا۔

؏ ناسخ التواریخ جلد ۶۔

جو میرا ساتھ دینا پسند نہیں کرتا وہ چلا جائے، رات پردہ پوش ہے، راستہ بھی خطرناک نہیں اور وقت بھی باقی ہے اور جو ہم پر اپنی جان نثار کریگا وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا، خدا کے غضب سے اُسے نجات حاصل رہے گی، میرے نانا پیغمبرؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ میدان کربلا میں غریب، بے یار و مددگار، پیاسا قتل ہوگا، جو اس کی نصرت کرے گا اس نے میری اور حسینؑ کے فرزند قائمؑ کی مدد کی اور اگر زبان ہی سے مدد کرے تو بھی وہ قیامت کے دن ہماری جماعت میں ہوگا۔

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے دنیا کے رویہ تغیر اور زوال پذیر ہونے کو بیان فرمایا ہے

اے لوگو! سمجھ لو کہ دنیا فنا اور زوال کا گھر ہے۔ اپنے بسنے والوں کو ایک حال سے دوسرے حال میں الٹنے پلٹنے والی ہے، اے لوگو تم اسلام کے دستور سے واقف ہو۔ قرآن بھی تم نے پڑھا ہے، یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت محمد مصطفٰے شہنشاہ حقیقی کے پیغمبرؐ ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود تم انھیں پیغمبرؐ کے فرزند کو از راہ ستم و جور قتل کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہو اے لوگو! کیا یہ فرات کے بہتے ہوئے پانی کو نہیں دیکھتے جو مثل شکم مار کے چمک رہا ہے، اس فرات کا پانی یہود و نصاریٰ پی سکتے ہیں حتٰی کہ کتے، سور تک کے لئے روک ٹوک نہیں اور پیغمبرؐ کی آل پیاس سے مری جا رہی ہے۔

ومن کلامه لاصحابه

وفیه بیان امارات ظهور القائمؑ

قال الا وانی اعلم یوم لنا من هٰؤلاء الا وانی
قد اذنت لکم فانطلقوا جمیعًا فی حلٍ، فقالوا معاذ اللہ
قال ان قدام القائمؑ علامات، تکون من اللہ تعالیٰ للمومنین
وهی قوله تعالیٰ لنبلونکم، یعنی المومنین قبل خروج
القائم لشیءٍ من الخوف، من ملوك العبّاس، فی اٰخر سلطانهم
والجوع، غلاء اسعارهم ونقص من اموال، فسادات التجارات
وقلّة الفضل، ونقص من الانفس، موت ذریع، و نقص
من الثمرات قلة الزکاة ما یزرع، وبشر الصّابرین، عند
ذالك بتعجیل خروج القائمؑ ان دولة اهل بیت نبیکم
لها فالزموا الارض وکفوا حتی یروا امارا تها فاذا
استثارت علیکم الروم والترك و
جهزت الجیوش، ومات خلیفتکم
الذی یجمع الاموال وتخلف بعده
رجل صحیح فیخلع بعد

ـــه الخزانج والخزدج۔

آپ کی ایک گفتگو اپنے اصحاب سے

جس میں آپ نے حضرت قائم ؑ کے ظہور کے علامات بیان فرمائے ہیں

دیکھو میں جانتا ہوں کہ ہم لوگوں کو ان دشمنوں سے ایک نہ ایک دن لڑنا ہے، دیکھو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم سب کے سب چلے جاؤ، میں تمہارے لئے مباح قرار دیتا ہوں۔ اصحاب نے کہا خدا کی پناہ جو ہم آپ کو چھوڑ کر جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت قائم (مہدی آخرالزماں) کے ظہور کی چند علامتیں خدا نے مومنین کے لئے رکھی ہیں چنانچہ ارشاد خداوند عالم ہے ولنبلونکم ہم تمہیں آزمائیں گے یعنی قائم کے خروج سے پہلے مومنین کو آزمائیں گے بشیئٍ من الخوف۔ کچھ خوف سے یعنی شاہان بنی عباس کے خوف سے ان کی سلطنت کے آخری دنوں میں والجوع اور بھوک سے یعنی غلّے کی گرانی سے ونقصٍ من الاموال اور مال کی کمی سے یعنی تجارت مندی ہونے اور برکت کم ہونے سے والانفس اور جانوں کی کمی سے یعنی ہمہ گیر موت سے والثمرات اور پھلوں کی کمی سے یعنی پیداوار کی کمی سے وبشر الصابرین صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دو کہ اس وقت بہت جلد ہی قائم خروج فرمائیں گے اور حکومت اہل بیت پیغمبرؐ کی ہوگی۔ لہٰذا تم ابھی خاموشی سے بیٹھے رہو اور اس وقت تک باز رہو جب تک اس کی مذکورہ علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ ہاں جس وقت روم اور ترک قومیں تم پر حملہ آور ہو جائیں اور فوجوں کی یورش ہو اور تمہارا وہ حکمراں جو اموال کو جمع کرتا تھا مر جائے اور اس کے بعد ایک درشت شخص کی حکومت ہو اور وہ دو برس کے بعد

سنتین بیعته وانی هلاکہم ملکهم من حیث بدا۔

ومن خطبة له فی وفاء اصحابه

اثنی علی اللہ احسن الثنا واحمده علی السّراء والضّراء اللّٰهمّ انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوة وعلمتنا القراٰن، وفقهتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعاً وابصاراً وافئدة فاجعلنا لک من الشاکرین. امّا بعد فانّی لا اعلم اصحاباً اوفی، ولا خیراً من اصحابی ولا اهل بیت ابرولا اوصل من اهل بیتی فجزاکم اللہ عنّی خیراً الا وانی لاظن یوماً لنا من هولاء الا وانی قد اذنت لکم، فانطلقوا جمیعاً فی حلّ، لیس علیکم منّی ذمام هذا قد غشیکم فاتخذوه جملاً ولیاخذ کل واحد منکم بید رجل من اهل بیتی وتفرّقوا فی سوادِ هذا اللیل وذرونی وهولاء القوم فانهم لا یریدون غیری.

ومن کلامه لعسکره واهل بیته

انتم من بیعتی فی حل، فالحقوا بعشائرکم

۱ه تاریخ طبری جلد ۶ ‏ ‏ ۲ه تفسیر العسکری

معزول ہو جائے تو اُس وقت سمجھ لو کہ اب ان کی سلطنت تباہ ہونے والی ہے

آپ کی ایک تقریر جو آپ نے اپنے اصحاب کی وفا کے متعلق فرمائی

میں خدا کی مدح کرتا ہوں، بہترین مدح اور خوش حالی و بدحالی دونوں حالتوں میں اس کا حمد و شکر بجا لاتا ہوں، پالنے والے تیری حمد و شکر کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوت کے ذریعہ عزت بخشی، ہمیں قرآن کی تعلیم دی، دین کی سمجھ عنایت فرمائی، ہمیں گوش شنوا اور چشم بینا اور دل حق آگاہ عنایت فرمایا۔ ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے بھی قرار دے۔ میں کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا جو میرے اصحاب سے زیادہ بہتر و وفادار ہوں، اور نہ کسی کے اہل بیت ایسے نظر سے گزرے جیسے میرے اہل بیت نیکوکار اور صلۂ رحم کرنے والے ہیں۔ تم لوگوں کو خداوند عالم میری طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے۔ دیکھو مجھے یقین ہے کہ ہمیں ان لوگوں سے سخت مقابلہ در پیش ہوگا۔ دیکھو میں تمہیں اجازت دے رہا ہوں۔ تم سب چلے جاؤ۔ تمہارے لئے چلا جانا جائز و مباح ہے تم میری طرف سے تم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ یہ رات تم کو اپنے پردے میں ڈھانکے ہے۔ اس رات کو مرکب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہلبیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ لے اور تم اس رات کی تاریکی میں منتشر ہو جاؤ اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ تنہا چھوڑ دو کہ یہ بس میرے طلبگار ہیں۔

آپ کا ارشاد گرامی جو آپ نے اپنے لشکر اور اپنے اہلبیت سے فرمایا

میں اپنی بیعت کی گرہ تمہاری گردنوں سے کھولے دیتا ہوں۔ تم اپنے قوم و قبیلہ

وموالیکم، وقال لاھل بیتہ قد جعلتکم فی حل من
مفارقتی فانکم لا تطیقونھم لتضاعف اعدادھم وقواھم
وما المقصود غیری۔ فدعونی والقوم ، فان اللہ
عزوجل یعیننی ولا یخلینی من حسن نظرہ
کعادتہ فی اسلافنا الطیبین فاما عسکرہ
ففارقوہ واما اھلہ والادنون من اقربائہ
فابوا وقالوا لا نفارقک، ویحل بنا ما یحل بک
ویحزننا ما یحزنک ویصیبنا ما یصیبک، وانا
اقرب ما یکون الی اللہ اذا کنا معک فقال لھم
فان کنتم قد وطنتم انفسکم علی ما قد وطنت نفسی
علیہ فاعلموا ان اللہ یھب المنازل الشریفۃ لعبادہ
لصبرھم باحتمال المکارہ وان اللہ وان کان خصنی
مع من مضی من اھلی الذین انا اخرھم لقاءً فی الدنیا
من المکرمات بما سھل معھا علی احتمال الکریھات
فان لکم شطر ذالک من کرامات اللہ، واعلموا
ان الدنیا حلوھا ومرھا حلم، والانتباہ فی
الاخرۃ والفائز من فاز فیھا والشقی من یشقی
فیھا اولا احدثکم باول امرنا وامرکم، معاشر
اولیائنا ومحبینا والمعتصمین بنا لیسھل علیکم احتمال

اور رشتہ داروں سے جا ملو۔ اور آپ نے اپنے عزیزوں سے فرمایا کہ میں تمہارے لئے
مباح کیے دیتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ تم ان دشمنوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے
ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کی قوت بھی زیادہ ہے اور یہ صرف مجھے چاہتے
ہیں، مجھے اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، خداوند عالم میری مدد کرے گا اور اپنی اچھی نگاہ
مجھ سے نہ ہٹائے گا جیسا کہ میرے پاکیزہ اسلاف کے ساتھ اس کا دستور رہا ہے۔

اس حکم کے بعد لشکر والے تو جدا ہو گئے لیکن آپ کے اعزّا اور قریبی رشتہ دار
انھوں نے ساتھ چھوڑ کر جانے سے انکار کیا انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے جدا نہ ہوں
گے جو آپ پر گزرے گی وہ ہم پر بھی گزرے گی اور جو دکھ آپ جھیلیں گے وہی ہم بھی
جھیلیں گے جو مصیبت آپ پر آئے گی وہ ہم پر بھی آئے گی، ہم آپ کے ساتھ ہی رہ کر خدا
سے زیادہ قریب رہ سکتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے بھی اپنے
نفوس کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے جس پر میں اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہوں تو جان
لو کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو اچھے مدارج مصائب جھیلنے میں صبر کرنے پر عنایت
فرماتا ہے اللہ نے مجھے میرے ان بزرگوں کی شرکت میں جن کی میں آخری فرد
ہوں، مصائب کے برداشت کی وجہ سے جو عزّتیں عطا کی ہیں ان خداوندی
اعزازوں میں تمہارا بھی حصّہ ہوگا، اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا اس کا
تلخ و شیریں جو کچھ ہے سب خواب ہی خواب ہے اور اس خواب سے بیداری
آخرت میں ہوگی جو آخرت میں کامیاب رہا در حقیقت وہی کامیاب ہے اور جو
آخرت میں بدبخت رہا وہی در اصل بدبخت ہے۔ اے ہمارے دوستو! ہمارے
ماننے والو اور ہمارا دامن پکڑنے والو! کیا مناسب نہ ہوگا کہ میں تم سے اپنا اور تمہارا

ما انتم له معرضون، قالوا بلی یا ابن رسول اللہ
قال ان اللہ لما خلق آدم واستواہ وعلمہ اسماء
کل شیء، وعرضہم علی الملائکۃ جعل محمداً وعلیاً
وفاطمۃ والحسن والحسین اشباحا خمسۃ فی
ظہر آدم وکانت انوارہم تضیء فی الآفاق،
من السموات والحجب والجنان- والکرسی
والعرش فامر الملائکۃ بالسجود لآدم
تعظیماً لہ انہ قد فضلہ بان جعلہ وعاءً لتلک
الاشباح التی قد عم انوارہا الآفاق فسجد والا
ابلیس ابی ان یتواضع لجلال عظمۃ اللہ وان یتواضع
لانوارنا اہل البیت، وقد تواضعت لہا الملائکۃ کلہا
واستکبر وترفع، وکان باباءہ ذالک وتکبرہ من الکافرین

ومن خطبة لہ یعظ بہا اہل العراق

الحمد للہ الذی خلق الدنیا فجعلہا
دار فناء وزوال، متصرفۃ باہلہا حالا بعد
حال فالمغرور من غرتہ، والشقی من فتنتہ
فلا تغرنکم ہذہ الدنیا، فانہا تقطع رجاء

---

۵ تاریخ طبری، ناسخ۔

پہلا پہلا ماجرا بیان کروں تاکہ تمہارے لئے ان مصائب کی برداشت آسان ہو جائے جو تمہیں درپیش آنے والے ہیں؟ لوگوں نے کہا اے فرزند رسولؐ ضرور بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خداوند عالم نے آدم کو پیدا کیا اور انہیں استقامت بخشی اور انہیں تمام چیزوں کے نام بتائے اور ملائکہ کے سامنے پیش کیا تو حضرت محمد مصطفےؐ، علی ابن ابی طالب، سیدہ فاطمہؑ، حسنؑ حسینؑ کی پانچ شکلیں پشت آدم میں ودیعت کیں، اس وقت اُن کی حالت یہ تھی کہ ان کے نور سے آفاق روشن تھے، کل آسمان، تمام زمین، پردہ ہائے عرش و کرسی اور جنتیں سبھی ان کے نور سے منور تھے۔ اس کے بعد خداوند عالم نے آدم کی تعظیم کی خاطر ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں آدم کو خداوند عالم نے اسی وجہ سے یہ فضیلت بخشی کہ انہیں خزینہ دار بنایا تھا ان شکلوں کا جن کے انوار سے تمام آفاق نورانی تھے سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے اس نے آدم کی عظمت اور ہم اہلبیتؑ کے انوار کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا حالانکہ کل ملائکہ نے سر جھکایا، مگر شیطان نے اپنے کو بڑا اور رفیع المنزلت سمجھا اور اپنے اس انکار اور تکبر کی وجہ سے کافروں میں سے قرار پایا۔

آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہل عراق کو نصیحت فرمائی ہے

تمام ستائشیں زیبا ہیں اس معبود برحق کے لئے جس نے دنیا کو خلق فرمایا اور پھر اُسے فنا و زوال کا گھر اور اپنے بسنے والوں کو ایک حال سے دوسرے حال میں الٹنے پلٹنے والی بنایا۔ دھوکے میں وہی ہے جسے دنیا دھوکے میں ڈالے اور بدبخت وہ ہے جسے یہ دنیا پھانس لے پس تمہیں یہ دنیا دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے اس کی امیدوں کو یہ منقطع کر دیتی ہے اور جو اس کی لالچ کرتا ہے اُسے

من ركن اليها، وتخيب طمع من طمع فيها
وأراكم قد اجتمعتم على أمر قد اسخطتم
الله فيه عليكم واعرض بوجهه الكريم عنكم
واحل بكم نقمته وجنبكم رحمته فنعم الرب
ربنا وبئس العبيد انتم اقررتم بالطاعة
وامنتم بالرسول محمد ثم انكم رجعتم على
ذريته وعترته تريدون قتلهم، لقد استحوذ
عليكم الشيطان فانساكم ذكر الله العظيم
فتبا لكم ولما تريدون انا لله وانا اليه راجعون
هؤلاء قوم كفروا بعد ايمانهم فبعدا للقوم الظالمين
فتقدم شمر لعن وقال افهمنا حتى نفهم فقال اقول
اتقوا الله ربكم ولا تقتلوني، فانه لا يحل لكم قتلي
ولا انتهاك حرمتي، فاني ابن بنت نبيكم، وجدتي
خديجة زوجة نبيكم، ولعله قد بلغكم
قول نبيكم، الحسن والحسين سيدا شباب
اهل الجنة ثم نادى باعلى صوته يا اهل العراق
ايها الناس اسمعوا قولي ولا تعجلوا حتى اعظكم
بما يحق لكم علي وحتى اعذر اليكم فان اعطيتموني
النصف كنتم بذلك اسعد، وان لم تعطوني النصف

محروم بناتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم سب نے ایسی بات پر ایکا کر لیا ہے جس کی وجہ سے خدا کو تم نے اپنے اوپر غضبناک کر لیا ہے اور اُس نے اپنا منھ تم سے پھیر لیا ہے اور تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیا ہے اور اپنی رحمت تم سے الگ کر لی ہے بہترین پروردگار ہمارا پروردگار ہے اور بدترین بندے تم لوگ ہو تم نے اطاعت کا اقرار کیا پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ پر ایمان لائے۔ ان سب کے بعد تم پیغمبرؐ کی ذریت اور عترت پر ٹوٹ پڑے اور ہجوم کر کے انھیں قتل کرنا چاہتے ہو تم پر شیطان غالب آ گیا اور تم سے خدائے بزرگ عظیم کی یاد بھلا دی۔ بربادی ہو تمہیں بھی اور تمہارے اس مقصد کی بھی جسے تم چاہتے ہو۔ ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم پلٹنے والے ہیں یہ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ ہلاکت ہو ظالمین کی جماعت کو۔ شمر ملعون آگے بڑھا اور بولا کہ ہمیں سمجھا کے کہئے تا کہ ہم اچھی طرح سمجھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں کہتا ہوں کہ تم اپنے پروردگار معبود برحق سے ڈرو اور مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرا قتل تمہارے لئے کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا اور نہ میری ہتک حرمت تمہارے لئے مباح ہو سکتی ہے کیونکہ میں تمہارے نبی کی دختر کا فرزند ہوں اور میری نانی خدیجہ ہیں جو تمہارے پیغمبرؐ کی بی بی تھیں اور تم نے اپنے پیغمبرؐ کا یہ قول تو سنا ہو گا کہ حسنؑ و حسینؑ سردار جوانان جنت ہیں۔ پھر آپ نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے اہل عراق اے لوگو میری بات سنو، اور جلد بازی سے کام نہ لو یہاں تک کہ میں تمہیں وعظ و پند کر لوں جو تمہارا حق ہے مجھ پر اور اپنا عذر تم سے بیان کر دوں اگر تم نے میرے ساتھ انصاف کیا تو تم اس کی وجہ سے نیک بخت ہو گے اور اگر تم نے انصاف نہ کیا تو تم کم سے کم اتنا تو کرو کہ باہم رائے مشورہ کر لو تا کہ تمہارا معاملہ تمہارے لئے پیچیدہ نہ رہے

عن انفسکم فاجمعوا رأیکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ، ثم اقضوا الی ولا تنظرون انّ ولییّ الله الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصّالحین۔

ومن کلام لہ یبشر اصحابہ بالجنّۃ وقصورھا

یا کرام ان ھذہ الجنۃ قد فتحت ابوابھا واتصلت انھارھا واینعت اثمارھا وزیّنت قصورھا وتالفت ولدانھا وحورھا وھذا رسول الله والشّھداء الّذین قتلوا فی سبیل الله یتوقعون قدومکم ویتباشرون بکم فحاموا عن دین الله ودین نبیہ وذبوا عن حرم الرّسول۔

ومن خطبۃ لہ فی الاحتجاج علی اہل الکوفہ

حمد الله واثنی علیہ ثم قال امابعد، فانسبونی فانظروا من انا ثم ارجعوا الی انفسکم وعاتبوھا فانظروا اھل یصلح لکم قتلی و

ع۔ ناسخ (اسرار) ۲۔ تاریخ طبری جلد ۶

پھر اپنے فیصلہ سے مجھے آگاہ کردو اور یہ بات نظر انداز نہ کردینا کہ میرا نگراں وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہی نیکوکاروں کا سرپرست ہے۔

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو بہشت اور اس کے قصروں کی بشارت دی ہے

اے عزت داروں! یہ جنت ہے جس کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں جس کی نہریں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اور پھل پکنے کے قریب ہیں اور اس کے قصر آراستہ کیے گئے ہیں اور اس کے حور و غلماں اکٹھا کیے گئے ہیں اور یہ حضرت سرورِ کائنات اور وہ شہدا ہیں جو راہ خدا میں قتل کیے گئے، یہ سب تمہاری آمد کے منتظر ہیں اور تمہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ تم دینِ خدا اور پیغمبرؐ کے دین کی حمایت کرو اور حرم رسولؐ سے دشمنوں کو مار بھگاؤ۔

آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہل کوفہ کے مقابلے میں احتجاج فرمایا ہے

حمد و ثنائے الٰہی فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ اے اہل کوفہ! میرے شجرہ نسب پر نظر ڈالو اور پھر غور کرو کہ میں کون ہوں اس کے بعد اپنے دل سے رجوع کرو اور اپنے نفس کی ملامت کرو اور سوچو کہ کیا میرا قتل اور میری ہتک حرمت مناسب اور تمہارے لیے جائز ہو سکتی ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ اور پیغمبرؐ کے وصی اور چچا زاد بھائی کا بیٹا نہیں جو خدا پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور پیغمبرؐ اور خدا کے یہاں سے ان کی لائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنے والے تھے۔ کیا

انتہاك حرمتی الست انا ابن بنت نبیکم
وابن وصیه وابن عمه واول المومنین باللہ
والمصدق برسول اللہ و بما جاء بہ من عند ربہ
اولیس حمزۃ سیّد الشہداء عمی او لیس
جعفر الطیار فی الجنۃ بجناحین عمی اولم
یبلغکم ما قال رسول اللہ لی ولاخی ھذان
سیّدا شباب اہل الجنۃ فان صدقتمونی
بما اقول وھو الحق واللہ ما تعمدت کذبا
مذ علمت ان اللہ یمقت اہلہ وان کذبتمونی
فان فیکم من اذا سالتموہ عن ذالك اخبرکم
سلوا جابر بن عبد اللہ الانصاری و اباسعید
الخدری وسہل بن سعد الساعدی والبراء
بن عازب او زید بن ارقم او انس بن مالك
یخبروکم انہم سمعوا ھذہ المقالۃ من
رسول اللہ لی ولاخی اما فی ھذا حاجز لکم
عن سفك دمی۔

ثم قال لہم فان کنتم فی شك من ھذا
فتشکون فی انی ابن بنت نبیکم؟ فو اللہ ما بین
المشرق والمغرب ابن بنت نبی غیری فیکم

حمزہ سید الشہدا میرے چچا نہیں؟ کیا جناب جعفر جو جنت میں دو بازوؤں کے ساتھ محو پرواز ہیں میرے چچا نہ تھے؟ کیا تم تک پیغمبرؐ کا یہ ارشاد گرامی نہیں پہنچا جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے لئے فرمایا ہے کہ یہ دونوں سردار جوانانِ جنت ہیں؟ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو اور میں سچ ہی کہہ رہا ہوں خدا کی قسم میں جب سے سن شعور کو پہنچا کبھی جھوٹ نہ بولا، خدا جھوٹوں کو ان کے جھوٹ کی وجہ سے دشمن رکھتا ہے اور اگر تم مجھے جھوٹا ہی سمجھتے ہو تو تم میں ایسے افراد موجود ہیں کہ اگر تم ان سے پوچھو تو وہ تمہیں خبر دیں گے پوچھو جابر بن عبد اللہ انصاری سے، ابو سعید خدری سے، سہل بن سعد ساعدی سے، براء بن عازب سے، زید بن ارقم سے یا انس بن مالک سے، وہ تمہیں بتائیں گے کہ انھوں نے اس کلام کو خود رسالت مآب سے سنا ہے جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے لئے فرمایا تھا، کیا اس حدیث میں ایسی بات نہیں جو تمہیں میرا خون بہانے سے روکے؟

پھر آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا اگر تم اس میں شک کرتے ہو تو کیا اس میں بھی تمہیں شک ہے کہ میں دختر پیغمبرؐ کا فرزند ہوں؟ خدا کی قسم مشرق و مغرب کے درمیان تم میں اور تمہارے ماسوا لوگوں میں میرے سوا کوئی نہیں جو دختر پیغمبرؐ کا فرزند ہو، وائے ہو تم پر کیا میں نے تمہارے کسی شخص کو قتل کیا ہے جس کے قصاص میں تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو کیا میں نے تمہارا مالی نقصان کیا ہے یا میں نے تمہیں کوئی زخم پہونچایا ہے جس کا انتقام لینا چاہتے ہو؟ اس پر سب خاموش ہو گئے کوئی نہ بولا۔

ومن خطبة له علیہ السلام عقیب صلوٰۃ الصبح فی یوم عاشورا یحث اصحابہ علی القتال

حمد اللہ واثنی علیہ، ثم قال ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ قد اذن فی قتلکم وقتلی فی ھذا الیوم فعلیکم بالصبر والقتال۔[۱]

ومن خطبة له (بالطف) فی التحذیر عن الدنیا

قال بعد الحمد والثناء عباد اللہ اتقوا اللہ وکونوا من الدنیا علی حذر، فان الدنیا لو بقیت لاحد وبقی علیہا احد لکانت الانبیاء احق بالبقاء واولی بالرضاء وارضی بالقضاء غیر ان اللہ خلق الدنیا للبلاء وخلق اھلہا للفناء فجدیدھا بال ونعیمہا مضمحل وسرورھا مکفھر والمنزل بلغة والدار قلعة، فتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔[۲]

۱؎ اثبات الوصیة مسعودی۔

۲؎ تاریخ کبیر ابن عساکر۔

آپ کا ایک خطبہ جو آپ نے بروز عاشورا نماز صبح کے بعد ارشاد فرمایا

جس میں اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ فرمایا ہے

آپ نے پہلے حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے آج کے دن تمھارے اور میرے قتل ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے لہٰذا تمھارا فرض ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرو۔

آپ کا ایک خطبہ

جو آپ نے ساحل فرات پر دنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق فرمایا

بعد حمد و ثنائے الٰہی آپ نے ارشاد فرمایا، بندگان خدا! خدا سے ڈرو اور اس دنیا سے ہوشیار رہو۔ اگر یہ دنیا کسی کے لئے ہمیشہ باقی رہتی اور دنیا میں کوئی ہمیشہ باقی رہ سکتا تو انبیا ہمیشہ باقی رہنے کے زیادہ حقدار تھے اور اس کے زیادہ مستحق تھے کہ ہر بات ان کی مرضی کے مطابق ہو اور وہ سب سے زیادہ تقدیر کے فیصلے اپنی پسند کے مطابق پاتے مگر یہ کہ خدا نے اس دنیا کو بلا و مصیبت ہی کے لئے خلق کیا ہے اور اس دنیا کے لوگوں کو فنا ہو جانے کے لئے دنیا کی ہر نئی چیز کہنہ ہو جانے والی اور اس کی نعمتیں فرسودہ ہو جانے والی اس کی خوشی بس ناخوشی ہے۔ یہ ایک دوسری منزل کا پیش خیمہ اور ناقابل سکونت گھر ہے لہٰذا اس دنیا سے زاد راہ فراہم کر لو اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ خدا سے ڈرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

ومن کلام له علیه السلام

یامر اصحابه بالصبر ویرغبهم فی الآخرة

وذالک لما اشتد الامر به نظر من کان معه
فاذا هو بخلافهم لانهم کلما اشتد الامر
تغیّرت الوانهم وارتعدت فرائصهم ووجلت
قلوبهم وکانؑ و بعض من معه من خصائصه
تشرق الوانهم وتهدی جوارحهم وتسکن
نفوسهم فقال بعضهم لبعض انظروا لایبالی
بالموت قالؑ لهم صبرا بنی الکرام فما الموت
الا قنطرة تعبر بکم عن البوس والضراء الی الجنان
الواسعة والنعیم الدائمة فایکم یکره ان
ینتقل من سجن الی قصر، وما هو لاعدائکم
الا کمن ینتقل من قصر الی سجن وعذاب،
ان ابی حدثنی عن رسول اللهؐ ان الدنیا
سجن المومن وجنّة الکافر والموت جسر
هولاء الی جنانهم وجسر هولاء الی جحیمهم
ماکذبت ولاکذبت

ا؎ معانی الاخبار صدوق رح

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو صبر کی تلقین فرمائی ہے اور آخرت کا شوق دلایا ہے

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ کی مصیبت انتہا کو پہونچ گئی تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کی طرف نگاہ کی وہ آپ کی طرح مطمئن دل نہ تھے کیوں کہ ان پر جب سختی بڑھ جاتی تو ان کے رنگ متغیر ہو جاتے، جوڑ بند کانپنے لگتے اور دل سہم جاتا اور خود امام اور آپ کے چند رفقاء جو آپ کی خصوصیات کے حامل تھے ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے چہرے کا رنگ کھل جاتا، دل مطمئن ہو جاتے اور نفس کو سکون ہوتا تھا۔ تو آپ کے بعض ساتھیوں نے دوسرے ساتھیوں سے کہا کہ امام کو دیکھو آپ کو موت کی پرواہی نہیں۔ امام نے ان سے ارشاد فرمایا صبر سے کام لو۔ اے شریفوں کی اولاد موت تو ایک پل ہے جس کے ذریعہ تم مصائب و شدائد جھیل کر وسیع جنت اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں تک پہونچ جاؤ گے۔ تم میں کسے ناپسند ہے کہ وہ قید خانے سے منتقل ہو کر قصر عالیشان میں پہنچ جائے موت تمھارے دشمنوں کے لئے ایسی ہے جیسے کوئی قصر سے منتقل ہو کر قید خانے و عذاب میں پہونچ جائے۔ میرے والد ماجد نے پیغمبر خدا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اور موت مومنوں کو جنت تک پہونچانے والا اور کافروں کو جہنم تک پہونچانے والا پل ہے۔ نہ میں جھوٹ کہتا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ بتایا گیا ہے۔

ومن خطبة له فی ذم اهل الکوفة وهی مظهر ابائه وعظمة نفسه

حمد الله واثنی علیه وذکره بما هو اهله وصلی علی محمد وعلی الملئکة والانبیاء والرسل نمہ یر متکلم بلیغ مثله، ثم قال تبا لکم وترحا ایتها الجماعة حین استصرختمونا والهین، فاصرخناکم موجفین، مستعدین سللتم علینا سیفا لنا فی ایمانکم وحششتم علینا نارا قد اججناها علی عدوکم وعدونا، فاصبحتم البا علی اولیائکم ویدا علیهم لاعدائکم بغیر عدل افشوه فیکم ولا امل اصبح لکم فیهم الا الحرام من الدنیا انالوکم وخسیس عیش طمعتم فیه من غیر حدث کان منا ولا رای تفیل لنا، فهلا لکم الویلات اذ کرهتمونا وترکتمونا، تجهزتموها والسیف مشیم والجاش طامن والرای لما یستحصف ولکن اسرعتم الیها کطیرة الدبا، وتداعیتم الیها کتداعی

کوفے والوں کی مذمت میں آپ کی ایک تقریر

جو آپ کی غیرت وحمیت اور بلند کرداری کا آئینہ ہے

حمد وثنائے الٰہی اور پیغمبر اکرام اور دیگر انبیاء اور ملائکہ پر درود وسلام اس طرح ادا فرمایا جس طرح کسی فصیح وبلیغ متکلم سے اس کے پہلے نہیں سنا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہلاکت ومصیبت ہو تمھارے لئے، اے لوگو! اے عیب خود ہی تم لوگوں نے بدحواس ہو کر ہم سے فریاد کی اور ہم پوری تیاری کے ساتھ دوڑتے ہوئے تمھاری فریاد کو پہونچے تو کل جو تلواریں تمھارے ہاتھوں میں ہماری حمایت کے لئے بلند تھیں آج انھیں تلواروں کو تم نے ہم پر کھینچا ہے اور کل جو آگ ہم نے اور تم نے مل کر اپنے مشترکہ دشمن کے لئے بھڑکائی تھی وہی آگ آج تم میرے لئے بھڑکا رہے ہو۔ دشمن کے دست وبازو بن کر آج تم اپنے ہی دوستوں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ تمھارے دشمنوں نے تمھارے ساتھ کوئی انصاف نہیں برتا اور نہ تم کو ان سے کسی منفعت ہی کی امید ہے۔ سوا اس کے کہ دنیا کی حرام چیزیں تم نے ان سے حاصل کی ہیں اور ذلیل عشرت کے سامان کی ان سے لالچ کی ہے حالانکہ ہم سے تمھارے خلاف کوئی بات بھی رونما نہیں ہوئی اور نہ ہمارے متعلق تمھارا عقیدہ غلط ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ نہ تمھارے لئے بربادی وہلاکت ہو کہ تم نے ہمیں ناپسند کیا، ہمیں چھوڑ دیا، جنگ کی تیاریاں کیں حالانکہ ہماری تلواریں نیام میں تھیں دل تمھاری طرف سے مطمئن تھے تمھارے متعلق رائے بھی بدلی نہ تھی لیکن تم جنگ کے لئے یوں امنڈ پڑے جس طرح ٹڈیاں

الفراش فسحقا لکم یا عبید الامة فانما انتم
من طواغیت الامة وشذاذ الاحزاب ونبذة
الکتاب ونفثة الشیطان، وعصبة الاثام و
محرفی الکتاب مطفئ السنن، وقتلة اولاد
الانبیاء ومبیدی عترة الاوصیاء وملحقی العهار
بالنسب، موذی المومنین صراخ ائمة
المستهزئین الذین جعلو القران عضین و
لبئس ما قدمت لهم انفسهم وفی العذاب هم
خالدون وانتم ابن حرب واشیاعه
تعضدون، وعنا تخاذلون، اجل واللہ الخذل
فیکم معروف وشجت علیه اصولکم وتازرت
علیه فروعکم وثبتت علیه قلوبکم
وغشیت صدورکم. فکنتم اخبث ثمر شجی
للناظر واکلة للغاصب الا لعنة اللہ علی
الناکثین الذین ینقضون الایمان بعد توکیدها
وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلاً فانتم واللہ هم،
الا وان الدعی ابن الدعی قد رکز بین اثنتین
بین السلة والذلة وهیهات منا الذلة
یابی اللہ ذالک لنا ورسوله والمومنون، بجدود

کے دل کے دل امنڈ پڑتے ہیں اور یوں ٹوٹ پڑے جس طرح پروانے
(شمع پر) ٹوٹتے ہیں۔ اے لوگو ہلاکت و بربادی ہو تمھاری تم امت کے سرکش
لوگوں میں سے ہو جماعت سے علٰحدہ رہنے والے اور کتاب خدا کو چھوڑ دینے والے
شیطان کے سحر کا شکار، گنہگاروں کی ٹولی، کتاب خدا میں تحریف کرنے والے
سنتوں کو مٹانے والے، اولاد انبیاء کو قتل کرنے والے، اوصیاء کی نسل کو ہلاک
کرنے والے، زنا کی اولاد کو نسبی اولاد قرار دینے والے، مومنین کو اذیت دینے
والے اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرنے والی ٹولی کے سرغنہ کی مدد کرنیوالے
ہو جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ بہت ہی بری چیز ان کے نفسوں نے
ان کے سامنے پیش کی ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ تم حرب کے بیٹے
اور اس کے پیرووں کی مدد کر رہے ہو اور ہمارے ساتھ بے وفائی کر رہے ہو
ہاں کیوں نہ ہو؟ تمھارا بے وفائی کرنا دنیا جانتی ہے اسی پر تمھاری جڑوں نے
جگہ پکڑی ہے اسی سے تمھاری شاخیں بار آور ہوئیں اسی پر تمھارے دل قائم اور
اسی کو تمھارے سینے چھپائے ہوئے ہیں۔ تم بدترین پھل ہو دیکھنے والوں کیلئے
رنج واندوہ اور غاصب کے لئے لقمہ ہو۔ خدا کی لعنت ہو عہد و پیمان توڑنے
والوں پر جو عہد و پیمان استوار کرکے توڑ ڈالتے ہیں حالانکہ اپنے عہد و پیمان پر خدا
کو ضامن بھی بنا چکے تھے۔ تم لوگ خدا کی قسم وہی ہو۔ دیکھو! یہ حرامی کا
حرامی لڑکا (ابن زیاد) دو باتوں کے درمیان جم گیا ہے، یا تو مجھ پر تلوار کھینچے
یا مطیع بنا کر مجھے قید کرلے۔ اطاعت کی ذلت و خواری برداشت کرنا ہمارے
لئے ناممکن ہے۔ خدا کی قسم اس کا رسول پاکیزہ گود، طیب وطاہر آغوش، اونچی

رحجور رخل، طابت وحجر طهرت انوف حمیة ونفوس ابیة من ان تو ثر طاعة اللئام علی مصارع الکرام، الا قد اعذرت وانذرت الا وانی زاحف بهذه الاسرة مع قلة العدد، وکثرة العدو، وخذلان النّاصر، وخذلة الاصحاب، ثم تمثل بابیات فروة بن مسیك المرادی ۔ ہ

فان نهزم فهزامون قدما
وان نغلب فغیر مغلبینا

وان طبنا جبن ولکن
منایانا ودولة آخرینا

اذا ما الموت رفع عن اناس
کلا کله اناخ باخرینا

فافنی ذلکم سروات قومی
کما افنی القرون الاولینا

فلو خلد الملوك اذا خلدنا
ولو بقی الکرام اذا بقینا

فقل للشامتین بنا افیقوا
سیلقی الشامتون کما لقینا

ناک، غیرت مند نفس ہمیں قطعاً اجازت نہیں دیتے کہ ہم شریفانہ موت کو چھوڑ کر کمینوں کی اطاعت اختیار کریں۔ دیکھو! میں نے اپنا عذر بیان کر دیا۔ تمھیں خدا کا خوف بھی دلایا۔ میں اپنے لوگوں کے ساتھ دراں حالیکہ یہ تعداد میں بہت تھوڑے ہیں اور دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے دوستوں نے منھ چرالیا ہے، احباب نے مدد سے دست کشی کر لی ہے دیگران سب کے باوجود) میں مقابلہ کر کے رہوں گا۔ اس کے بعد آپ نے مثالاً فروہ بن مسیک مرادی کے یہ اشعار پڑھے:۔

اگر آج ہم شکست کھا جائیں تو خیر، پہلے تو ہم ہی شکست دیتے رہے ہیں

اور اگر آج ہم مغلوب ہو جائیں تو ہمیشہ ایسا نہیں ہوا ہے کہ مغلوب ہی ہوتے رہے ہوں

ہم میں کوئی بزدلی نہیں پیدا ہوئی ہے مگر ہماری موت کا وقت آ گیا ہے۔

اور دوسروں کی قسمت میں اقتدار حاصل کرنا ہے

اگر موت کچھ لوگوں سے اپنا سینہ ہٹا لے

تو دوسروں پر مسلط ہو کر رہے گی

اسی موت نے ہماری قوم کے سرداروں کو فنا کیا

جس طرح اگلے زمانے کے لوگوں کو فنا کیا

اگر بادشاہ ہمیشہ زندہ رہے ہوتے تو ہم بھی زندہ رہتے

اگر شریف عزت والے انسان ہمیشہ باقی رہے ہوتے تو ہم بھی باقی رہتے

جو ہماری موت پر خوش ہوتے ہیں ان سے کہہ دو کہ ہوش میں آؤ

ہماری موت پر خوش ہونے والے بھی اسی موت کا سامنا کریں گے جس کا ہم نے سامنا کیا

ثم قال اما واللہ لا تلبثون بعدھا الا کریث
مایرکب الفرس حتی تدور بکم دور الرحی
وتقلق بکم قلق المحور عھد عھدہ الی ابی
عن جدّی فاجمعو امرکم وشرکائکم
ثم لا یکن امرکم علیکم غمّۃ ثم اقضوا
الیّ ولا تنظرون ثم کیدونی جمیعًا فلا تنظرون
انّی توکّلت علی اللہ ربی وربکم ما من دابۃ
الا ھو اٰخذ بناصیتھا انّ ربی علی صراط مستقیم
اللھم احبس عنھم قطر السمآء وابعث
علیھم کسنی یوسف وسلّط
علیھم غلام ثقیف یسقیھم کاسا مصبرۃ
ولا یدع فیھم احدا الّا قتلہ بقتلۃ
وضربۃ بضربۃ ینتقم لی ولاولیائی
واھل بیتی واشیاعی منھم فانھم
غرونا وکذبونا وخذلونا وانت
ربنا علیک توکلنا والیک انبنا
والیک المصیر۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد خدا کی قسم تم بس اتنی ہی دیر ٹکنے پاؤ گے جتنی دیر گھوڑے پر سوار ہونے میں لگتی ہے یہاں تک کہ فوراً ہی چکّی کی گردش تمھیں گردش دے گی اور چرخی کی طرح چکنا چور کر ڈالے گی۔ میرے پدر بزرگوار میرے نانا سرورِ کائنات سے سن کر مجھ سے اس کا وعدہ فرما چکے ہیں۔" تو تم اور تمھارے شریک سب مل کر اپنا کام ٹھیک کر لو، پھر تمھاری بات تم میں سے کسی پر مخفی نہ رہے پھر تمھارا جو جی چاہے میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے دم مارنے کی بھی مہلت نہ دو۔ میں تو صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی اور روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے اس میں تو شک ہی نہیں کہ میرا پروردگار انصاف کی سیدھی راہ پر ہے"۔

بارالٰہا! ان سے بارش کے قطرے روک لے، ویسے ہی قحط سے ان کا سامنا کر جیسی قحط سالی حضرت یوسف کے زمانے میں ہوئی تھی، ان پر ثقیف کے نوجوانوں کو مسلط کر دے جو انھیں کڑوا جام پلا دے اور اس وقت تک انھیں نہ چھوڑے جب تک ان سے قتل کا بدلا قتل کی صورت میں، وار کا بدلہ وار کی صورت میں نہ لے لے، میرا اور میرے تمام انصار، میرے اہل بیت، میرے شیعوں کا ان سے انتقام لے کیونکہ انھوں نے ہمیں دھوکا دیا، ہمیں جھٹلایا، ہماری مدد سے گریز کیا۔ تو ہی ہمارا پروردگار ہے، اور تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔

ومن کلام لہ علیہ السلام مخاطباً لاہل الکوفہ

وہو یقاتل علی رجلیہ

اعلی قتلی تحاثون اما واللّٰہ لتقتلون بعدی عبداً من عباد اللّٰہ اللّٰہ اسخط علیکم لقتلہ منی وایم اللّٰہ انی لارجوان یکرمنی اللّٰہ بھوانکم ثم ینتقم لی منکم من حیث لا تشعرون، اما واللّٰہ ان لوقد قتلتمونی لقد القی اللّٰہ باسکم بینکم، وسفک دمائکم ثم لا یرضی لکم حتی یضاعف لکم العذاب الالیم۔

ومن کلام لہ علیہ السلام لما نظر الی کثرۃ من قتل

من اصحابہ قبض علی شیبتہ المقدسۃ

وقال اشتد غضب اللّٰہ علی الیھود، اذ جعلوا لہ ولداً واشتد غضبہ علی النصاری اذ جعلوہ ثالث ثلاثۃ، واشتد غضبہ علی المجوس اذ عبدوا الشمس والقمر دونہ واشتد غضبہ علی قوم اتفقت کلمتھم علی قتل ابن بنت نبیھم، اما واللّٰہ لا اجیبھم الی شیء مما

لہ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲ لہوف

آپ نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اور اس وقت آپ پیدل ہو کر جہاد فرما رہے تھے

ارے کیا میرے قتل پر باہم ایک دوسرے کو ابھارتے ہو۔ خدا کی قسم مجھے قتل کرنے پر خداوند عالم جس قدر تم پر غضب ناک ہوگا، میرے بعد اور کسی بندے کے قتل پر اتنا غضب ناک نہ ہوگا۔ قسم بخدا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے، تمھیں ذلیل کر کے عزت بخشے گا پھر میرا انتقام بھی تم سے اس طرح لے گا جس کا تمھیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خداوند عالم اپنا قہر و دبدبہ اور غضب تم پر مسلط کر دے گا، تمھارا خون بہائے گا، پھر کبھی تم سے راضی نہ ہوگا اور تمھارے لئے دردناک عذاب دہ چند کر دے گا۔

جب آپ نے کثرت سے اپنے اصحاب کو قتل ہوتے دیکھا تو اپنی ریش مقدس مٹھی میں لے کر ارشاد فرمایا

خداوند عالم یہودیوں پر بے حد غضب ناک ہوا کیونکہ انھوں نے اس کے لئے لڑکا قرار دیا تھا۔ عیسائیوں پر بے حد غضب ناک ہوا کیونکہ انھوں نے خداوند عالم کو تین میں کا تیسرا قرار دیا۔ مجوس پر بے حد غضب ناک ہوا کیونکہ انھوں نے خداوند عالم کو چھوڑ کر آفتاب و ماہتاب کی پرستش کی۔ اب اس قوم پر شدید غضب ناک ہوگا جنھوں نے اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کے قتل پر ایکا کر لیا۔ خدا کی قسم وہ جو مجھ سے چاہتے ہیں اس میں ایک بات بھی میں منظور نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے خون

يريدون، حتى القى الله، وانا مخضب بدمى ثم صاح اما من مغيث يغيثنا، اما من ذاب يذب عن حرم رسول الله فبكت النسوة وكثر صراخهن۔

ومن دعائه عليه السلام

فی یوم العاشر من المحرم لما صبحت الخيل رفع يديه وقال اللهم انت ثقتی فی کل كرب وانت رجائی فی کل شدة وانت لی فی کل امر نزل ثقة وعدة، كم كرب يضعف فيه الفواد وتقل فيه الحيلة ويخذل فيه الصديق ويشمت فيه العدو، انزلته بك وشكوته اليك، رغبة منى عمن سواك ففرجته عنى وكشفته فانت ولی کل نعمة وصاحب كل حسنة ومنتهى كل رغبة۔

ومن كلام له عليه السلام

به ودع عياله وامرهم بالصبر قال عليه السلام استعدوا للبلاء، واعلموا

سلہ تاریخ طبری جلد ۴ ۔ سلہ جلاء العیون مجلسی رح

میں رنگا ہوا خداوند عالم سے ملاقات کروں، اس کے بعد آپ نے باآواز بلند فرمایا کیا کوئی فریاد کو پہونچنے والا نہیں جو میری فریاد کو پہونچے کیا کوئی دشمنوں کو دفع کرنے والا نہیں جو حرم رسول سے دشمنوں کو دفع کرے (امام کی اس فریاد پر اہل حرم کی صدائے گریہ و نالہ بلند ہوئی)

صبح عاشورا جب لشکر عمر سعد نے جنگ کا آغاز کیا ہے تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر عرض کیا

پالنے والے! تجھ ہی پر ہر رنج و اندوہ میں میرا بھروسہ ہے، ہر سختی میں تو ہی میری امیدوں کا مرکز ہے۔ جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت پڑی تو ہی میرا آسرا اور (اس مصیبت سے بچنے کا) سامان رہا ہے۔ نہ جانے کتنے مصائب و آلام تھے جن میں دل کمزور، راہ چارہ و تدبیر مسدود ہوگئی، دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا، دشمنوں نے خوشیاں منائیں، میں نے ان مصائب و آلام میں گھر کر تیری طرف رجوع کی تجھ سے اپنا غم بیان کیا، تیرے ماسوا سے بے نیاز ہو کر تجھ ہی سے آرزومند ہوا اور تو نے وہ مصائب و آلام دور کر دئے ان کے گھیرے سے مجھے باہر نکال لایا تو ہی ہر نعمت کا مالک اور ہر نیکیوں والا ہے تو ہی قبلہ حاجات ہے۔

اس وقت کا کلام جب آپ رخصت آخر کو خیمے میں آئے ہیں اور اہل حرم کو صبر کی تاکید کی ہے

تو آپ نے ارشاد فرمایا مصیبتیں جھیلنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یہ جان لو

انّ الله حاميكم وحافظكم، وسينجيكم من شر الاعداء ويجعل عاقبة امركم الى خير ويعذب عدوكم بانواع العذاب ويعوضكم عن هذه البلية بانواع النعم والكرامة فلا تشكوا ولا تقولوا بالسنتكم ما ينقص عن قدركم۔

الخطبة المنسوبة اليه الّتي قال فيها

ايه يا متنحلة دين الاسلام ويا اتباع شر الانام، هذا آخر مقام قرع به اسماعكم واحتج به عليكم زعمتم انكم بعد قتلي تتنعمون في دنياكم وتستظلون قصوركم هيهات هيهات، ستحاطون عن قريب بما ترتعد به فرائصكم وترجف منه افئدتكم حتى لا يؤيكم مكان ولا يظلكم امان، وحتى تكونوا اذل من فرام الامة، وكيف لا تكونوا كذلك وقد اليتم على انفسكم ان تسفكوا دم رسول الله ص و تقتلوا ذريته و تظماؤا

کہ خدا تمھارا مددگار اور محافظ ہے اور وہ عنقریب تمھیں دشمنوں کے شر سے نجات دے گا اور تمھارا انجام کار بخیر کرے گا اور تمھارے دشمنوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور اس مصیبت کے بدلے میں تمھیں قسم قسم کی نعمتیں اور عزت و شرف بخشے گا لہٰذا حرف شکایت زبان پر نہ آئے اور نہ کوئی ایسی بات دہن سے نکلے جو تمھاری قدر و منزلت گھٹانے کی باعث ہو۔

ایک اور خطبہ جو آپ کی طرف منسوب ہے

جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں

اے دین اسلام کی طرف اپنے کو جھوٹی نسبت دینے والو! اے بدترین خلائق کے پیرو! یہ آخری موقع ہے کہ میں تمھیں متنبہ کرتا ہوں اور تم سے احتجاج کرتا ہوں تم سمجھتے ہو کہ مجھے قتل کرنے کے بعد تم دنیا میں نعمتوں سے لذت اندوز ہو گے۔ اپنے محلات میں مقیم ہو گے۔ ناممکن ہے، ناممکن ہے۔ عنقریب تم ایسے آفتوں میں گھر جاؤ گے جس سے تمھارے جوڑ بند کانپنے لگیں گے۔ تمھارے دل تھرا اٹھیں گے یہاں تک کہ تمھیں کہیں پناہ نہ ملے گی نہ کہیں ٹھکانا نصیب ہو گا۔ اور یہاں تک کہ تم امت کے ذلیل ترین لوگوں میں سے ہو جاؤ گے اور کیوں نہیں تم ویسے ہو گے جب تم نے جی میں قسم کھائی ہے کہ پیغمبر کا خون بہاؤ گے، ان کی اولاد کو قتل کرو گے، ان کے بچوں کو پیاس سے تڑپاؤ گے اور ان کی عورتوں کو قیدی بناؤ گے۔ میں نے تمھارے سامنے تین باتیں پیش کیں کہ کسی ایک کو پسند کر لو مگر تم نے ایک بھی نہ مانی اور اپنی طاقت و کثرت کے گھمنڈ میں رہ گئے۔ بھلا

صبيته وتوسر والسوأته ولقد خيرتكم بين خلال ثلاث فابيتم، ومنتكم شوكتكم ان انقاد لطاغيتكم الملحد معاذ الله نفوس ابية وانوف حمية تقعد نا عن الدنية وتنهض بنا فى الغزالى ورود حياض المنية وما اشوقنى الى اللحقوق بهذه الفتية واشار بيده الى مصارع الاحبة) والوفاء بعهدى لربى فخذوا حذركم ثم كيدونى جميعًا ولا تنظرون۔

تم الخطب وكلامه۔
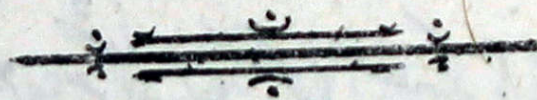
میں تمھارے بے دین پیشوا (یزید) کی اطاعت کروں؟ خدا کی پناہ! غیرت مند نفس اونچی ناک ذلیل باتوں کے پاس ہمیں پھٹکنے بھی نہیں دیتیں اور عزت کے ساتھ ہمیں موت کے گھاٹ تک جانے پر آمادہ کرتی ہیں (پھر آپ نے اپنے انصار کی لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) مجھے اپنے ان نوجوانوں سے جلد مل جانے اور اپنے معبود سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا کتنا اشتیاق ہے۔ تم سوچ سمجھ لو پھر سب مل کر مجھ پر دھاوا بول دو پھر مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو

+ + + + + +

+ + + + + +

باسمہ سبحانہ

البَابُ الثّانی

فی کُتُبِ مولانا السّبط الشّہید الحُسَین بن علی

کتابہ علیہ السّلام جوابا عن کتاب اھل البصرۃ الیہ یسئلونہ عن الصمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد۔ فلا تخوضوا فی القرآن ولا تجادلوا فیہ بغیر علم، فقد سمعت جدی رسول اللہ یقول من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوء مقعدہ من النار، وان اللہ قد فسر الصمد فقال اللہ الصمد، ثم فسرہ فقال لم یلد ولم یولد، ولم یکن لہ کفوا احد، لم یلد، لم یخرج منہ شیٔ کثیف کالولد وسائر الاشیاء الکثیفۃ التی تخرج

لہ توحید الصدوق۔

باسمہ سبحانہ

باب دوم

حضرتِ سیّد الشہداء کے مکتوبات

اہل بصرہ نے "صمد" کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ دیکھو قرآن میں دخل نہ دو، نہ بغیر علم کے اس میں بحث و مباحثہ کرو ۔ کیونکہ میں نے اپنے نانا پیغمبر خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص بغیر علم کے قرآن کے متعلق لب کشائی کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔"
خداوند عالم نے لفظ صمد کی خود تفسیر فرمادی ہے ۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے "اللہ الصمد" پھر اس لفظ صمد کی تفسیر اپنے بعد کے اس جملے سے فرمائی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد نہ تو اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے "لم یلد" کسی کو پیدا نہیں کرتا یعنی اس سے نہ تو کوئی ٹھوس چیز برآمد ہوتی ہے جیسے لڑکا لڑکی یا اور دیگر مادی چیزیں جو عموماً مخلوقات سے پیدا ہوتی رہتی ہیں، اور نہ کوئی لطیف چیز اس سے برآمد ہوتی ہے جیسے نفس اور نہ عارضی حالات اس میں

من المخلوقين، ولا شئ لطيف كالنفس، ولا يتشعب منه البدوات كالسنة، والنوم، والخطرة والهم، والحزن والبهجة والضحك والبكاء، والخوف والرجاء والرغبة والسأمة والجوع، والشبع، تعالى ان يخرج منه شئ وان يتولد منه شئ كثيف او لطيف، ولم يولد، ولم يتولد من شئ ولم يخرج من شئ. كما يخرج الاشياء الكثيفة من عناصرها، كالشئ من الشئ، والدابة من الدابة، والنبات من الارض، والماء من الينابيع والثمار من الاشجار ولا كما يخرج الاشياء اللطيفة من مراكزها، كالبصر من العين والسمع من الاذن والشم الانف والذوق من الفم، والكلام من اللسان والمعرفة والتميز من القلب وكالنار من الحجر، لا بل هو الله الصمد الذى لا من شئ ولا فى شئ ولا على شئ مبدع الاشياء وخالقها ومنشئ الاشياء بقدرته، يتلاشى ما خلق للفناء بمشيته ويبقى ما خلق للبقاء بعلمه فذالكم الله الصمد الذى لم يلد ولم يولد عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال ولم يكن له كفوا احد -

نمودار ہوتے ہیں جیسے اونگھنا، سونا، اندیشہ، تصور، رنج، غم، خوشی، ہنسنا، رونا، ڈر، امید، رغبت، تھکن بھوک کا ہونا، شکم سیر ہونا ——

خداوند عالم بزرگ و برتر ہے کہ اس سے کوئی چیز خارج ہو اور ٹھوس یا لطیف چیز اس سے متولد ہو "ولم یولد" یعنی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا کسی شے سے نکلا نہیں جیسے اور دیگر ٹھوس چیزیں اپنے عناصر سے متولد ہوتی ہیں جیسے چیز چیز سے، چوپایہ چوپائے سے، نبات زمین سے، پانی چشموں سے، پھل درختوں سے اور نہ اس طرح کسی چیز سے برآمد ہوا جس طرح لطیف چیزیں اپنے مرکزوں سے برآمد ہوتی ہیں جیسے نگاہ آنکھوں سے سماعت کانوں سے، سونگھنا ناک سے، چکھنا منھ سے، بات زبان سے، معرفت شناخت دل سے یا آگ پتھر سے۔ (خدا لطیف و کثیف کسی چیز سے متولد نہیں ہوا) بلکہ وہ اللہ الصمد ہے جو نہ تو کسی چیز سے ہے نہ کسی چیز میں ہے نہ کسی چیز پر ہے۔ اشیاء کا ایجاد کرنے والا اور ان کا خالق ہے۔ اپنی قدرت و اختیار سے چیزوں کو خلق کرتا ہے۔ جن چیزوں کو اس نے فنا ہو جانے کے لئے پیدا کیا ہے وہ اس کی مشیت سے نابود ہو جاتی ہیں اور جن چیزوں کو رہنے کے لئے پیدا کیا وہ اس کے علم کے سبب باقی رہتی ہیں۔ پس یہی تمھارا خدائے بے نیاز ہے جو نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے نہ کسی چیز سے پیدا ہوا، حاضر و غائب کا جاننے والا بزرگ و برتر ہے کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

(۲) کتابه علیه السلام جوابا لما کتب الیه الحسن البصری یسئله عن القدر

فاتبع ما شرحت لک فی القدر مما افضی الینا اهل البیت فانه من لم یؤمن بالقدر خیره و شره کفر، و من حمل المعاصی علی الله جل و عز فقد افتری علی الله افتراء عظیما ان الله تبارک وتعالی لا یطاع باکراه ولا یعصی بغلبة ولا یهمل العباد فی الهلکة لکنه المالک لما ملکهم والقادر لما علیه اقدرهم، فان ائتمروا بالطاعة لم یکن الله صادا عنها مبطئا، وان ائتمروا بالمعصیة فشاء ان یمن علیهم فیحول بینهم و بین ما ائتمروا به فعل وان لم یفعل، فلیس هو حملهم علیها قسرا ولا کلفهم جبرا بتمکینه ایاهم بعد اعذاره وانذاره لهم، واحتجاجه علیهم طوقهم و مکنهم وجعل لهم السبیل الی اخذ ما الیه دعاهم و ترک ما عنه نهاهم جعلهم مستطیعین لاخذ ما امرهم به من شئ غیر آخذیه، ولترک

سله تحفة الرضا۔

(۲) آپ کا مکتوب حسن بصری کے نام

انھوں نے قدر کے متعلق سوال کیا تھا اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

دیکھو پیروی کرو اس کی جو میں تمہیں قدر کے متعلق لکھتا ہوں اس علم سے جو ہم اہل بیت تک پہونچا ہے اس لئے کہ جو شخص اچھی اور بری ہر قسم کی تقدیر پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔ اور جو گناہوں کی ذمہ داری اللہ پر قرار دے اس نے خدا پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ خداوند عالم کی اطاعت زبردستی نہیں ہوتی اور نہ نافرمانی خدا کے مقابلہ میں غالب آنے کے بنا پر ہوتی ہے اور نہ وہ اپنی حکمت سے اپنے بندوں کو مطلق العنان چھوڑتا ہے بلکہ وہ مالک ہے اس کا بھی جسے اس نے ان کی ملکیت میں دیا ہے، اور قادر ہے اس پر بھی جسے اس نے ان کی قدرت میں رکھا ہے لہٰذا اگر وہ اس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہیں تو اللہ اس سے روکنے والا یا دیر کرنے والا نہ ہوگا اور اگر گناہ کرنا چاہیں تو اس وقت اگر وہ چاہے کہ اپنے احسان سے کچھ موانع پیدا کر کے ان کو ان کے ارادہ کئے ہوئے گناہ سے باز رکھے تو ایسا کر دیتا ہے لیکن اگر ایسا نہ کرے تب بھی ان کے گناہ کا باعث اور مجبور کرنے والا وہ نہ ہوگا۔ اور نہ یہ کہ اس نے زبردستی اس کا مرتکب کیا ہوگا بلکہ قدرت دینے کے ساتھ انھیں پورے طور پر اچھا برا بتانے اور حجت تمام کرنے کے بعد اس نے انھیں اپنے افعال پر طاقت دی ہے اور ان کے لئے راستہ کھلا رکھا ہے اس کا کہ اس عمل کو اختیار کریں جس کی طرف اس نے اپنی دعوت دی ہے اور اسے ترک کریں کہ جس سے اس نے انھیں منع کیا ہے انھیں پورے

ما نہاھم عنه من شیٔ غیر تارکیه والحمد لله الذی جعل عبادہ اقویاء لما امرھم به ینالون بتلک القوة وما نہاھم عنه وجعل العذر لمن لم یجعل له السبیل حمدا متصلاً فانا علیٰ ذلک اذھب وبه اقول والله وانا واصحابی ایضا علیه وله الحمد۔

(۳) کتابه علیه السلام جوابا لما کتب الیه معاویة یعیرہ فی تزویجه علیه السلام جاریة بعد ما اعتقها

امّا بعد۔ فقد بلغنی کتابک وتعییرک ایای بانی تزوجت مولاتی، وترکت اکفائی من قریش فلیس فوق رسول الله ص منتهی فی شرف، ولا غایة فی نسب، وانما کانت ملک یمینی خرجت عن یدی بامر التمست فیه ثواب الله ثم ارتجعتها علیٰ سنة نبیه ص وقد رفع الله بالاسلام الخسیسة ووضع عنا به النقیصة

۱؎ زھر الاداب قیروانی۔

طور پر قادر بنایا ہو اُن اعمال کے کرنے پر جن کا انھیں حکم دیا تھا، چاہے یہ انھیں بجالائیں اور ان چیزوں کے ترک پر جن سے انھیں منع کیا ہے چاہے یہ انھیں ترک کریں یا نہیں اور مسلسل و متصل حمد ہو بس اللہ کے لئے جس نے اپنے بندوں کو طاقت دے رکھی ہے اپنے احکام کی تعمیل پر اور اسی طاقت سے (جب چاہتے ہیں) وہ تعمیل کرتے ہیں اور احکام کی مخالفت پر بھی طاقت دی ہو اور جس کے لئے راستہ تعمیلِ احکام کا موجود ہی نہ ہو اُسے تو معذور قرار دیا ہے (وہ مکلف ہی نہیں ہے) یہی میرا مسلک ہے اور بخدا اسی کا میں قائل ہوں، اور ہیں اور میرے تمام اصحاب بحمد اللہ اسی پر قائم ہیں۔

(۶۰) آپ نے ایک کنیز کو آزاد کر کے اس سے عقد کر لیا تھا اس پر معاویہ نے اعتراض کرتے ہوئے آپ کو ایک خط لکھا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

تمہارا نوشتہ مجھے ملا جس میں تم نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے اپنی آزاد کردہ کنیز سے عقد کر لیا اور قریش میں سے کسی برابر کی لڑکی سے شادی نہ کی، تو ظاہر ہے رسول کی قرابت سے بڑھ کر (جو کہ مجھے حاصل ہے) نہ تو کوئی شرف ہے نہ اس کے برابر نسب کی کوئی منزل ہے۔ وہ پہلے میری کنیز تھی جسے میں نے ثواب خدا حاصل کرنے کے لئے آزاد کر کے اپنی ملکیت سے نکال دیا پھر میں نے پیغمبرؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے (عقد کر کے) اُسے اپنے پاس پلٹا لیا۔ خداوند عالم نے اسلام کے ذریعہ ہر پستی کو بلندی بخش دی ہے اور اسی اسلام کے ذریعہ ہم (مسلمانوں) سے ہر کمی کو دور کر دیا ہے۔ لہٰذا مرد مسلمان اسی وقت مستحق ملامت ہے

فلا لوم علی امرؤ مسلم الا فی امر ما ثم وانما اللوم
لوم الجاھلیۃ۔

(۳) کتابہ علیہ السلام فی الشؤون العامۃ جوابا عن کتاب معاویۃ الیہ

اما بعد۔ فقد بلغنی کتابک، تذکرہ فیہ انہ انتھت
الیک عنی امور، انت لی عنھا راغب، وانا بغیرھا
عندک جدیرو ان الحسنات لایھدی لھا، ولا یسدد
الیھا الا اللہ تعو اما ما ذکرت انہ رقی الیک عنی،
فانہ انما رقاہ الیک الملاقون المشاؤون بالنمیمۃ
المفرقون بین الجمع، وکذب الغاوون، ما اردت
لک حربا، ولا علیک خلافا، وانی لاخشی اللہ فی
ترک ذلک منک ومن الاعذار فیہ الیک، والی
اولیائک القاسطین الملحدین، حزب
الظلمۃ واولیاء الشیاطین الست القاتل حجر
بن عدی اخا کندہ واصحابہ المصلین العابدین،
کانوا ینکرون الظلم ویستفظعون البدع و
یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ولا

لہ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ

جب کہ اس سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو۔ ذلیل وگھٹیا اور بڑی کمینگی تو یہ ہے
کہ مسلمان ہو کر جاہلیت کی ذہنیت پر برقرار رہے۔

(۴) آپ کا مکتوب معاویہ کے جواب میں عام ملکی معاملات کے متعلق

مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ میرے متعلق تمہیں کچھ خبریں پہنچی
ہیں جنھیں تم میرے لئے ناپسند کرتے ہو اور اگر یہ باتیں مجھ سے ظہور میں نہ آتیں
تو تمہارے نزدیک زیادہ بہتر تھا حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ نیکیوں کی ہدایت
کرنے والا اور اپنی توفیق شامل حال کرنے والا صرف خداوند عالم ہے۔ اور تم نے
یہ جو لکھا ہے کہ تم تک میرے متعلق یہ باتیں پہونچی ہیں تو معلوم ہونا چاہیے
کہ یہ باتیں تم تک چغل خور، پھوٹ ڈالنے والے، جھوٹے، گمراہ لوگوں ہی نے پہنچائی
ہیں۔ میرا تم سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور نہ تم سے مخالفت کرنے
کا ابھی تک، قصد کیا ہے۔ اگرچہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے میں خدا سے ڈرتا
ہوں (کہ وہ مجھ سے جواب نہ طلب کرے) کہ میں نے تمہارے مقابلے میں
اور تمہارے ان ستمگار اور لا مذہب ساتھیوں کے مقابلے میں جو ظالموں کا جتھا
اور شیطانوں کے پیرو ہیں۔ پوری پوری امکانی کوشش کیوں نہ کی۔ کیا تم
حجر بن عدی کے جو قبیلۂ کندہ سے تھے اور ان کے عبادت گزار نمازی اصحاب
کے قاتل نہیں ہو۔ جو ظلم سے انکاری اور بدعتوں کے مخالف تھے، امر بالمعروف
کرتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے اور خدا کے بارے میں کسی ملامت

يخافون فی الله لومة لائم ثم قتلتهم ظلما و
عدوانا من بعد ما اعطيتهم الايمان المغلظة
والمواثيق الموكدة جراءة على الله واستخفافا
بعهده، اولست قاتل عمرو بن الحمق، صاحب
رسول الله العبد الصالح الذی ابلته العبادة
فنحل جسمه واصفر لونه فقتلته بعد ما امنته
واعطيته العهود ما لو فهمه العصم لنزلت
من رؤوس الجبال اولست بمدعی زياد بن سمية
المولود على فراش عبيد ثقيف فزعمت انه ابن
ابيك، وقد قال رسول الله الولد للفراش و
للعاهر الحجر، فتركت سنة رسول الله
تعمدا وتبعت هواك بغير هدای من الله ثم
سلطته على اهل الاسلام، يقتلهم و يقطع
ايديهم وارجلهم و يسمل اعينهم و يصلبهم
على جذوع النخل كانك لست من هذه الامة
وليسوا منك اولست قاتل الحضرميين الذين
كتب اليك فيهم زياد انهم على دين على
فكتبت اليه ان اقتل كل من كان على دين
على فقتلهم و مثل بهم بامرك و دين على هو

کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے پھر تم نے انھیں سخت قسم کے عہد و پیمان کرنے اور پختہ ترین وعدہ کرنے کے باوجود خدا پر جرارت کر کے اور اس کے عہد کو خفیف سمجھ کر محض از راہ ظلم وجور شہید کر دیا کیا تم عمرو بن حمق کے قاتل نہیں ، ہو جو رسول کے صحابی اور نیکوکار اللہ کے بندے تھے جنھیں عبادت نے اتنا لاغر کر دیا تھا کہ ان کا جسم کاہیدہ اور ان کا رنگ زرد ہو گیا تھا، تم نے انھیں امان دینے کے بعد ایسے سخت و شدید وعدہ کرنے کے بعد کہ اگر ایسے وعدے بز کوہی سے کیئے جائیں تو وہ بھی پہاڑ چھوڑ کر نیچے اتر آئے، قتل کیا کیا تم نے زیاد بن سمیہ کو جو ثقیف کے غلام کے گھر پیدا ہوا تھا۔ بھائی نہیں بنایا اور یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ تمھارے باپ کا بیٹا ہے حالانکہ پیغمبرؐ فرما چکے تھے کہ لڑکا شوہر کے لئے ہے اور زنا کار کے لئے سنگساری ہے۔ تم نے عمداً شریعت پیغمبر سے گریز کیا اور اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس میں خدا کی طرف سے تم بالکل ہدایت پر نہ تھے۔ پھر (اسی پر تم نے بس نہ کی بلکہ) اس زیاد کو تم نے مسلمانوں پر مسلّط کر دیا کہ وہ انھیں قتل کرے، ان کے ہاتھ پیر کاٹے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروائے اور درخت خرما پر پھانسی چڑھاوے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم اس امت سے ہو ہی نہیں، اور نہ یہ امت اسلام تم سے سروکار رکھتی ہے کیا تم نے حضرمی جماعت کو قتل نہیں کیا جس کے متعلق زیاد نے تمھیں لکھا تھا کہ وہ علیؑ کے دین پر ہیں تو تم نے زیاد کو لکھا کہ جو بھی علیؑ کے دین پر ہو اُسے قتل کر ڈالو۔ تمھارے حکم کی بنا پر اس نے سب کو قتل کر ڈالا، اور تمھارے حکم کی وجہ سے اس نے ان کا مثلہ کیا (ہاتھ پیر کاٹے

دین ابن عمه الذی اجلسک مجلسک الذی انت فیه
ولولا ذلک لکان شرفک و شرف آبائک
تجشم الرحلتین رحلة الشتاء والصیف ، و
قلت فیما قلت ، انظر لنفسک و لدینک ولامة
محمد افضل من ان اجاهدک فان فعلت
فانه قربة الی الله وان ترکته فانی
استغفر الله لدینی و اسئله توفیقه لارشاد
امری و قلت فیما قلت انی ان انکرتک تنکرنی و
ان اکدک تکدنی فکدنی ما بدالک ، فانی
ارجوان لا یضرنی کیدک ، وان لا یکون
علی احد اضر منه علی نفسک ، لانک
قد رکبت جهلک و تحرصت علی نقض
عهدک ، و لعمری ما وفیت بشرط و لقد
نقضت عهدک بقتل هؤلاء النفر الذین
قتلتهم بعد الصلح والایمان والعهود
والمواثیق فقتلتهم من غیر ان یکونوا
قاتلوا و قتلوا و لم تفعل بهم الا لذکرهم
فضلنا و تعظیمهم حقنا فقتلتهم مخافة
امر لعلک لو لم تقتلهم مت قبل ان

حالاں کہ علیؑ کا دین بعینہٖ محمد مصطفیٰؐ کا دین ہے، وہ محمد مصطفیٰؐ جن کی وجہ سے آج تم اس جگہ پر بیٹھے ہو، اگر وہ نہ ہوتے تو تمھاری اور تمھارے آبا و اجداد کی عزت بس پھیریاں لگاتی ہوتیں جاڑے کی پھیری اور گرمی کی پھیری اور تم نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ذرا اپنے اور اپنی مذہبی ذمہ داریوں کے متعلق خوب غور کریں اور میں نے خوب غور کیا تو اپنے لئے اور اپنے مذہبی مفاد اور امتِ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے لئے اس سے بہتر کچھ نظر نہیں آتا کہ جہاں تک ہوسکے میں تمھارا مقابلہ کروں اب اگر میں نے ایسا کیا تو میرے لئے رضائے الٰہی کا ذریعہ ہوگا اور اگر اسے ترک کیا تو پھر خدا سے مجھے اپنی مذہبی فرض کی بنا پر طالبِ مغفرت ہونا پڑے گا اور اسی سے میری درخواست ہے کہ وہ مجھے صحیح طریقہ کار کے اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے اور تم نے اپنے سلسلۂ کلام میں مجھے دھمکایا ہے کہ اگر میں تم سے مخالفت کروں گا تو تم بھی مجھ سے مخالف ہو جاؤ گے اور میں تمھارے مقابلے میں تدبیر کروں گا تو تم بھی تدبیر کرو گے۔ اچھا تو تم جو چاہو میرے خلاف تدبیر کرلو مجھے امید ہے کہ تمھاری تدبیروں سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور سب سے زیادہ ان کا نقصان خود تم ہی کو ہوگا۔ اس لئے کہ تم جہالت کی سواری پر سوار ہو اپنے عہد کے توڑنے کی فکر میں ہو اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ تم نے ایک شرط بھی پوری نہیں کی ہے۔ اور تم اپنا عہد توڑ چکے ہو ان لوگوں کو قتل کرکے جو تمھارے ساتھ مصالحت کر چکے تھے اور جن کے لئے امان دیے جانے کی قسمیں اور عہد و پیمان ہو چکے تھے تم نے انھیں قتل کر ڈالا بغیر اس کے کہ وہ جنگ کرتے اور کسی کو قتل کرتے اور تم نے یہ سلوک ان سے صرف اس جرم میں کیا کہ وہ ہمارے فضائل بیان کیا کرتے تھے

يفعلوا او ماتوا قبل ان يدركوا، فابشر يا معاوية بالقصاص واستيقن بالحساب، واعلم ان لله تعالیٰ كتابا لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصٰها، وليس الله بناس لاخذك بالظنة وقتلك اوليائه على التهم ونفيك اوليائه من دورهم الى دار الغربة واخذك للناس ببيعة ابنك غلام حدث يشرب الشراب ويلعب بالكلاب، ما اراك الا قد خسرت نفسك وتبرئت دينك وغششت رعيتك واخربت امانتك وسمعت مقالة السفيه الجاهل واخفت الورع التقى والسلام۔

(۵) کتابه لرجل من اهل الكوفة بعد ما كتب اليه

يا سيدى اخبرنى بخير الدنيا والآخرة

بسم الله الرحمٰن الرحيم

امّا بعد۔ فان من طلب رضى الله بسخط الناس

سلہ بحار الانوار جلد ۱۷

اور ہمارے حقوق کا احترام کرتے تھے تو تم نے انھیں قتل کر ڈالا صرف ایسے خطروں کے توہمات کی بنا پر جو اگر تم انھیں قتل نہ کرتے تو شاید تمھاری زندگی میں وہ خطرات پیش نہ آتے یا ممکن ہے کہ اس قسم کے اقدامات سے پہلے وہ ہی مر جاتے اب تمھیں مبارک ہو کہ ان کا قصاص تم سے ضرور لیا جائے گا اور تمھیں آخرت میں بازپرس کا یقین رکھنا چاہیئے۔ اور معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند عالم کی طرف سے ہر شخص کا ایک اعمال نامہ مرتب ہوتا رہتا ہے جس میں کوئی چھوٹا بڑا کام ایسا نہیں ہوتا جو درج نہ ہو۔ اور خدا فراموش نہیں کرے گا تمھارے ان افعال کو کہ تم نے لوگوں کو صرف بدگمانیوں کی بنا پر گرفتار کیا اور دوستانِ خدا کو بے بنیاد الزامات پر قتل کیا اور انھیں ان کے گھروں سے جلاوطن کر کے پردیس پہنچایا اور لوگوں کو اپنے اس گمراہ لڑکے کی بیعت پر مجبور کیا جو شراب خوار اور کتوں سے کھیلنے والا ہے۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ تم نے اپنے کو بڑے خسارے میں مبتلا کر رکھا ہے اور اپنے دین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور اپنی رعایا سے کھوٹ کی ہے اور اپنے امانت داروں کو رسوا کر دیا ہے اور جاہل احمقوں کی باتوں پر عمل کیا ہے اور متقی و پرہیزگار افراد کو خوف و دہشت میں مبتلا کیا ہے۔

(۵) اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ مولا مجھے دنیا و آخرت کی بھلائی بتایئے اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جو شخص لوگوں کو ناخوش کر کے خدا کی خوشنودی چاہے تو خداوند عالم اس کو لوگوں کی امداد سے بے نیاز کر دیگا اور جو خدا کو ناراض

کفاه اللہ امور الناس ومن طلب رضی الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس والسّلام ۔

(۶) کتابہؑ جواباً لما کتب الیہ رجل عظنی بحرفین فیہما خیر الدنیا والاٰخرۃ

من حاول امراً بمعصیۃ اللہ تعؔ کان افوت لما یرجو واسرع لمجئ ما یحذر ۔

(۷) کتابہؑ الی اخیہ الحسن فی موضوع اعطاء الشعراء

انت (اعلم منی خ ل) بان خیر المال ما وقی (ما صین خ ل) بہ العرض ۔

(۸) کتابہؑ عند توجہہ الی العراق وھو جوابؔ کتاب کتب الیہ عمرو بن سعیدؔ

اما بعد ۔ فانہ لم یشاقق اللہ ورسولہ من دعا الی اللہ

ؔ وکان کتاب عمرو بن سعید الیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من عمرو بن سعید الی الحسین بن علیؑ ۔ اما بعد فانی اسئال اللہ ان یصرفک

لہ بحار الانوار جلد ۱۰ ؔ تاریخ کبیر ابن عساکر ؔ مقتل خوارزمی

کر کے لوگوں کو خوش رکھنا چاہے خدا اُسے لوگوں ہی کے حوالے کر دے گا۔

(اور اپنی وتائید سلب کرے گا)

(۶) ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ ہمیں دو حرفوں سے نصیحت فرمائیے اور انھیں دونوں حرفوں میں دنیا و آخرت کی بھلائی آجائے

آپ نے تحریر فرمایا، جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے کوئی کام کرنا چاہے۔ تو جس چیز کے ملنے کی اُمید رکھتا ہے وہ نہ ملے گی اور جس چیز سے ڈرتا ہے (اور چاہتا ہے کہ اس کا سامنا نہ کرنا پڑے) وہ بہت جلد پیش آئے گی۔

آپ کا ایک خط امام حسنؑ کے نام جس میں آپ نے شعراء کو عطیہ و بخشش دینے کے متعلق تحریر فرمایا ہے

آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ مال وہی اچھا ہے جس سے آبرو کی حفاظت ہو۔

جب آپ عراق تشریف لے جا رہے تھے تو عمرو بن سعید نے ایک خط آپکو لکھا آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

جو شخص خدا کی طرف دعوت دے اور عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

عمرو بن سعید کے خط کا ترجمہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمرو بن سعید کی طرف سے حسینؑ ابن علیؑ کی خدمت میں، میں خداوند عالم سے دست بہ دعا ہوں کہ جس چیز میں آپکی ہلاکت ہے

(بقیہ صفحہ ۲۰۳ پر)

عزوجل وعمل صالحا، وقال اننی من المسلمین و قد
دعوت الی الامان والبر والصلة فخیر الامان امان الله
ولن یومن الله یوم القیامة من لم یخفه فی الدنیا فنسئل
الله مخافة فی الدنیا توجب لنا امانه یوم القیامة
فان کنت نویت بالکتاب صلتی وبری فجزیت خیرا
فی الدنیا والاخرة والسلام۔

(۹) کتابہ المحتوی علی وصیة لاخیہ محمد بن الحنفیة لما عزم علی المسیر الی العراق

بسم الله الرحمن الرحیم۔ هذا ما اوصی به
الحسین بن علی ابن ابی طالب الی اخیه محمد المعروف

(بقیہ صف۲) عما یوبقک وان یهدیک لما یرشدک بلغنی انک
قد توجهت الی العراق وانی اعیذک بالله من الشقاق فانی
اخاف علیک فیه الهلاک وقد بعثت الیک عبد الله
بن جعفر ویحیی بن سعید فاقبل الیّ معهما فان لک عندی
الامان والصلة والبر وحسن الجوار لک الله علی بذلک
شهید وکفیل و مراع ووکیل والسلام علیک۔

له ناسخ التواریخ۔

تو وہ خدا و رسول کا مخالف ہرگز سمجھا نہیں سکتا۔ تم نے مجھے امان، سلوک، صلۂ رحم کی طرف دعوت دی تو امان تو خدا ہی کی بہتر ہے، خدا قیامت کے دن ہرگز اس شخص کو امان نہ دے گا جو دنیا میں خدا سے ڈرتا نہ رہا۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اس سے ڈرتے رہیں تاکہ وہ بروز قیامت امان کا ہمیں مستحق سمجھے۔ رہ گیا یہ کہ اگر تم نے یہ خط لکھ کر صلۂ رحم اور میرے ساتھ نیکی کرنی چاہی ہے تو خدا تم کو دنیا و آخرت میں اس کی نیک جزا دے۔

(۹) آپ کا ایک نوشتہ جو آپ نے عراق کی روانگی کے وقت اپنے بھائی محمدؐ حنفیہ کو بطور وصیت نامہ تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔ یہ وصیت ہے حسینؑ بن علیؑ کی اپنے بھائی محمدؐ سے جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حسینؑ گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوا اس معبود حقیقی کے اور وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اسکے پاس سے حق باتیں لے کر آئے ہیں اور

(بقیہ صفحہ ۲۰۱) اس میں پڑنے سے آپ کو رد کرے اور جس بات میں آپ کی فلاح ہے اس کی آپ کو ہدایت کرے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ عراق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں خدا نہ کرے کہ آپ اختلاف و افتراق کا باعث بنیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اس صورت میں آپ ہلاک نہ ہو جائیں۔ میں آپ کی خدمت میں عبداللہ بن جعفر اور یحیی بن سعید کو بھیجتا ہوں ان کے ساتھ میرے پاس تشریف لائیے میرے یہاں آپ کو امان بھی حاصل رہے گا اور صلۂ رحم حسن سلوک اور اچھی ہمسائگی بھی، میں اپنے اس عہد پر خدا کو گواہ اور ضامن وکیل بناتا ہوں

یا بن الحنفیة ان الحسین اشهد ان لا اله الا الله وحدہٗ
لا شریک لہٗ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ جاء بالحق من
عندہ وان الجنة والنار حق وان الساعة اٰتیة لا ریب فیہا
وان الله یبعث من فی القبور، وانی لم اخرج اشرا ولا بطرا
ولا مفسدا ولا ظالما، وانما خرجت لطلب الاصلاح
فی امة جدی، وشیعة[1] ابی علی ابن ابی طالب، فمن قبلنی
بقبول الحق فالله اولی بالحق، ومن رد علی ھذا اصبر حتی
یقضی الله بینی وبین القوم بالحق وھو خیر الحاکمین و
ھذہ وصیتی لک اخی وما توفیقی الا بالله علیہ توکلت و
الیہ انیب، ثم طوی الکتاب وختمہ بخاتمہ ودفعہ الی اخیہ

(۱۰) کتابہٗ الی اھل المدینة

وقد وجھوا ابیاتا کانت لیزید ولم یعلموہ انھا منہ
فلما نظر الیھا علم انھا منہ کتب الیھم فی الجواب

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ فان کذبوک فقل لی عملی
ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ
مما تعملون۔

---

[1] مقتل خوارزمی۔

جنت و جہنم حق ہے۔ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خدا قبر کے مردے کو زندہ کرے گا۔ اور میں بڑا بننے، اکڑنے، فساد پھیلانے اور ظلم کرنے کے لئے نہیں نکل رہا ہوں بلکہ اپنے نانا کی امت اور اپنے والد بزرگوار کے شیعوں کی اصلاح کے ارادے سے نکلا ہوں۔ جو مجھے حق سمجھ کر قبول کرے گا تو خداوند عالم حق کا زیادہ سزاوار ہے (یعنی وہی اس کی حقیقی جزا دے گا) اور جو مجھے رد کر دے گا تو میں صبر کو راہ دوں گا۔ یہاں تک کہ خداوند عالم میرے اور اس جماعت کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے یہ میری وصیت ہے تم سے اے میرے بھائی! مجھے توفیق شامل حال ہونا خدا ہی کے ذریعے اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔" پھر آپ نے نوشتہ تہ کر کے اس پر انگوٹھی سے مہر کی اور اپنے بھائی کو دیدیا۔

(۱۰) آپ کا ایک مکتوب اہل مدینہ کے نام وہاں لوگوں نے چند اشعار آپ کی خدمت میں بھیجے جو حقیقت میں یزید کے تھے۔ لیکن ان لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ اشعار یزید کے ہیں۔ جب امام مظلومؑ نے ان اشعار پر نظر کی آپ سمجھ گئے کہ اشعار اسی کے ہیں پھر آپ نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ پس اگر وہ تمھاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ میرا عمل میرے لئے ہے، تمھارا عمل تمھارے لئے ہے جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو! اور جو تم کرتے ہو اس سے میں بری ہوں

―――

(۱۱) کتابہ الیٰ اشراف البصرۃ
یدعوھم الیٰ نصرتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من الحسین بن علیؑ الیٰ مالک بن مسمع والاحنف بن قیس، والمنذر بن جارود، ومسعود بن عمرو وقیس بن الھیثم سلام علیکم اما بعد فانی ادعوکم الیٰ احیاء معالم الحق واماتۃ البدع فان تجیبوا تھتدوا سبیل الرشاد۔

(۱۲) کتابہؑ الیٰ بنی ہاشم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من الحسین ابن علی الیٰ بنی ہاشم اما بعد فانہ من لحق بی منکم استشھد وا من تخلف عنی لم یبلغ الفتح۔

(۱۳) کتابہؑ الیٰ محمد بن الحنفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من الحسین بن علی الیٰ محمد بن علی ومن قبلہ من بنی ہاشم۔ اما بعد فکان الدنیا لم تکن، وکان الاٰخرۃ لم تزل۔

(۱۴) کتابہ الیٰ اھل البصرۃ
یدعوھم لنصرتہ (نسخۃ اخریٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من الحسین بن علی بن ابی طالب فان اللہ تعٰ

لہ دلہ وسہ ناسخ التواریخ ۵۴ تاریخ طبری

(۱۱) آپ کا مکتوب شرفائے بصرہ کے نام
جس میں آپ نے انھیں اپنی مدد کے لئے بلایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے مالک بن مسمع، احنف بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو اور قیس بن ہیثم کی طرف تم پر میرا سلام ہو۔ میں تمھیں حق کے آثار زندہ کرنے اور بدعتوں کو مردہ کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر تم نے میری دعوت قبول کی تو فلاح و نیکی کے راستوں کی طرف ہدایت پاؤ گے۔

(۱۲) آپ کا نوشتہ بنی ہاشم کے نام

حسینؑ بن علی کی طرف سے بنی ہاشم کے نام۔ جو مجھ سے آملے گا وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوگا اور جو گریز کرے گا وہ کامرانی کو نہ پہونچے گا۔

(۱۳) آپ کا مکتوب محمدؐ بن حنفیہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین ابن علیؑ کی طرف سے محمد بن علی اور دیگر بنی ہاشم کی طرف۔ دنیا کو سمجھو کبھی تھی ہی نہیں اور آخرت کو سمجھو کہ ہمیشہ سے ہے

(۱۴) آپ کا مکتوب اہل بصرہ کے نام
جس میں آپ نے انھیں مدد کیلئے بلایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف سے۔

اصطفیٰ محمدؐ علی جمیع خلقه واکرمه بنبوته، وحباه برسالته، ثم قبضه الیه مکرما وقد نصح العباد و بلغ رسالات ربه وکان اهله واصفیائه احق بمقامه من بعده وقد تامر علینا قوم فسلمنا ورضینا کراهة للفتنة طلبا للعافیة وقد بعثت الیکم بکتابی هذا وانا ادعوکم الی کتاب الله وسنة نبیه، فان سمعتم قولی واتبعتم امری اهدیکم الی سبیل الرشاد والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

(۱۵) کتابه جوابا عن کتاب کتبه الیه ابن عمه عبد الله بن جعفر الطیار

اما بعد۔ فان کتابك ورد علی فقرأته و

عه وکان کتاب عبد الله بن جعفر الطیار۔ بسم الله الرحمن الرحیم للحسین بن علی من عبد الله بن جعفر اما بعد فانی انشدك الله ان تخرج من مکة فانی خائف علیك من هذا الامر الذی قد ازمعت علیه ان یکون فیه هلاکك واستئصال اهل بیتك، فانك ان قتلت خفت ان یطفأ نور الله، فانت علم المهتدین ورجاء المومنین فلا تعجل بالمسیر الی العراق فانی آخذ لك الامان من یزید ومن جمیع بنی امیه لنفسك ولمالك وولادك والسلام

سه مقتل خوارزمی۔

خداوند عالم نے محمد مصطفےٰ کو اپنی تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا اور نبی بنا کر انھیں معزز بنایا اور انھیں رسالت بخشی عزت و احترام کے ساتھ انھیں اپنے پاس بلا لیا محمد مصطفےٰ نے بندوں کی خیر خواہی کی۔ خدا کے پیام ان تک پہنچائے اور ان کے بعد ان کے اہلبیت اور ان کے پیارے ان کی جانشینی کے زیادہ حقدار ہیں۔ ایک قوم ہم پر زبردستی حکمراں بن بیٹھی۔ ہم نے ان سے جھگڑا نہیں کیا اور بظاہر راضی رہے۔ مسلمانوں میں شورش انگیزی کو ناپسند کرنے اور امن قائم رکھنے کے خیال سے اب میں یہ خط تمھیں بھیج رہا ہوں اور تمھیں کتاب خدا اور سنت پیغمبر کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم نے میری بات سنی اور میرا حکم مانا تو میں بھلائی کی راہ کی طرف تمھاری رہبری کروں گا

(۵۱) آپ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر طیار نے آپ کو ایک خط لکھا تھا اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

تمھارا خط مجھے ملا اور میں نے اُسے پڑھا اور تمھارا مطلب سمجھا سنو!

---

۵۱ عبداللہ بن جعفر طیار کے خط کا مفہوم یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین ابن علی کی خدمت میں عبداللہ بن جعفر کی طرف سے۔ میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مکہ سے تشریف نہ لے جائیں آپ نے جس بات کا قصد کیا ہے اس کے متعلق آپ کے بارے میں مجھے بہت زیادہ خوف لاحق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہلاک ہو جائیں اور آپ کے اہلبیت کی بربادی ہو۔ اگر آپ مقتول ہوئے تو ڈرتا ہوں کہ کہیں نور خدا نہ بجھ جائے آپ منارۂ ہدایت ہیں اور مومنین کی تمناؤں کا مرکز، لہذا عراق جانے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں یزید اور تمام بنی امیہ سے آپ کے لئے آپ کے مال و اسباب اہل و عیال کے لئے امان حاصل کر لوں گا۔ والسلام

فهمت ما فيه، اعلم انی قد رأیت جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی منامی فاخبرنی بامر انا ماض له کان لی الامر او علی، فواللہ یا ابن عم لو کنت فی حجر هامة من هوام الارض لاستخرجونی حتی یقتلوننی واللہ لیعتدن علی کما اعتدت الیهود فی یوم السبت والسلام۔

(۱۶) کتابہ الی مسلم بن عقیل جوابا عن کتابه الیه

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من الحسین ابن علی الی ابن عمه مسلم بن عقیل اما بعد۔ فقد خشیت ان لا یکون حملک علی الکتاب الی فی الاستعفاء

عه کتب الیه مسلم بن عقیل من المواضع المعروف بالمضیق مع قیس بن مسهر اما بعد فانی اقبلت من المدینة مع الدلیلین لی فحادا عن الطریق فضلا واشتد علیهما العطش فلم یلبثا ان ماتا واقبلنا حتی انتهینا الی الماء فلم ینج الا بحشاشة انفسنا وذلک الماء بمکان یدعی المضیق من بطن الخبتة وقد تطیرت من توجهی هذا فان رأیت اعفیتنا وبعثت غیری۔ والسلام۔

له ناسخ التواریخ۔

میں نے اپنے نانا پیغمبر خدا کو خواب میں دیکھا ہے انھوں نے مجھے ایسے کام کا حکم دیا ہے جسے میں بہرحال پورا کروں گا چاہے نتیجہ میرے موافق ہو یا مخالف۔

اے بھائی! خدا کی قسم اگر میں زمین کے کیڑوں مکوڑوں میں سے کسی کیڑے کے سوراخ میں بھی جا چھپوں تو یہ وہاں سے مجھے نکال لیں گے۔ بخدا میرے ساتھ اسی طرح زیادتی کریں گے جیسے یہودیوں نے ہفتے کے دن میں زیادتی کی تھی۔

(۱۶) جناب مسلم بن عقیل نے آپ کو ایک خط لکھا تھا ان کے خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف سے ان کے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کی طرف میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دل کی کمزوری ہی نے تمھیں یہ خط لکھنے پر آمادہ نہ کیا ہو جس میں تم نے معافی چاہی ہے اس طرف جانے سے

ے جناب مسلم نے ایک مقام سے جس کا نام مضیق (یعنی تنگ) مشہور ہے قیس بن مسہر کے ہاتھ یہ خط امام کو لکھا تھا۔ میں مدینہ سے دو رہبروں کے ساتھ نکلا دونوں راستہ سے بھٹک کر کھو گئے اور ان پر پیاس کا بیحد غلبہ ہوا اور وہ تھوڑی دیر میں مر گئے۔ ہم آگے بڑھے یہاں تک کہ ہم میں صرف رمقے جان باقی تھی جب ہم کسی طرح پانی تک پہونچے۔ وہ پانی جس جگہ پر ہے اس کا نام مضیق ہے جو جنت کے دامن میں ہے مجھے ان باتوں کا سامنا کرنے سے برا شگون محسوس ہوتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے معاف فرما دیں اور میری جگہ کسی اور کو بھیج دیں۔ والسلام

من التوجه الذی وجہتک الا الجبن، فامض لوجہک
الذی وجہتک یا بن العوام انی سمعت جدی رسول اللہ
یقول ما منا اہل البیت من تطیر ولا یتطیر بہ فاذا قرأت
کتابی فامض علی ما امرتک والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱۷) کتابہ الی اہل الکوفۃ عند توجہہ الی العراق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من الحسین بن علی الی اخوانہ من المؤمنین
والمسلمین سلام علیکم فانی احمد الیکم اللہ الذی
لا الہ الا ہو اما بعد فان کتاب مسلم بن عقیل جائنی
یخبرنی بحسن رایکم واجتماع ملأکم علی نصرنا
والطلب بحقنا فسئلت اللہ ان یحسن لنا الصنیع و
وان یثیبکم علی ذلک اعظم الاجر وقد شخصت الیکم
من مکۃ یوم الثلاثاء لثمان مضین من ذی الحجہ
یوم الترویۃ فاذا قدم الیکم رسولی فانکمشوا
فی امرکم وجدوا فانی قادم الیکم فی ایامی ھذہ
انشاء اللہ تعالیٰ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہ۔

ا؎ ناسخ التواریخ۔

جدھر میں نے تم کو روانہ کیا ہے لے میرے بھائی! میں نے جدھر تمھیں روانہ کیا ہے بلا تامل ادھر متوجہ رہو۔ میں نے اپنے نانا محمد مصطفےٰؐ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ہم اہلبیتؑ میں سے وہ نہیں جو بُرا شگون لے یا جس کے ذریعہ شگون لیا جائے لہذا جب میرا یہ خط تمھاری نظر سے گزرے تو جدھر کا میں نے حکم دیا ہے ادہر روانہ ہو جاؤ۔ تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

(۱۷) عراق جاتے ہوئے آپ نے اہل کوفہ کو یہ خط لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف سے برادران مومنین و مسلمین کی طرف۔ تم پر میرا سلام ہو۔ میں حمد و ستائش کرتا ہوں اس معبود برحق کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے مجھے مسلم ابن عقیل کا خط ملا جس میں انھوں نے تمھاری رائے کی عمدگی اور ہماری مدد اور ہمارے حق کی طلب پر تمھاری جماعتوں کے متفق ہونے کی خبر دی ہے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس بات پر تمھیں گراں قدر اجر بخشے میں مکہ سے منگل کے دن ۸ ذی الحجّہ بروز ترویہ تمھاری طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ لہذا جب میرا قاصد تمھارے پاس پہنچے تو اپنے کام میں تیزی سے مصروف ہو جاؤ۔ اور سرگرمی سے کوشش کرو۔ میں انھیں دنوں تمھارے پاس انشاءاللہ پہنچا جاتا ہوں تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

(۱۸) کتابہ جواباً عن کتاب اہل الکوفۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من الحسین بن علی الی الملاء من المسلمین والمومنین۔ اما بعد فان ھانیا وسعیدا قدما علی بکتبکم وکان آخر من قدم علی من رسلکم، وقد فہمت کل الذی اقتصصتم وذکرتم ومقالۃ اجلاءکم انہ لیس علینا امام فاقبل لعل اللہ ان یجمعنا بک علی الہدی وانا باعث الیکم اخی وابن عمی وثقتی من اہل بیتی فان کتب الی انہ قد اجمع رای اجلاءکم وذوی الحجی والفضل منکم علی مثل ما قدمت بہ رسلکم وقرأت فی کتبکم، فانی اقدم الیکم وشیکا انشاء اللہ تع فلعمری ما الامام الا الحاکم بالکتاب، القائم بالقسط والدائن بدین اللہ الحابس نفسہ علی ذات اللہ۔ والسلام۔

عہ وکان کتابھم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الی الحسین بن علی من شیعتہ من المومنین والمسلمین۔ اما بعد فحیھلا فان الناس من ینتظرونک ولا رای لھم فی غیرک فالعجل والسلام علیک۔

لہ ناسخ التواریخ۔

(۱۸) آپ کا نوشتہ اہل کوفہ کے نام انکے خط کے جواب[1] میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حسین ابن علی کی طرف سے مومنین و مسلمین کے گروہ کی طرف، ہانی و سعید میرے پاس تمہارے خطوط لے کر پہنچے۔ یہ دونوں تمہارے آخری قاصد ہیں جو میرے پاس آئے۔ تم نے جو باتیں بیان کی ہیں اور جن امور کا ذکر کیا ہے انھیں میں سمجھا۔ تمہارے معزز لوگوں کا یہ قول ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں جلد تشریف لائیے کہ خدا آپ کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب کرے۔ اب میں تمہاری طرف اپنے بھائی، چچا کے بیٹے اور اپنے اہل بیت میں بھروسے کے لایق شخص (مسلم بن عقیل) کو بھیجتا ہوں، اگر انھوں نے وہاں پہونچکر لکھا کہ تمہارے معزز افراد اور صاحبان عقل و خرد کی رائے بھی وہی ہے جو تمہارے قاصدوں نے آکر بیان کی ہے اور جیسے میں نے تمہارے خطوں میں پڑھا ہے تو میں جلد ہی تمہارے پاس پہونچ جاؤں گا میری زندگی کی قسم امام بس وہی ہے جو از روئے کتاب الٰہی فیصلہ کرنے والا انصاف قائم کرنے والا، خدا کے دین کا پابند اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا ہو۔ والسّلام

---

[1] اہل کوفہ کے خط کا مفہوم یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسینؑ ابن علی کی طرف سے ان کے مسلمان و مومن شیعوں کی طرف ۔۔ جلد تشریف لائیے کہ لوگ آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں اور آپ کے سوا کسی کے متعلق ان کی رائے نہیں جلدی کیجیے۔ آپ پر ہمارا اسلام ہو۔

(۱۹) کتابہ فی مسیرہ الی الکوفۃ الی حبیبؓ بن مظاہر

لما علم بقتل ابن عمہ وغدر اہل الکوفۃ بہ عقد اثنی عشر رایۃ فامر جمعا ان یحمل کل واحد رایۃ منہا وحملوا الرایات وبقیت رایۃ منہا فقال بعضہم سیدی تفضل علی بحملہا فجزاہ الحسینؑ خیرا و قال یاتی الیہا صاحبہا ثم کتب۔

"من الحسین بن علی ابن ابی طالب الی الرجل الفقیہ حبیب بن مظاہر" اما بعد یا حبیب فانت تعلم قرابتنا من رسول اللہؐ وانت اعرف بنا من غیرک وانت ذو شیمۃ وغیرۃ فلا تبخل علینا بنفسک یجازیک جدی رسول اللہؐ یوم القیامۃ۔

لہ اسرار الشہادہ۔

(۱۹) حبیب ابن مظاہر کے نام کوفے جاتے وقت آپ نے یہ خط لکھا

جب آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کی شہادت اور اہل کوفہ کے وفائی کی خبر ملی تو آپنے بارہ نشان تیار کئے اور چند افراد کو منتخب فرماکر حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک نشان اٹھالے۔ لوگوں نے نشان اٹھالئے۔ ایک نشان باقی بچ گیا بعض اصحاب نے عرض کی کہ اُسے اٹھانے کا ہمیں شرف عنایت فرمایئے آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اس کا اٹھانے والا آیا ہی چاہتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ نوشتہ لکھا۔

”حسین ابن علی ابن ابی طالب کی طرف سے مرد فقیہہ حبیب ابن مظاہر کے نام۔ اے حبیب تم بخوبی جانتے ہو کہ ہمیں رسول سے کیا قرابت ہے اور دوسروں کے بہ نسبت ہماری معرفت بھی تمھیں زیادہ ہے نیز تم غیرت و مروّت والے شخص ہو۔ لہذا اپنی جان ہم سے عزیز نہ رکھنا۔ اس کی جزا تمھیں ہمارے نانا پیغمبر خدا قیامت کے دن دیں گے۔

حصۂ سوم

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مختصر کلمات

الباب الثالث

فی القصار من کلمات الامام السبط الشہید الحسین
وفیہا حکمۃ ومواعظ ومحاسن اداب

(۱) قالؑ من عبد اللّٰہ حق عبادتہ اٰتاہ اللّٰہ فوق امانیہ وکفایتہ۔[1]

(۲) قالؑ من عرف حق ابویہ الافضل محمد وعلی واطاعہما حق طاعتہ قیل لہ تبحبح فی ای الجنان حیث شئت۔[2]

(۳) قالؑ ان قوما عبدوا اللّٰہ رغبۃ، فتلک عبادۃ التجار وان قوما عبدوا اللّٰہ رہبۃ فتلک عبادۃ العبید وان قوما عبدوا اللّٰہ شکرا فتلک عبادۃ الاحرار۔

قیل لہ کیف اصبحت یا ابا عبد اللّٰہ۔

[1] تفسیر العسکری [2] تحف العقول [3] بحار الانوار جلد ۱۷۔

باسمہٖ سبحانہ

باب سوم

امام مظلوم کے مختصر فقرے

جن میں حکمت کی باتیں بھی ہیں، مواعظ بھی اور اچھے آداب بھی

(۱) فرمایا حضرتؑ نے "جس نے خداوند عالم کی ٹھیک ٹھیک عبادت کی خداوند عالم اُسے اس کی تمناؤں سے زیادہ اور ضرورت سے فاضل عنایت فرمائیگا۔

(۲) فرمایا حضرتؑ نے "جس نے اپنے افضل واشرف دونوں (روحانی) باپ محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ کے حقوق پہچانے اور ان کی پوری پوری اطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں جہاں دل چاہے رہ۔

(۳) فرمایا حضرتؑ نے "ایک جماعت نے خدا کی عبادت ثواب کی اُمید میں کی یہ تاجروں کی سی عبادت ہے اور ایک جماعت نے عذاب کے خوف سے عبادت کی یہ غلاموں کی سی عبادت ہے اور ایک جماعت نے ازراہ شکر گذاری عبادت کی یہ البتہ آزاد اور شریف آدمیوں کی عبادت ہے۔ اور یہ تمام عبادتوں میں سب سے افضل ہے۔

(۴) آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی، تو آپ نے فرمایا۔ میں نے

(۴) فقالؑ اصبحت ولی رب فوقی والنار امامی، والموت یطلبنی، والحساب محدق بی، وانا مرتھن بعملی، لا اجد ما احب، ولا ادفع ما اکرہ، والامور بید غیری، فان شاء عذبنی وان شاء عفی عنی فای فقیرٍ افقر منی

(بحار الانوار جلد ۱۷)

(۵) وقالؑ لولا ثلاثة ما وضع ابن آدم راسہ لشئ الفقر والمرض والموت (نزھة الناظر فی تنبیه الخاطر)

(۶) وقالؑ من اتانا لم یعدم خصلة من اربع آیة محکمة و قضیة عادلة و اخا مستفادا ومجالسة العلماء۔ (کشف الغمہ)

(۷) وقالؑ لرجل اغتاب عنده رجلا یا ھذا کف عن الغیبة فانھا ادام کلاب النار۔

(۸) وقالؑ الاستدراج من الله سبحانه لعبده ان یسبغ علیه النعم ویسلبه الشکر۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۹) وقالؑ البخیل من بخل بالسلام۔

(۱۰) قال رجل أن المعروف اذا اسدی الی غیر اھله ضاع فقالؑ لیس کذلک، ولکن تکون الصنیعة

لـه د عـه و فـه بحار الانوار جلد ۱۷

اس طرح صبح کی کہ میرا پروردگار میرے فوق ہے اور آتش جہنم سامنے ہے اور موت میری طلب گار ہے ، اور حساب مجھ پر نگاہ جمائے ہے اور میں اپنے اعمال کا اسیر ہوں ، جو چاہتا ہوں وہ پاتا نہیں اور جس سے بیزار ہوں اس کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا اور کل امور کسی اور کے ہاتھ میں ہیں وہ چاہے تو مجھ پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو معاف کر دے ۔ لہذا اب کون نادار مجھ سے بڑھ کر نادار ہو سکتا ہے ۔

(۵) آپ نے فرمایا کہ "اگر تین چیزیں سانہ ہوتیں تو فرزند آدم کسی چیز کے آگے سر نہ جھکاتا ، ناداری ، بیماری اور موت ۔

(۶) آپ نے فرمایا "جو شخص ہمارے پاس آئے وہ چار باتوں میں سے کسی ایک بات سے محروم نہ رہے گا یا تو کسی محکم آیت کے معانی و مطالب کی تفسیر سے واقفیت حاصل کرے گا یا کسی عادلانہ فیصلے سے مطلع ہوگا یا اپنا کوئی بھائی پائے گا ۔ یا علماء کی ہم نشینی حاصل ہوگی ۔

(۷) آپ کی خدمت میں کسی نے کسی کی غیبت کی ، آپ نے ٹوکا کہ غیبت سے باز رہو کیونکہ غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے ۔

(۸) فرمایا آپ نے " خدا کا اپنے بندے کو ڈھیل دینا یہ ہے کہ نعمتوں سے نہال کر دے اور شکر کرنے کی توفیق چھین لے ۔"

(۹) فرمایا آپ نے " بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے ۔

(۱۰) ایک شخص نے کہا کہ جب نیکی نا اہل کے ساتھ کی جائے گی تو ضایع جائیگی آپ نے فرمایا " ایسا نہیں ۔ احسان بارش کی بڑی بوندوں کی طرح ہوتا

مثل وابل المطر فتصیب البر والفاجر (بحار الانوار جلد)

(۱۱) قال له رجل ابتداء کیف انت عافاک اللہ
فقال له السلام قبل الکلام عافاک
اللہ ثم قال لا تاذنوا لاحد حتی
یسلم .. ..

(۱۲) اتاہ رجل فسئله فقال ان المسئلة لا تصلح
الا فی غرم فادح او فقر مدقع او حمالة
مفظعة فقال الرجل ما جئت الا فی احدھن
فامر له بمائة دینار۔

وسئل عن معنی قول اللہ واما بنعمة ربک
فحدث۔

(۱۳) فقال امرہ ان یحدث بما انعم اللہ به
علیه فی دینه۔

(۱۴) وقال (لابنه علی) ایاک وظلم من لا یجد علیک
ناصرا الا اللہ جل وعز۔

جائه رجل من الانصار یرید ان یسئاله حاجة۔

(۱۵) فقال یا اخا الانصار صن وجهک من بذل
المسئلة وارفع حاجتک فی رقعة انت فیها

له و ۲له و ۳له و ۴له بحار الانوار جلد ۱۷

چاہیے جو ہر نیکو کار و بدکار کو پہنچتا ہو۔

(۱۱) ایک شخص نے بغیر سلام و دعا کے گفتگو کی ابتدا ہی یوں کی "کیسے ہیں آپ؟ خدا آپ کو تندرستی عنایت فرمائے" آپ نے فرمایا "بات سے پہلے سلام ہونا چاہیئے، خدا تمھیں بھی تندرستی عنایت فرمائے" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب تک کوئی سلام نہ کرے گفتگو کی اجازت نہ دو۔

(۱۲) ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ سوال کرنا تین ہی وقتوں میں مناسب ہے جب کہ شدید قرض ہو۔ یا جانکاہ ناداری ہو یا ناقابل برداشت بوجھ پیٹھ پر لدا ہو۔ اس شخص نے کہا میں ان تین باتوں ہی میں سے کسی ایک وجہ سے حاضر ہوا ہوں آپ نے سو دینار دیئے جانے کا حکم دیا۔

آپ سے واما بنعمۃ ربک فحدث (اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو) کے معنی پوچھے گئے۔

(۱۳) تو آپ نے فرمایا۔ خدا نے حکم دیا ہے کہ دین کی جو نعمت خدا نے بخشی ہے اسکا اظہار کرو

(۱۴) آپ نے اپنے فرزند علیؑ سے فرمایا "خبردار ایسے پر کبھی ظلم نہ کرنا جو تمھارے مقابلے میں خدا کے سوا کوئی دوسرا مددگار نہ رکھتا ہو"

انصار میں سے ایک شخص کسی حاجت براری کے لیے سوال کرنے آیا۔

(۱۵) تو آپ نے فرمایا اے انصاری بھائی سوال کی ذلت سے اپنے کو بچاؤ جو تمھاری حاجت ہو اسے رقعے میں لکھ کر دے دو۔ خدا نے چاہا تو تمھاری خوشی

ما سرك انشاء الله" فكتب اليه يا ابا عبد الله ان لفلان علی خمسمائة دينار وقد الح بی فكلمه ينظرنی الی ميسرة" فلما قرء الرقعة دخل الی منزله، فاخرج منها صرة فيها الف دينار وقال اما خمسمائة فاقض بها دينك، واما خمس مائة فاستعن بها علی دهرك، ولا ترفع حاجتك الا الی احد ثلثة، الی ذی دين اومروة اوحسب، اما ذوالدين فيصون دينه، واما ذوالمروة فانه يستحی لمروته، واما ذوالحسب فيعلم انك لم تكرم وجهك ان تبذل له فی حاجتك فهو يصون وجهك ان يردك بغير قضاء حاجتك

(بحار الانوار جلد ۱۷)

(۱۶) قال من دلائل علامات القبول الجلوس الی اهل العقول ومن علامات اسباب الجهل المماراة لغير اهل الكفر، ومن دلائل العالم انتقاده لحديثه وعلمه بحقائق الفنون۔

(۱۷) وقال ان المومن اتخذ الله عصمته، وقوله مرأته۔ فمرة ينظرفی نعت۔

---

۱۶ و ۱۷ بحار الانوار جلد ۱۷۔

ہی کی بات ہو گی۔" اس نے رقعہ لکھا "اے ابو عبداللہ فلاں شخص ۵۰۰ دینار پر قرض ہیں اور اب وہ مجھ سے شدید تقاضے کر رہا ہے آپ اس سے کہہ سن کر اسوقت تک مہلت دلا دیجئے جب تک اپنی رقم میں مہیا کر لوں۔" جب آپ نے یہ رقعہ پڑھا۔ گھر میں تشریف لے گئے اور ایک تھیلی لائے جسمیں ہزار دینار تھے اُسے دے کر فرمایا ۵۰۰ دینار سے تو تم اپنا قرضہ ادا کرو اور ۵۰۰ وقت ضرورت کام میں لاؤ اور دیکھو اپنی احتیاج تین شخصوں میں کسی ایک سے بیان کرو دیندار سے مروت والے سے یا حسب والے سے دیندار تو اسلئے کہ جب تم اس سے سوال کرو گے تو وہ دین کی حفاظت کے خیال سے تمھاری حاجت روائی کریگا اور مروّت والے سے اس لئے کہ وہ تمھاری حاجت پوری نہ کریگا تو اپنی مروّت کی وجہ سے شرمائے گا اور اونچے حسب والے سے اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ تم نے اپنی حاجت بیان کرنے میں اپنی آبرو عزیز نہ کی تو وہ بھی بغیر تمھاری حاجت پوری کئے تمھیں لوٹانے میں اپنی آبرو بچائے گا۔

(۱۶) مقبولیت کی علامتوں میں سے صاحبان عقل کی ہم نشینی ہے اور جہالت کی علامتوں میں سے کافروں کو چھوڑ کر خود اپنوں سے الجھتے رہنا ہے اور عالم کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کی جانچ پرتال کرے اور فنون کی حقیقتوں سے آگاہ ہو۔

(۱۷) مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق کرامت فرماتا ہے اور اس کی گفتار اسکے باطن کی آئینہ دار ہوتی ہے وہ کبھی مومنین کے

المؤمنین، وتارة ینظر فی وصف
المتجبرین فهو منه فی لطائف
ومن نفسه فی تعارف ومن
فطنته فی یقین، ومن قدسه علیٰ
تمکین۔

(۱۸) وقالؑ ایاک وما تعتذر منه فان المومن
لا یسیٔ ولا یعتذر والمنافق کل یوم
یسیٔ ویعتذر۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۱۹) وقالؑ سبعون حسنة تسع وستون للمبتدی
وواحد للراد۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۲۰) وقالؑ ان اللہ یعلم ان ما یبدی یزیل
لغیرہ، بانه لم یکتمه لغیرہ، یسیرہ
لو انصف النفس الخؤن لقصرت من سیرہ
ولکان ذٰلک منه ادنیٰ شرہ من
خیرہ۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۲۱) وقالؑ صاحب الحاجة لم یکرم وجهه عن
سوالک، فاکرم وجهک عن ردہ۔

(۲۲) وقالؑ من احبّنا للّٰه، وردنا نحن وایاہ
علیٰ نبیّنا هکذا اوضم اصبعیه ومن

اوصاف پر نظر کرتا ہے اور کبھی جبّار و سرکش لوگوں کے اوصاف پر غور کرتا ہے (تاکہ پہلی صفتوں سے اپنے کو آراستہ اور دوسری سے دور رکھے) اس طرح وہ ہمیشہ اپنی دل بستگیوں میں لگا رہتا ہے اور اپنے نفس ہی کی شناخت کرتا رہتا ہے اور اپنے خیالات میں یقین کے درجے پر اور اپنے تقدّس میں قرار و سکون کی منزل پر رہتا ہے۔

(۱۸) ایسے کام سے بچو جس میں عذر و معذرت کی ضرورت پیش آئے کیونکہ مومن نہ تو برائی کرتا ہے نہ معذرت کرنے کی اس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے اور منافق آئے دن برائی کرتا ہے اور پھر اس کی معذرت کرتا ہے۔

(۱۹) ستر نیکیاں ہوتی ہیں اُتنی اس کے لئے جو (کسی کارِ خیر کی) ابتدا کرے اور ایک اس کے لئے جو پھر اُسے دُھرائے۔

(۲۰) خدا خوب جانتا ہے کہ جو عمل ظاہر ہوا ہے وہ اس کے لئے ہے یا اس کے غیر کے لئے ہے اور اگر جانتا ہو کہ کسی نے صرف خوشنودی آلٰہی کے لئے اپنے کارِ خیر کو نظرِ خلق سے چھپایا ہے تو وہ اُسے نمایاں کر کے رہتا ہے اگر یہ بے ایمان نفس انصاف سے کام لے تو اپنی رفتار میں کمی کرے اور اُسکی شرارتوں کی کمی اُسے خیر سے نزدیک کرے۔

(۲۱) صاحب حاجت نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ کیا تو تم بھی اپنی آبرو کا خیال کرتے ہوئے اُسے محروم پلٹانے سے پرہیز کرو۔

(۲۲) جس نے ہمیں خوشنودیٔ خدا کے لئے محبوب رکھا تو ہم اور وہ نبی کے پاس یوں اکٹھا پہنچیں گے جیسے یہ دو انگلیاں (آپ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر بتایا

احبنا للدنیا فان الدنیا تسع البر والفاجر۔ (ابن عساکر جلد ۴ ص ۳۲۳)

(۲۳) وقالؑ من احجم عن الرای واعیت له الحیل کان الرفق مفتاحه۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۲۴) وقالؑ ما کفل لنا یتیما قطعته عنا محنتنا باستتارنا فواساه من علومنا التی سقطت الیه حتی ارشده وهداه الا قال اللہ تعالیٰ له یا ایها العبد الکریم المواسی، انا اولی بهذا الکرم اجعلوا له یا ملائکتی فی الجنان بعدد کل حرف علمه الف الف قصر وضموا الیها ما یلیق بها من سائر النعم۔ (تفسیر العسکری)

(۲۵) وقالؑ لولا التقیة ما عرف ولینا من عدونا ولولا معرفة حقوق الاخوان ما عرف من السیئات شیٔ الا عوقب علی جمیعها لکن اللہ عز وجل یقول، وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

قال له رجل یا ابن رسول اللہ انا من شیعتکم الخاص۔

(۲۶) فقالؑ یا عبد اللہ فاذا انت کابراهیم الخلیل الذی قال اللہ تعالیٰ "وان من شیعته لابراهیم"

اور جو ہمیں دنیا کے لئے محبوب رکھے گا۔ تو دنیا تو نیک اور بد سب ہی کو مل جاتی ہے۔

(۲۱) جو شخص رائے قائم نہ کرنے پائے اور راہ چارہ و تدبیر مسدود ہو جائے تو نرمی اُس کی کلید ہو گی۔

(۲۴) جو ہمارے کسی یتیم کی جسے ہماری غیبت پر مجبوری نے علم سے جدا کر دیا ہو اس طرح کفالت کرے کہ اُسے ہمارے ان علوم سے جو اُس تک پہنچے ہیں بہرہ مند بنائے یہاں تک کہ اس کی رہبری و ہدایت کرے تو خدائے تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ ہمدردی کرنے والے نیک مرد تجھ سے زیادہ فیاضی کرنیکا حق دار میں ہوں اے میرے فرشتو اس کے لئے بہشت میں ہر ایک حرف کی تعداد کے مطابق جس کی اس نے تعلیم دی ہے ہزار ہزار محل بنا دو اور ہر ایک قصر میں جو دوسری مناسب نعمتیں ہیں وہ سب بھی فراہم کر دو۔

(۲۵) اگر تقیہ کا فریضہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں امتیاز نہ ہوتا اور اگر بھائی بندوں کے حقوق کی شناخت نہ ہوتی تو کوئی خطا کسی سے ایسی سرزد نہ ہوتی جس کی اُسے سزا نہ ملے مگر خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ جو تمھیں مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمھارے ہاتھوں ہے اور بہت سی باتوں کو خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔

(۲۶) ایک شخص نے آپ سے کہا کہ فرزند رسولؐ میں آپ کے مخصوص شیعوں میں سے ہوں تو آپ نے فرمایا اب تم مثل خلیل خدا ابراہیم ہو جن کے متعلق خداوند عالم نے فرمایا ہے "یقیناً ان ہی شیعوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب وہ پروردگار

اذ جاء ربه بقلب سلیم، فان کان قلبک کقلبه فانت من شیعتنا وان لم یکن قلبک کقلبه فهو طاهر من الغش والغل فانت من محبینا، والا فانک ان عرفت انک بقولک کاذب فیه انک لمبتلی بفالج لا یفارقک الی الموت اوجذام لیکون کفارۃ لکذبک ھذا۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

قال له رجل یا بن رسول اللہ انا من شیعتکم۔

(۲۷) فقال اتق اللہ ولا تد عین شیئا یقول اللہ تعالیٰ لک کذبت وفجرت فی دعواک، ان من شیعتنا من سلمت قلوبہم من کل غش وغل ودغل، ولکن قل انا موالیکم ومحبیکم۔

قال له رجل عظنی یا بن رسول اللہ۔

(۲۸) فقال افعل خمسة اشیاء واذنب ما شئت فاول ذلک لا تاکل رزق اللہ واذنب ما شئت والثانی اخرج من ولایة اللہ واذنب ما شئت والثالث اطلب موضعا لا یراک اللہ واذنب ما شئت والرابع اذا جاء ملک الموت لیقبض روحک فادفعه عن نفسک واذنب

---

۲۷ بحار الانوار جلد ۱۷۔

کی طرف ایسا دل لئے ہوئے بڑھے جو ہر عیب سے پاک تھا، تو اگر تمھارا دل بھی انھیں کے دل کا ایسا ہو تو تم بھی ہمارے شیعوں میں سے ہو، اور اگر تمھارا دل ان کے دل کا ایسا نہیں مگر مکر و فریب اور کھوٹ سے پاک ہے تو تم ہمارے دوستداروں میں سے ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہیں اور تم نے یہ جان کر کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یہ فقرہ کہا تو تم پر فالج گرے جس میں مرتے دم تک مبتلا رہو گے یا کوڑھ ہو جائے گا۔ تاکہ تمھارے جھوٹ کا کفارہ ہو سکے۔

ایک اور شخص نے کہا فرزند رسولؐ میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں۔

(۲۷) آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اور کسی بات کا دعویٰ نہ کرو۔ خدا کا یہی حکم تمھارے لئے ہے تم اپنے دعوے میں جھوٹ بولے اور گنہگار ہوئے ہمارے شیعوں میں سے وہ ہیں جن کے دل کھوٹ، آمیزش فساد کی باتوں سے پاک صاف ہوں، ہاں یہ کہو کہ میں آپ کے دوستداروں اور ماننے والوں میں سے ہوں

ایک شخص نے کہا فرزند رسولؐ مجھے نصیحت فرمائیے۔

(۲۸) آپ نے فرمایا پانچ باتیں کرو۔ اس کے بعد جو چاہے گناہ کرو۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا کا رزق نہ کھاؤ اس کے بعد جو چاہو گناہ کرو۔ دوسرے یہ کہ خدا کی سلطنت سے نکل جاؤ اس کے بعد جو چاہو گناہ کرو۔ تیسرے یہ کہ ایسی جگہ تلاش کرو جہاں خدا تمھیں نہ دیکھے پھر جو گناہ چاہو کرو۔ چوتھے یہ کہ ملک الموت جب تمھاری روح قبض کرنے کے لئے آئیں تو انھیں اپنے نفس سے دور کر دو اور روح قبض نہ کرنے دو پھر جو چاہو گناہ کرو۔ پانچویں یہ کہ جب

ما شئت، والخامس اذا ادخلك مالك فى النار فلا تدخل واذنب ما شئت. (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۲۹) وقال الاخوان اربعة، فاخ لك وله واخ عليك ولا لك ولا له فسئل عن معنى ذالك فقال الاخ الذى هو لك وله، فهو الاخ الذى يطلب باخائه بقاء الاخاء ولا يطلب باخائه موت الاخاء فهذا لك وله لانه اذا تم الاخاء طابت حياتهما جميعا، واذا دخل الاخاء فى حال التناقض بطل جميعا، والاخ الذى هو لك فهو الاخ الذى قد خرج بنفسه عن حال الطمع الى حال الرغبة، فلم يطمع فى الدنيا، اذا رغب فى الاخاء فهو موفور عليك بكليته، والاخ الذى هو عليك فهو الاخ الذى يتربص بك الدوائر ويغشى السرائر، ويكذب عليك بين العشائر وينظر فى وجهك نظر الحاسد، فعليه لعنة الواحد، والاخ الذى لا لك ولا له، فهو الذى قد ملاه الله

مالک خازن جہنم تمھیں جہنم میں لے جائے تو جانے سے انکار کر دو اور پھر جو چاہو گناہ کرو۔

(۲۹) آپ نے فرمایا کہ بھائی چار طرح کے ہیں منجملہ ان کے ایک تو وہ جو تمھارے لئے بھی مفید اور اپنے لئے بھی مفید دوسرے وہ جو سراسر تمھارے لئے مضر نہ تمھارے لئے مفید نہ اپنے لئے مفید آپ سے اس کی تشریح چاہی گئی فرمایا وہ بھائی جو تمھارے اور اپنے دونوں کے لئے مفید ہے وہ بھائی ہے جس کا مقصد یہ ہو کہ اخوت ہمیشہ قائم رہے اور اس کا در پے نہ ہو کہ (اس کی خود غرضیوں کو دیکھ کر) برادری بالکل ختم ہی ہو جائے یہ وہ ہے جو تمھارے اور اپنے دونوں کے لئے مفید ہوگا اس لئے کہ جب برادری ایسی مکمل ہوگی تو دونوں کی زندگی خوشگوار ہوگی اور جب برادری کا یہ عالم ہو گیا کہ اختلاف طبیعت نے ضدم ضدا کی شکل اختیار کر لی تو دونوں طرف کے رشتے قطع ہو جائیں گے اور بھائی جو تمھارے ہی لئے مفید ہے وہ ہے جس نے ہر طرح کی لالچ کو خیر باد کہہ کر بس تمھاری رضا کے حصول کے لئے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور اس نے تمھاری برادری کے لئے دنیا کی لالچ دل سے نکال ہی دی ہے یہ وہ ہے جو بالکل تمھارا ہو گیا ہے اور وہ بھائی جو تمھارے لئے ضرر رساں ہے وہ ہے جو طرح طرح سے تمھیں نقصان پہنچانے کا در پے رہتا ہو، تمھارے رازوں کو افشا کرتا اور مجمعوں میں تم پر تہمت لگاتا اور تمھارے چہرے پر حسد کے ساتھ نظر کرتا ہو، یہ وہ ہے جس پر واحد حقیقی کی لعنت ہے اور وہ بھی جو نہ تمھارے لئے مفید ہے اور نہ اپنے لئے وہ ہے جس کی

حمقا، فابعده سحقا فتراه یوثر نفسه علیک و
یطلب شیئا مالدیک۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۳۰) وقالؑ لرجل ایما احب الیک، رجل یروم
قتل مسکین تنقذه من یده و ناصب
یرید اضلال مسکین مومن من ضعفاء
شیعتنا تفتح بما یمتنع المسکین منه به و
یفحمه و یکسره بحجج اللہ (قال بل انقاذ
هذا المومن المسکین من ید هذا الناصب،
ان اللہ تع یقول من احیاها فکانما احیا
الناس جمیعا ای من قبل ان یقتلهم بسیوف
الحدید)۔ (تفسیرالعسکری)

(۳۱) وقالؑ شرخصال الملوک الجبن عن الاعداء
والقسوة علی الضعفاء والبخل عن الاعطاء۔

(۳۲) وقالؑ لاتتکلف مالا تطیق، ولا تتعرض لمالاتدرک
ولاتعد بما تعجل بمالا تقدر علیه، ولا تنفق الا
بقدرما تستغید، ولا تطلب من الجزاء الا بقدر
ماصنعت، ولا تفرح الا بما نلت من طاعة اللہ
ولاتتناول الا ما رأیت نفسک له اهلا۔

۳۱ و ۳۲ بحارالانوار جلد ۱۷۔

باتیں حماقت سے بھری ہوتی ہیں تو خدا اُسے غارت کرے۔ وہ اپنے کو تم پر ترجیح دیتا ہے اور پھر تم سے نفع اٹھانے کا طلبگار بھی رہتا ہے۔

(۳۰) حضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ تمھیں کیا زیادہ محبوب ہے۔ ایک شخص کسی بےگناہ کے قتل کا ارادہ کئے ہو اور تم اُسے اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑا لو یا ایک دشمن اہلبیت ہمارے سادہ لوح شیعہ عوام میں سے کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہو اور تم اُسے ایسے دلائل بتا دو کہ وہ اس مخالف کو شکست دے دے (وہ خاموش رہا۔ خود حضرت نے فرمایا) اس بیچارے شیعہ کا چھڑانا اس مخالف مذہب کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ارشاد الٰہی ہے جو ایک نفس کو زندہ کرے اس نے گویا تمام نوع انسانی کو زندہ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ فولادی تلواروں سے قتل ہوگئے تھے (بلکہ گمراہ ہو رہے تھے ان کی ہدایت کی)

(۳۱) بادشاہوں کی بدترین خصلت دشمن کے مقابلے میں بزدلی، کمزوروں پر سختی اور داد و دہش سے بخل ہے۔

(۳۲) جس کام کو تم سنبھال نہیں سکتے اس کے لئے تم مشقت نہ اٹھاؤ اور جسے تم پا نہیں سکتے اس کے پیچھے نہ پڑو اور اپنے قابو کے کام سے آگے بڑھ کر ایسے کام پر اقدام نہ کرو جو قابو میں نہ ہو اور اتنا ہی خرچ کرو جتنے سے تم فائدہ حاصل کر سکو اور جتنا کرو اتنے ہی پر جزا طلب کرو اور خوش ہو، بس اس کام سے جو خدا کی اطاعت میں انجام دیا ہو۔ اور اسی پر ہاتھ ڈالو جسکے لائق اپنے کو سمجھو۔

(۳۳) قالؑ الامین امن، والبری جری، والخائف والمسیٔ مستوحش اذا وردت علی العاقل ملمة قمع الحزن بالحزم و قرع العقل للاحتیال۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۳۴) وقالؑ لا تصفن لسلک دواء فان نفعه لم یحمدک وان ضره اتهمک۔

وتذاکر عنده صلوات اللہ علیہ جماعة اعتذار عبد اللہ بن عمرو بن العاص من مشهده بصفین۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۳۵) فقالؑ رب ذنب احسن من الاعتذار الیه۔

(۳۶) وقالؑ مالک ان لم یکن لک کنت له فلا تبق علیه فانه لا یبقی علیک وکله قبل ان یاکلک۔

(۳۷) وقالؑ من قبل عطائک فقد اعانک علی الکرم۔

(۳۸) وقالؑ اللهم لا تستدرجنی بالاحسان و لا تودبنی بالبلاء۔

(۳۹) وقالؑ الصدق عز والکذب عجز، والسر امانة والجوار قرابة والمعونة صداقة والعمل تجربة والخلق الحسن عبادة والصمت زین، والشح فقر والسخاء غنی والرفق لب

ﷺ نزهة الناظر فی تنبیه الخاطر ؁۳ و؁ وﷺ بحار الانوار جلد ۱۷۔

(۳۳) امانتدار مطمئن، بے قصور، دلیر اور خائف و بدکار سراسیمہ ہوتا ہے جب مرد عقلمند پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو ہوشیاری سے کام لیکر رنج و غم پاس پھٹکنے نہیں دیتا اور عقل کو یکسوئی کے ساتھ راہ چارہ و تدبیر تلاش کرنے میں لگا دیتا ہے۔

(۳۴) کبھی بادشاہ کے سامنے کسی دوا کی تعریف نہ کرو کیونکہ اگر وہ دوا اُسے فائدہ پہنچائے گی تو بادشاہ تمہارا شکر گذار نہ ہوگا اور اگر نقصان کرے گی تو تمھیں متہم کرے گا۔

آپکے سامنے کچھ لوگوں نے عبداللہ بن عمرو عاص کے عذر بیان کرنیکا ذکر کیا جو وہ صفین میں امیر المومنینؑ کے ساتھ شریک نہ ہونے پر بیان کیا کرتے تھے

(۳۵) تو آپنے فرمایا بہت سے گناہ عذر گناہ سے بہتر ہوتے ہیں (عذر گناہ بدتر از گناہ)

(۳۶) تمھارا مال اگر تمھارے لئے نہ ہوگا تو تم اس کے لئے ہو اس پر ترس نہ کھاؤ، کیوں کہ وہ بھی تم پر ترس نہ کھائے گا۔ اور قبل اسکے کہ وہ مال تمھیں کھا جائے تم اُسے کھا ڈالو۔

(۳۷) جس نے تمھارا عطیہ قبول کیا۔ اس نے فیاضی میں تمھاری مدد کی۔

(۳۸) معبود میرے مجھ پر احسان کرکے مجھے ڈھیل نہ دے اور بلا ؤ مصیبت کے ذریعہ میری تادیب نہ کر۔

(۳۹) فرمایا آپنے سچائی عزت، جھوٹ، عاجزی، راز، امانت، ہمسائیگی رشتہ داری مددگاری، دوستی، عمل، تجربہ، اچھا خلق، عبادت، خاموشی، زینت کنجوسی، ناداری، سخاوت، مال داری اور نرمی، عقلمندی ہے

(۴۰) وقال للحسن البصری والحسن لا یعرفه یا شیخ هل ترضی لنفسك یوم بعثك قال لا قال فتحدث نفسك بترك مالا ترضاه لنفسك من نفسك یوم بعثك قال نعم بلا حقیقة قال فمن اغش لنفسه منك یوم بعثك و انت لا تحدث نفسك بترك مالا ترضاه لنفسك بحقیقته۔ (تاریخ یعقوبی)

(۴۱) وقال یوما لابن عباس لا تتکلمن فیما لا یعنیك فانی اخاف علیك الوزر و لا تتکلمن فیما لا یعنیك حتی تری للکلام موضعا، فرب متکلم قد تکلم بالحق فعیب، ولا تماریں حلیما ولا سفیها، فان الحلیم یقلبك، والسفیه یوذیك، ولا تقولن فی اخیك المومن اذا تواری عنك الا ما تحب ان یقول فیك اذا تواریت عنه واعمل عمل رجل یعلم انه ماخوذ بالاجرام مجزی بالاحسان، والسلام۔

(بحار الانوار جلد ۱۷)

(۴۰) آپ نے حسن بصری سے فرمایا۔ (اس وقت جب حسن آپ کو نہ پہچانتے تھے)

اے پیرمرد! تم اس دن کے لئے جب خدا کے سامنے لائے جاؤ اپنی موجودہ حالت پر اطمینان رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا ان افعال کے ترک کا ارادہ رکھتے ہو جن کی وجہ سے روز حشر و نشر کے لئے تم غیر مطمئن ہو۔ کہا ہاں۔ مگر حقیقی طور پر نہیں آپ نے فرمایا پھر تم سے زیادہ اپنے نفس کا بدخواہ کون ہو سکتا ہے کہ تم حقیقی طور پر ان اعمال کے ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جنھیں خود اپنے لئے باعث نقصان سمجھتے ہو

(۴۱) ایک دن آپ نے ابن عباس سے کہا بے مطلب کی باتوں میں لب کشائی نہ کرو۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں بوجھ تلے دب نہ جاؤ، فضول چیزوں کے متعلق گفتگو نہ کرو یہاں تک کہ گفتگو کا موقع و محل دیکھ لو۔ بہت سے بولنے والے ہوتے ہیں جو بولتے حق ہیں مگر پھر بھی (بے موقع بولنے کی وجہ سے) انھیں عیب لگایا جاتا ہے اور کسی مرد حلیم و بردبار یا بیوقوف و جاہل سے بحث و تکرار نہ کرو حلیم شخص تو حلم سے کام لیکر تمھیں کٹ دیگا اور بیوقوف شخص تمھیں اذیت پہنچائے گا اور جب کوئی برادر مومن تمھارے پاس موجود نہ ہو تو اس کے متعلق ایسی ہی بات بیان کرو جیسی بات تم اپنے متعلق اپنی عدم موجودگی میں کہی جانی پسند کرتے ہو (مطلب یہ ہے) کہ جس طرح تم یہ نہیں چاہتے کہ مجھے پیٹھ پیچھے کوئی برا کہے اسی طرح برادر مومن کو اس کے پیٹھ پیچھے برا نہ کہو اور اس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ اپنے جرموں کی وجہ سے گرفتار ہوگا اور اسے اپنی نیکیوں کی وجہ سے جزا دیجائے گی۔

(۴۲) وقالؑ موت فی عز خیر من حیاۃ فی ذل (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۴۳) قالؑ له رجل ان فیك كبراً، فقال كل الكبر لله وحده ولا یكون فی غیره قال الله تع فلله العزۃ ولرسوله وللمومنین۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۴۴) قالؑ دراسة العلم لقاح المعرفة، وطول التجارب زیادۃ فی العقل والشرف فی التقوی والقنوع راحة الابدان ومن احبك نهاك ومن ابغضك اغراك

(بحار الانوار جلد ۱۷، نزهة الناظر)

سئل علیه السلام لم افترض الله علی عبیده الصوم۔

(۴۵) فقالؑ لیجد الغنی مس الجوع فیعود بالفضل علی المساكین۔ (مناقب آل ابی طالب ابن شهر آشوب)

(۴۶) وقالؑ اذا سمعت احدا یتناول اعراض الناس فاجتهد ان لا یعرفك فان اشقی الاعراض به معارفه۔

(الحسین علی جلال مصری)

قیل له ما اعظم خوفك من ربك۔

(۴۷) فقالؑ لا یامن یوم القیامة الا من قد خاف الله فی الدنیا۔ (اعیان الشیعه)

سئل عن الجهاد سنة او فریضة۔

(۴۸) فقالؑ الجهاد علی اربعة اوجه، فجهادان

(۴۲) آپ نے فرمایا کہ عزّت کی موت ذلّت کی زندگی سے بہتر ہے۔

(۴۳) ایک شخص نے کہا کہ آپ میں تکبّر ہے۔ آپ نے فرمایا کبریائی تنہا خدائے وحدہ لاشریک کے لئے ہے اور اس کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ عزّت بس خدا اور رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے۔

(۴۴) علم کا سیکھنا معرفت کی پیداوار کا ذریعہ ہے اور طولانی تجربہ عقل کی زیادتی کا باعث ہے اور شرف کا تقویٰ میں انحصار ہے اور قناعت بدن کی راحت ہے جو تمھیں محبوب رکھے گا اور ناپسندیدہ باتوں سے تمھیں روکے گا۔ اور جو تمھارا دشمن ہوگا وہ اور اُبھارے گا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ خداوند عالم نے بندوں پر روزے کیوں واجب کیے۔

(۴۵) آپ نے فرمایا تاکہ مالدار بھی بھوک کا مزہ چکھیں اور پھر فقرا اور مساکین پر احسان کریں۔

(۴۶) جب تم کسی کے متعلق سنو کہ وہ لوگوں کی عزّت پر حملے کرتا ہے تو کوشش کرو کہ وہ تمھیں جانتے پہچانتے ہی نہ پائے کیونکہ ایسے شخص کے جان پہچان والے لوگوں ہی کی عزّت زیادہ رسوا ہوتی ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ خدا سے کتنا ڈرتے ہیں؟

(۴۷) تو آپ نے فرمایا جو خدا سے دنیا میں ڈرا ہو وہی بس قیامت کے دن امن واطمینان پا سکتا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ جہاد سنّت ہے یا فرض؟

(۴۸) تو آپ نے فرمایا کہ جہاد چار طرح کا ہوتا ہے، دو جہاد فرض ہیں اور ایک

فرض وجهاد سنة لا یقام الا مع ما فرض، وجهاد سنة، فاما احد الفرضین فجهاد الرجل نفسه عن معاصی الله وهو من اعظم الجهاد ومجاهدة الذین یلونکم من الکفار فرض واما الجهاد الذی هو سنة لا یقام الا مع ما فرض فان مجاهدة العدو فرض علیٰ جمیع الامة، لو ترکوا الجهاد لاتاهم العذاب، وهذا هو من عذاب الامة، وهو سنة علی الامام وحده، ان یاتی العدو مع الامة فیجاهدهم، واما الجهاد الذی هو سنة فکل سنة اقامها الرجل وجاهد فی اقامتها وبلوغها واحیائها فالعمل والسعی فیها من افضل الاعمال، لانها احیاء سنة وقد قال رسول الله ص من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الیٰ یوم القیامة من غیر ان ینقص من اجورهم شیئاً۔ (تحف العقول لابن شعبه)

سئله رجل فقال اخبرنی یا ابن رسول الله عن قول الله عزوجل "یوم ندعوا کل اناس بامامهم"

(۴۹) فقال امام دعی الی الله فاجابوه الیه، وامام دعی الی الضلالة فاجابوه

جہاد سنّت ہے مگر کسی نہ کسی فرض کے ساتھ وابستہ ہے اور ایک جہاد سنّت ہے۔ وہ جہاد جو فرض ہیں ان میں سے ایک انسان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے (نفس خدا کی نافرمانی اور معصیت کی طرف راغب ہو اور انسان نفس پر جبر کر کے معصیت سے باز لے ہے)۔ یہ جہاد تمام جہادوں سے افضل ہے۔ دوسرے کفّار حربی سے جہاد کرنا اور وہ جہاد جو سنت مگر فرض کی ادائیگی کے ساتھ وابستہ ہے وہ دشمن سے جنگ کرنا ہے جو جمیع امت پر فرض ہے اگر امت والے جہاد نہ کریں تو ان پر عذاب نازل ہو اور یہ تنہا امام کے لئے سنت ہے کہ وہ امت کے ساتھ خود بھی دشمن کے مقابلے میں آئے اور ان سے جنگ کرے اور جہاد جو سنت ہے اس سے مراد ہر وہ سنت ہے جس کی انسان پابندی کرے اس کے قائم کرنے، اسکے زندہ رکھنے میں جد و جہد کرے اس امر میں سعی افضل اعمال سے ہوگی کیونکہ یہ تو سنت کا زندہ کرنا ہے، حضرت رسول خدا فرماتے ہیں جو کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اسکو اس ایجاد کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ قیامت تک اسکے ایجاد کردہ طریقے پر عمل کریں گے انکے عمل کا بھی ثواب ملے گا اور پھر عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

ایک شخص نے آپ سے اس آیت کے معنی پوچھے۔

"جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے"

(۴۹) آپ نے فرمایا ایک امام تو وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا اور لوگوں نے ان کی آواز پر لبیک کہی ان کے بلانے پر آئے۔ اور ایک امام

الیہا ھٰؤلاء فی الجنۃ، وھٰؤلاء فی النار، وھو قول اللہ عزوجل "فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر" (ذکر الحسینؑ)

(۵۰) وقال یا ابن آدم انما انت ایام کلما مضی یوم، ذھب بعضک۔

(۵۱) وقال علیہ السلام کتب اللہ علی اربعۃ اشیاء علی العبادۃ والاشارۃ واللطائف والحقائق، فالعبادۃ للعوام والاشارۃ للخواص واللطائف للاولیاء و الحقائق للانبیاء علیھم السلام روی ان رجلا قال لہ اجلس حتی نتناظر فی الدین۔

(۵۲) فقالؑ یا ھذا انا بصیر بدینی مکشوف علی ھدای فان کنت جاھلا بدینک فاذھب فاطلبہ مالی وللمماراۃ، وان الشیطان لیوسوس للرجل ویناجیہ ویقول ناظر الناس فی الدین، لئلا یظنوا بک العجز والجھل، ثم المرء لا یخلو من اربعۃ اوجہ اما ان تتماری انت وصاحبک فیما تعلمان، فقد ترکتما بذالک النصیحۃ وطلبتما الفضیحۃ واضعتما

سنہ ارشاد دیلمی

۵۱؎ و ۵۲؎ جامع الصدوق ؒ۔

وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کو گمراہی کی طرف بلایا اور لوگ دوڑ پڑے، تو پہلے لوگ سب کے سب جنت میں جائیں گے اور دوسرے سب کے سب جہنم میں۔ یہی مطلب ہے خداوند عالم کے اس ارشاد کا "ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک جہنم میں۔"

(۵۰) اے فرزند آدم! تم دنوں کا مجموعہ ہو جو دن گذر گیا تمھارا ایک جزو کم ہوگیا۔

(۵۱) خداوند عالم نے چار باتیں فرض قرار دی ہیں، عبادت، اشارت، لطائف حقائق۔ عبادت عوام کے لئے فرض ہے۔ اشارت خواص کے لئے، لطائف اولیاء کے لئے اور حقائق انبیاء کے لئے۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ بیٹھئے ہم دین کے متعلق بحث و مباحثہ کریں۔

(۵۲) آپ نے فرمایا کہ میں اپنے دین کی معرفت تام رکھتا ہوں اور میرا راہ راست پر ہونا مجھ پر واضح ہے البتہ اگر تم اپنے دین سے ناواقف ہو تو جاؤ ڈھونڈو مجھے بحث و تکرار سے کیا سروکار۔ شیطان انسان کو وسوسے میں ڈالتا اور اس سے کانا پھوسی کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگوں سے دین کے متعلق مناظرہ کرو تاکہ لوگ تمھیں عاجز و جاہل نہ خیال کریں۔ پھر (دیکھو) بحث و تکرار چار صورتوں سے خالی نہیں یا تو تم اور تمھارا ساتھی ایسے امر کے متعلق بحث و مباحثہ کروگے جسے تم اور وہ دونوں جانتے ہو الیا کرکے تم نے خیر خواہی نہ کی اور رسوائی کے طالب ہوئے اور اپنے علم کو ضائع کیا، یا تم دونوں اس کے جاہل ہو تو اس صورت میں تمھاری بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے جہل کا اظہار کیا، اور از راہ جہالت جھگڑے۔ یا تم

ذلك العلم، او تجهلا نه فاظهرتما جهلا وخاصمتما جهلا واما تعلمه انت فظلمت صاحبك بطلب عثرته، او يعلمه صاحبك فتركت حرمته و لم تنزل منزلته، وهذا كله محال، فمن انصف و قبل الحق، و ترك المماراة فقد او ثق ايمانه، و احسن صحبة دينه وصان عقله۔

(۵۳) وقال ما من عبد قطرت عيناه فينا قطرة اودمعة الا بوأه الله بها فى الجنة حقنا له۔

(۵۴) وقال لا تامن الا من خاف الله تعالیٰ۔

(۵۵) وقال البكاء من خشية الله نجاة من النار۔

(۵۶) وقال بكاء العيون وخشية القلوب من رحمة الله۔

(۵۷) وقال من لم يكن لاحد عاتبا لم يعدم مع كل عاذر۔

(۵۸) وقال شكرك لنعمة سالفة يقتضى نعمة انفة۔

(۵۹) وقال القدرة تذهب الحفيظة المرء اعلم بشانه۔

(۶۰) وقال اصبر على ما تكره فيما يلزمك الحق

---

۵۵ و ۵۶ جامع الاخبار۔

۵۷ و ۵۸ و ۵۹ نزهة الناظر فى تنبيه الخاطر۔

اس امر کو جانتے ہو اور تمھارا ساتھی نہیں جانتا تو اس صورت میں بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی کمزوری ظاہر ہونیکی خواہش کرکے اس پر ظلم کیا، یا یہ کہ تم نہیں جانتے اور تمھارا ساتھی جانتا ہے تو اس صورت میں بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے ساتھی کا احترام نہیں کیا اور نہ اس کی منزلت برقرار رکھی کیونکہ تم جاہل تھے اور وہ عالم اور تم نے جاہل ہوتے ہوئے اس تکرار کی) یہ سب باتیں محال ہیں جس شخص نے انصاف سے کام لیا یا حق کو قبول کیا اور بحث و تکرار سے گریز کیا اس نے اپنے ایمان کو مضبوط کیا۔ اپنے دین کا اچھا ساتھ دیا اور اپنی عقل کی حفاظت کی۔

(۵۳) جس مومن کی آنکھ سے ایک قطرہ اشک یا ایک بوند آنسو کی نکلی ہمارا غم میں تو اس کے لئے ہمارا حق (خدا پر) یہ ہے کہ خداوند عالم اسے جنت میں جگہ دیگا

(۵۴) بس اسی شخص پر اطمینان کرو جو خوف خدا رکھتا ہو۔

(۵۵) خدا کے خوف سے رونا آتش جہنم سے نجات کا باعث ہے۔

(۵۶) آنکھوں کا رونا اور دلوں کا ڈرنا خدا کی رحمت سے ہے۔

(۵۷) جو کسی پر معترض ہوا اسے بھی غلطیوں پر دوسرے معاف کرتے نظر آئیں گے

(۵۸) تمھارا گزری ہوئی نعمت پر شکر گزار ہونا سبب ہوگا آئندہ نعمت پانیکا۔

(۵۹) اقتدار غیظ و غضب کو دیرپا بنا دیتا ہے۔ انسان اپنی حالت سے خود زیادہ واقف ہے۔

(۶۰) حق پروری کے تقاضے میں جو ناگوار صورتیں درپیش ہوا اس پر صبر کرو اور

واصبر عما تحب فيما يد عوك الى الهدى۔

(۶۱) قال ابان بن تغلب قال الامام الشهيدؑ من احبنا كان منا اهل البيت فقلت منكم اهل البيت؟ فقال منا اهل البيت حتى قالها ثلاثا، ثم قال اما سمعت قول العبد الصالح فمن تبعنى فانه منى۔

قيل مرالمنذر بن الجارود بالحسين فقال كيف اصبحت جعلنى الله فداك يا ابن رسول الله۔

(۶۲) فقال اصبحت العرب تعتد على العجم بان محمداً منها واصبحت العجم مقرة لها بذلك واصبحنا و اصبحت قريش يعرفون فضلنا ولا يرون ذلك لنا ومن البلاء على هذه الامة انا اذا دعوناهم لم يجيبونا واذا تركناهم لم يهتدوا بغيرنا۔

وفى رواية اخرى۔

(۶۳) انه اجتاز وهو يخطب، فقال ماندرى ماتنقم الناس منا انا لبيت الرحمة وشجرة النبوة ومعدن العلم۔

(۶۴) وقالؑ وقد مات ابن له، فلم

---

۶۱ و ۶۲ و ۶۳ نزهة الناظر فى تنبيه الخاطر ۶۴ الحسين سيد على بهلال بصرى

ہدایت کی راہ پر چلنے میں دلپسند باتوں کی جدائی کو برداشت کرو۔

(۶۱) ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ مظلوم کربلا نے فرمایا جو شخص ہمیں دوست رکھے گا وہ ہم اہلبیت میں سے ہوگا۔ میں نے عرض کی آپ اہلبیت میں سے؟ امام نے فرمایا۔ ہم اہلبیت میں سے، یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اس کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے عبد صالح کا قول نہیں سنا کہ جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے۔

منذر بن جارود کا آپ کی طرف گزر ہوا۔ انھوں نے پوچھا اے فرزند رسول آپ پر قربان جاؤں کیا حال ہے۔

آپنے فرمایا صورت حال یہ ہے کہ عرب والے عجم والوں پر فخر کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا ہم میں سے تھے اور عجم والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور ہمارا اور قریش والوں کا عالم یہ ہے کہ وہ ہمارے فضل و شرف کے معترف ہیں مگر ہمیں امام بنانے پر تیار نہیں اس امت کے لئے مصیبت یہ ہے کہ جب ہم انھیں بلاتے ہیں تو یہ ہماری سنتے نہیں اور اگر ہم انھیں چھوڑ دیتے ہیں تو بغیر ہمارے یہ ہدایت پا نہیں سکتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

(۶۳) کہ اخطب کا وفد گزرا تو آپنے فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم جو رحمت کے گھر والے نبوت کا شجر اور علم کی کان ہیں آخر ہم سے کس بات پر لوگ ناراض ہیں۔

(۶۴) آپکے ایک بچے کا انتقال ہو گیا مگر آپ پر رنج و غم کا کوئی اثر نہ دکھا گیا

یرکا بة علیه فغوتب ذلک) انا اهل بیت نسأل الله تع فیعطینا فاذا اراد ما نکره فیما یحب رضینا۔

دخل علیه رجل فسلم فرد الحسین ع قال یابن رسول الله مسئلة۔

(۶۵) فقال ع هات قال کم بین الایمان والیقین، قال اربع اصابع، قال کیف قال الایمان ما سمعناه، والیقین ما رأیناه، وبین السمع والبصر اربع اصابع قال فکم بین السماء والارض قال ع دعوة مستجابة قال فکم بین المشرق والمغرب قال ع مسیرة یوم للشمس، قال فما عز المرء قال استغناءه عن الناس، قال فما اقبح شئ قال ع الفسق فی الشیخ قبیح والحدة فی السلطان قبیحة والکذب فی ذی الحسب قبیح والبخل فی ذی الغنی والحرص فی العالم قال صدقت یابن رسول الله فاخبرنی عن عدد الائمة بعد رسول الله ص قال ع اثنی عشر عدد نقباء بنی اسرائیل قال

کفایة الاثر فی النصوص علی الائمة الاثنا عشر۔

اس پر لوگوں نے کچھ کہا سنا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہم اہلبیت خدا سے سوال کرتے ہیں تو وہ ہمیں عنایت فرماتا ہے اور جب وہ کسی ایسی بات کا ارادہ کرتا ہے جسے ہم ناپسند کرتے ہیں مگر اس کی مرضی اسی میں ہوتی ہے تو ہم بھی اس کی مرضی پر راضی ہو جاتے ہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور سلام کیا امام نے جواب سلام دیا۔ اس نے کہا مولا ایک سوال پوچھنا ہے۔

(۶۵) امام نے فرمایا پوچھو۔ اس نے کہا ایمان اور یقین میں کتنا فرق ہے؟ فرمایا چار انگل کا۔ کہا کیسے؟ فرمایا ہم جو کچھ سنیں وہ تو ہے ایمان اور جو کچھ دیکھیں وہ ہے یقین اور آنکھ اور کان کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہے اس نے کہا آسمان و زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا ایک مقبول دعا کا (یعنی مقبول دعا کے آسمان تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی) پوچھا مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا بس اتنا ہی کہ آفتاب ایک دن میں طے کر لیتا ہے پوچھا مرد کی عزت کیا ہے؟ فرمایا لوگوں سے بے نیاز رہنا پوچھا بدترین چیز کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا بدکاری بوڑھے کے لیے بدترین ہے، تیزی و تندی بادشاہ کے لئے بدترین ہے۔ جھوٹ صاحب کمال کے لئے بدترین ہے بخل مالدار کے لئے بدترین ہے لالچ عالم کیلئے بدترین ہے۔ اس نے کہا سچ فرمایا آپ نے اے فرزند رسول۔ اچھا مجھے بتائیے کہ بعد پیغمبر کتنے امام ہونگے۔ آپ نے فرمایا بارہ نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق اس نے کہا سب کے نام بتائیے۔ امام کچھ دیر سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آپ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا

فسمهم فاطرق ثم رفع راسه فقال نعم اخبرك یا اخا العرب ان الامام والخلیفة بعد رسول الله امیر المومنین علی ابن ابی طالب والحسن وانا وتسعة من ولدی منهم علی ابنی وبعده ابنه محمد و بعده ابنه جعفر وبعده موسٰی ابنه وبعده علی ابنه وبعده محمد ابنه وبعده علی ابنه و بعده الحسن ابنه وبعده الخلف المهدی هو التاسع من ولدی یقوم بالدین فی اخر الزمان ۔

قیل سئل امیر المومنین ابنه الحسین فقال یا بنی ما السؤدد ۔

(۶۶) فقال اصطناع العشیرة، واحتمال الجریرة، قال فما الغنی، قال قلة امانیك والرضا بما یکفیك قال فما الفقر قال الطمع وشدة القنوط قال فما اللوم قال احراز المرء نفسه واسلامه عرسه قال فما الخرق قال معاداتك امیرك ومن یقدر علی ضرك ونفعك ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ثم التفت الی الحارث الاعور فقال یا حرث علموا اولادکم هذه الحکم، فانها زیادة فی العقل

بحار الانوار جلد ۱۷

اچھا اے عرب کے رہنے والے میں تمھیں نام بھی بتاتا ہوں۔ پیغمبر کے بعد امام وخلیفہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ہیں، ان کے بعد حسنؑ ان کے بعد میں اور میرے بعد میری نسل سے نو افراد۔ میرے بیٹے علیؑ ان کے بعد علیؑ کے فرزند محمدؑ، ان کے بعد محمدؑ کے فرزند جعفرؑ، ان کے بعد جعفر کے فرزند موسٰیؑ، ان کے بعد ان کے فرزند علی رضا۔ ان کے بعد ان کے فرزند محمد، ان کے بعد ان کے فرزند علی ان کے بعد ان کے فرزند حسنؑ ان کے بعد مہدی۔ وہ میری نسل سے نویں فرزند ہوں گے جو آخر زمانہ میں دین کے حاکم ہوں گے۔

(۶۶) امیرالمومنین نے اپنے فرزند امام حسینؑ سے پوچھا بیٹا۔ اسرداری کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنا۔ اُن سے اگر کوئی خطا ہو جس کا انھیں تاوان دینا پڑے تو ان کی طرف سے تاوان ادا کر دینا امیرالمومنین نے پوچھا مال داری کیا ہے؟ کہا آرزوں کا کم ہونا اور بقدر ضرورت پر راضی رہنا۔ پوچھا محتاجی کیا ہے؟ کہا لالچ اور بیحد مایوسی پوچھا ذلّت کیا ہے؟ کہا انسان کا اپنی جان عزیز رکھنا اور زن مرید ہونا۔ پوچھا بے ڈھنگا پن کیا ہے؟ کہا اپنے حاکم اور اس سے جو اس کے نفع ونقصان پر قدرت رکھتا ہو دشمنی کرنا۔ اس کے بعد امیرالمومنین حارث اعور کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حارث یہ حکمت کی باتیں اپنے بچوں کو تعلیم دو کیونکہ یہ (یعنی امام حسینؑ کا کلام) عقل و دُور اندیشی اور سمجھ بوجھ میں زیادتی کا باعث ہے۔

والحزم والرائے (یعنی هذا الکلام)

قیل له ع من اعظم الناس قدرا۔

(۶۷) فقال من لم یبال الدنیا فی یدی من کانت۔

قال له رجل بنیت دارا احب ان تدخلها وتدعوا

الله فدخلها فنظر الیها۔ (جامع الاخبار)

(۶۸) ثم قال اخربت دارک وعمرت دار غیرک غرک من فی

الارض ومقتک من فی السماء۔ (مجموعه ورام)

(۶۹) وقال ع احذروا اکثرۃ الحلف فانه یحلف الرجل

لخلال اربع اما لمهانة یجدها فی نفسه تحثه

علی الضراعة الی تصدیق الناس واما لعی فی

المنطق، فیتخذ الایمان حشوا وصلة لکلامه

واما لتهمة عرفها من الناس له فیری انهم

لا یقبلون قوله الا بالیمین واما لارساله لسانه

من غیر تثبیت۔

(۷۰) وقال ع اذا کان یوم القیامة نادی منادی ایها

الناس من کان له علی الله اجر فلیقم فلا

یقوم الا اهل المعروف، وکان کثیرا ما

یتمثل ویقول۔ ؎

---

۶۹ نزهة الناظر فی تنبیه الخاطر ۷۰ ارشاد دیلمی

آپ سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں سے قدر و منزلت میں کون بڑھا ہوا ہے؟

(۶۷) آپ نے فرمایا وہ جسے اس کی پرواہ نہ ہو کہ دنیا کس کے ہاتھوں میں ہے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ میں نے ایک گھر بنایا ہے، چاہتا ہوں کہ آپ اس میں جلوہ فرما ہوتے اور دعا فرماتے۔

(۶۸) آپ تشریف لائے دیکھا بھالا پھر ارشاد فرمایا تو نے اپنے (اصلی) گھر کو ویران کیا اور دوسرے کے گھر کو آباد کیا زمین کے رہنے والے تو تمھاری عزت کریں گے (کہ بڑا اچھا گھر بنایا)، اور آسمان والا تمھیں ناپسند کرے گا۔

(۶۹) امام نے فرمایا زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو کیوں کہ انسان چار باتوں ہی کی وجہ سے قسم کھاتا ہے یا تو احساس کمتری کی وجہ سے جو اُسے آمادہ کرتا ہے کہ وہ قسم کھا کر لوگوں سے اپنے قول کی تصدیق کی التجا کرے۔ یا ٹھیک طرح بات کرنے کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے لہذا اپنی گفتگو کے بیچ بیچ بھرتی اور سخن تکیہ کے طور پر قسم کھاتا ہے یا متہم ہونے کی وجہ سے جانتا ہو کہ لوگ مجھے سچا نہیں سمجھتے اور جب تک میں قسم نہ کھاؤں میری بات تسلیم ہی نہ کریں گے، یا اپنی زبان کو بے لگام چھوڑ دینے کی وجہ سے قسم کھاتا ہے۔

(۷۰) آپ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی ندا کرے گا اے لوگو! تم میں سے جس کسی کا کوئی اجر خدا کے ذمے ہو وہ اٹھ کھڑا ہو یہ ندا سُن کر نیکی کرنے والے اٹھ کھڑے ہوں گے آپ اکثر یہ شعر بطور مثال پڑھا کرتے ؎

ہ اے خدا جسے دنیا کی لذتیں حاصل ہیں ان لذتوں کو بقا نہیں

یا اهل لذات دنیا لا بقاء لها
ان اغترار بظل زائل حمق

(۷۱) وقالؑ الناس عبید الدنیا، والدین لعق علی السنتهم یحوطونه مادرت معایشهم فاذا محصوا بالبلاء قل الدیانون وهذا الکلام ما لا تصاب له قیمة ولا یقرن الیه کلام کفی به موعظة وحکمة وعبرة لناظر مفکر۔ (کشف الغمہ)

(۷۲) وقالؑ القران ظاهره انیق و باطنه عمیق۔

جاء رجل الی امیرالمومنین فقال اخبرنی ان کنت عالما عن الناس وعن اشباه الناس وعن النسناس قال امیرالمومنین یا حسین اجب الرجل۔

(۷۳) فقالؑ اما قولک اخبرنی عن الناس فنحن الناس ولذلک قال الله تبارک وتعالیٰ ذکره فی کتابه افیضوا من حیث افاض الناس رسول الله الذی افاض بالناس واما قولک اشباه الناس فهم شیعتنا وهم موالینا وهم منا ولذلک قال ابراهیم فمن تبعنی

۷۲ جامع الاخبار ۷۳ مرآة العروس شرح کافی۔

زائل ہو جانے والے سائے سے فریب کھانا حماقت ہے۔

(۷۱) آپ نے فرمایا لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین ان کی زبان پر چاٹ کی طرح ہے جب تک اس دین کے ذریعے سامان حیثیت ملتا رہتا ہے اس دین کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جب آزمائش میں پڑتے ہیں تو دیندار بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں اس کلام کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے اور یہ جملہ غور و فکر کرنے والے کو نصیحت، حکمت اور عبرت کے لئے کافی ہے)

(۷۲) قرآن کا ظاہر بہت ہی خوش نما اور باطن بیحد گہرا ہے۔

ایک شخص امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اگر آپ واقعی عالم ہیں تو ناس، اشباہ ناس اور نسناس کے متعلق مجھے بتائیے امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسین ؑ سے فرمایا کہ اس شخص کو جواب دو۔

(۷۳) امام حسین ؑ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے جو یہ کہا ہے کہ ناس (حقیقی انسان) کے متعلق مجھے بتائیے تو سنو! حقیقی انسان ہم ہیں اسی وجہ سے خداوند عالم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے "جہاں سے انسان چل کھڑے ہوں تم بھی چل کھڑے ہو رسول اللہ ہی تو وہ تھے جو لوگوں کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوئے اب رہ گیا تمہارا سوال اشباہ (یعنی) انسانوں سے ملتے ہوئے اشخاص کے متعلق تو وہ ہمارے دوستدار اور شیعہ ہیں اسی وجہ سے جناب ابراہیم ؑ نے کہا تھا۔ جس نے میرا اتباع کیا وہ مجھ سے ہے۔ رہ گئے نسناس تو وہ سواد اعظم ہیں یہ کہہ کر آپ نے لوگوں کی بھیڑ کی طرف اشارہ

فانہ منی واما قولک النسناس فھم السواد الاعظم ثم اشار الی جماعۃ الناس ثم قال ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا۔

(۷۴) وقال ان من حسن السوء ترکہ مالا یعنیہ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(ویروی ھذا عن النبیؐ ولا عجب ان وافق کلامہ جدہ اذ مستقاہ من بحر النبوۃ)

وتذاکروا العقل عند معاویۃ۔

(۷۵) فقال لا یکمل العقل الا باتباع الحق۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

فسئلہ رجل فقال یا اباعبداللہ متی یجب اعطاء[۲] الصبی

(۷۶) فقالؑ اذا استھل وجب عطاءہ ورزقہ۔

(۷۷) وقالؑ من عادانا فلرسول اللہؐ یعادی۔

(۷۸) وقالؑ ان جمیع ما طلعت علیہ الشمس فی مشارق الارض ومغاربھا، بحرھا وبرھا وسھلھا وجبلھا عند ولی من اولیاء اللہ واھل المعرفۃ بحق اللہ کفیئ الظلال ثم قال الاحر یدع ھذہ اللماظۃ لاھلھا یعنی الدنیا لانفسکم ثمن الا الجنۃ فلا تبیعوھا بغیرھا فانہ

۱؎ الحسین سید علی جلال مصری ؒ ۲؎ قواعد الدین جلد ۲ سید حسین عرب باغی

۳؎ نفثۃ المصدور شیخ عباس قمی۔

کیا، اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی "وہ چوپایوں کے ایسے ہیں بلکہ وہ اور بھی زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں"

۷۴) آپ نے فرمایا کہ انسان کی خوبی سے یہ بات ہے کہ وہ بے مطلب کی باتیں چھوڑ دے۔

(یہ فقرہ حضرت سرور کائنات سے بھی مروی ہے تعجب نہیں کہ توارد ہوا ہو۔ کیونکہ امام حسینؑ کی سیرابی بھی تو بحر نبوت ہی سے تھی۔

معاویہ کے پاس لوگوں نے عقل کا تذکرہ کیا۔

(۷۵) تو آپ نے فرمایا عقل اسی وقت کامل ہو گی کہ جب حق کی پیروی ہو۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا اے ابو عبداللہ بچے کو دنیا کب واجب ہے۔

(۷۶) آپ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہونے کے بعد بلند آواز سے رونے لگے تب اس کی عطا اور اس کا رزق واجب ہو گا۔

(۷۷) جس نے ہم سے عداوت کی اس نے پیغمبر خدا سے عداوت کی۔

(۷۸) آپ نے فرمایا آسمان جتنی چیزوں پر طلوع کرتا ہے شرق و غرب خشکی و تری ہموار و ناہموار زمین غرض کہ تمام چیزیں خدا کے اولیاء میں ہر دلی اور حق خدا کی معرفت رکھنے والے کے نزدیک یوں ہے جیسے سایہ دار چیز کا سایہ پھر آپ نے فرمایا شریف شخص اس دنیا کو دنیا والوں ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہے یہ نفوس کی کوئی چیز قیمت بن ہی نہیں سکتی سوا جنت کے لہذا جنت کے علاوہ اور کسی چیز کے بدلے اپنے نفوس کو نہ بیچو کیونکہ جو شخص خدا سے صرف دنیا لینے پر راضی ہو گیا وہ بہت ذلیل

من رضی من اللہ بالدنیا فقد رضی بالخسیس۔

خاتمۃ فی مواضیع مختلفۃ

(۷۹) قالؑ انا وبنی امیۃ تعادینا فی اللہ فنحن وھم کذلک الی یوم القیامۃ فجاء جبریل برایۃ الحق فرکزھا بین اظھرنا، وجاء ابلیس برایۃ الباطل فرکزھا بین اظھرھم وان اول قطرۃ سقطت علی وجہ الارض من دم المنافقین دم عثمان بن عفان۔ (بحار الانوار جلد ۱۰)

(۸۰) وقالؑ ان عثمان جیفۃ علی الصراط من اقام علیھا اقام علی اھل النار ومن جاوزہ جاوز الی الجنۃ۔ (بحار الانوار جلد ۸ صـ۳۴۳)

عن حبیب ابن مظاھر الاسدی انہ قال للحسینؑ ای شئ کنتم قبل ان یخلق اللہ عزوجل آدم۔

(۸۱) فقالؑ کنا اشباح نور ندور حول عرش الرحمن نعلم للملائکۃ التسبیح والتھلیل والتحمید۔

(۸۲) وقال ان ابابکر وعمر عمدا الی الامر وھو لنا کلہ فجعلا لنا فیہ سھما کسھم الجدۃ اما واللہ لیھم بھما انفسھما یوم یطلب الناس

لـہ اسماء العالم صـ۳۶۶ ۵۲ـہ بحار الانوار صـ۱۴۵

اور گھٹیا چیز پر راضی ہوا۔

خاتمہ۔ مختلف موضوعات پر آپ کے کلمات

(۷۹) آپ نے فرمایا ہم اور بنی اُمیہ خدا کے بارے میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ ہم اور وہ قیامت تک یوں ہی ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے جبرئیل حق کا علم لیکر آئے اور انھوں نے اُسے ہمارے درمیان نصب کر دیا اور شیطان باطل کا جھنڈا لے کر آیا اور اُسے بنی امیہ کے درمیان نصب کر دیا۔ پہلا قطرہ جو منافقین کے خون سے روئے زمین پر بہا ہے وہ عثمان کا خون ہے۔

(۸۰) آپ نے فرمایا کہ عثمان پل صراط پر ایک مردار ہے جو اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور اہل جہنم میں مقیم ہو گا اور جو اس پر سے گذر گیا وہ گزر کے جنت میں پہونچ جائے گا۔

جناب حبیب ابن مظاہر اسدی نے آپ سے پوچھا کہ جناب آدم کی خلقت کے قبل آپ کیا تھے؟

(۸۱) فرمایا ہم نور کے پیکر تھے عرش خدا کے گرد گھومتے تھے اور ملائکہ کو تسبیح و تہلیل و تحمید کی تعلیم دیتے تھے۔

(۸۲) ابوبکر و عمر نے امر خلافت کو اپنا لیا حالانکہ خلافت پوری کی پوری ہمارے لئے تھی۔ انھوں نے اس خلافت میں ہمارا اس طرح کا حصہ رکھا جیسا میراث میں دادی کا ہوا کرتا ہے۔ خدا کی قسم جن لوگ ہماری شفاعت

فیہ شفاعتنا۔

(۸۳) وقال ما اعلم احد اعلیٰ ملة ابراھیم الا نحن و شیعتنا و سائر الناس منها براء۔

عن نضر بن مالک قال قلت للحسین بن علی یا اباعبد اللہ حدثنی عن قول اللہ عز وجل ھذان خصمان اختصموا فی ربھم۔

(۸۴) فقال نحن وبنی امیة اختصمنا فی اللہ عزوجل قلنا صدق اللہ و قالوا کذب اللہ فنحن وایاھم الخصمان یوم القیامة۔

قال الحرث الاعور للحسین بن علی یابن رسول اللہ جعلنی اللہ فداک اخبرنی عن قول اللہ فی کتابه المبین والشمس وضحٰھا۔

(۸۵) فقال علیه السلام ویحک یاحارث محمد رسول اللہ قال قلت والقمر اذا تلٰھا قال ذالک امیرالمومنین علی ابن ابی طالب یتلو محمداً قال قلت والنھار اذا جلّٰھا قال ذالک القائم من آل محمد یملاء الارض عدلا و قسطا، واللیل اذا یغشٰھا

---

۸۳ بحار کنز الایمان ص۱۵۱ ۸۴ خصال الصدوق جلد ۱

کے طلبگار ہوں گے اس دن ان کے نفوس انھیں فکر و اندوہ میں ڈالیں گے

۸۳) آپ نے فرمایا میں تو ملتِ ابراہیمی پر کسی کو نہیں دیکھتا بس ہم اور ہمارے شیعہ ملت ابراہیمی پر ہیں اور تمام لوگ اس ملت ابراہیمی سے الگ ہیں

نضر بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؑ سے عرض کی کہ اے ابو عبداللہ قول خداوند عالم "یہ دونوں جھگڑالو ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا" کی تفسیر فرمایئے۔

۸۴) فرمایا ہم نے اور بنو امیہ نے اللہ کے بارے میں نزاع کی۔ ہم نے کہا "خدا نے سچ کہا ہے" اور بنو امیہ نے کہا "خدا نے جھوٹ کہا ہے" لہذا ہم اور بنی امیہ ہی قیامت کے دن دو جھگڑا کرنے والے ہوں گے۔

حارث اعور نے امام حسینؑ سے کہا۔ فرزند رسولؐ قربان جاؤں خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں "والشمس وضحٰہا" جو فرمایا ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

۸۵) تو آپ نے فرمایا وائے ہو تم پر اے حارث شمس سے مراد حضرت محمد مصطفٰے ہیں حارث کہتے ہیں میں نے پوچھا "والقمر اذا تلٰہا" (قسم ہے چاند کی جو سورج کے پیچھے چلتا ہے) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اس سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں جو آنحضرت کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ میں نے کہا "والنہار اذا جلٰہا" (قسم ہے دن کی جب اُسے روشن کیا) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اس سے مراد قائم آل محمدؐ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور "واللیل اذا یغشٰہا" (قسم ہے رات

بنو امیة ۔ (بحار الانوار ص جلد ۷)

(۸۶) وقال منا اثنا عشر مهدیا اولهم امیر المومنین
علی ابن ابی طالب و آخرهم التاسع من ولدی
وهو الامام القائم بالحق یحیی اللہ بہ
الارض بعد موتها و یظهر به الدین ویحق
الحق علی الدین کله ولو کره المشرکون،
له غیبة یرتد فیها اقوام و یثبت علی
الدین فیها آخرون فیوذون و یقال لهم
متی هذا الوعد ان کنتم صادقین ۔
اما ان الصابر فی غیبته علی الاذی والتکذیب
بمنزلة المجاهد بالسیف بین یدی
رسول اللہ ۔ (کمال الدین صدوق ص)

(۸۷) وقال فی التاسع من ولدی سنة من یوسف
وسنة من موسیٰ وهو قائمنا اهل البیت
یصلح اللہ تعالیٰ امرہ فی لیلة واحدة ۔

(۸۸) وقال قائم هذه الامة هو من ولدی وهو صاحب
الغیبة هو الذی یقسم میراثه وهو حیّ ۔
عن الحرث بن مغیرة النضری قال قلت لابی

ص و ص کمال الدین صدوق ص بهجة الابرار ص ۱۰۲

کی جب وہ دن کو ڈھک لے اسسے مراد بنو امیہ ہیں۔

(۸۶) آپ نے فرمایا ہم میں سے بارہ مہدی ہوں گے۔ اوّل ان کے امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور آخر ان کے مری نسل سے نواں فرزند ہمارا ہے اور وہ امام قائم بالحق ہیں خدا ان کے ذریعہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرے گا اور دین کو فتحیاب کرے گا اور تمام دینوں پر پورا پورا غلبہ عنایت فرمائے گا۔ چاہے مشرکوں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو انھیں غیبت ہوگی جس میں بہت سے گروہ مرتد ہو جائیں گے اور کچھ دوسرے گروہ دین پر باقی رہیں گے جن کو ستایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم سچے ہو تو (مہدی کے ظہور کا) وعدہ کب پورا ہوگا۔ جو شخص ان کے زمانہ غیبت میں اذیتوں پر جھٹلائے جانے پر صبر کرے گا تو اس کی قدر و منزلت اس شخص کی ایسی ہوگی جو تلوار لے کر نبی خدا کی معیت میں جہاد کرے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے نویں فرزند میں جناب یوسف کی سیرت بھی ہوگی اور جناب موسیٰ کا کردار بھی، وہ ہم اہلبیتؑ کے قائم ہیں خدا ان کے امور کو ایک رات میں ٹھیک کر دے گا۔

(۸۸) آپ نے فرمایا کہ اس امت کے قائم میری نسل سے ہوں گے، وہی صاحب غیبت ہیں۔ وہ وہی ہیں جن کی میراث ان کے جیتے جی ہی تقسیم ہو جائے گی۔

حرث بن مغیرہ نضری کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؑ سے پوچھا

عبداللہ الحسین بن علی بای شئ نعرف المھدی۔

(۸۹) فقالؑ بالسکینۃ والوقار، قلت وبای شئ قال بمعرفۃ الحلال والحرام وبحاجۃ الناس الیہ ولا یحتاج الیٰ احد۔ (عقد الدرر)

(۹۰) وقالؑ لا یکون الامر الذی تنتظرونہ (یعنی ظہور المھدی) حتی یبرء بعضکم من بعض و یشھد بعضکم علیٰ بعض و یلعن بعضکم بعضاً (قال الراوی فقلت ما فی ذٰلک الزمان من خیر فقال الخیر کلہ فی ذٰلک الزمان یخرج المھدی فیرفع ذٰلک۔

(عقد الدرر جمال الدین یوسف بن علی المقدسی)

(۹۱) وقالؑ لصاحب ھذا الامر غیبتان احدھما تطول حتی یقول بعضھم مات و بعضھم قتل و بعضھم ذھب ولا یطلع علیٰ امرہ الا الذی یلی امرہ۔ (عقد الدرر)

عن محمد بن الصامت قال قلت لابی عبداللہ الحسین بن علی اما من علامۃ بین یدی ھذا الامر یعنی ظہور المھدی فقالؑ بلیٰ قلت وما ھی۔

(۹۲) قالؑ ھلاک العباس، وخروج السفیانی، والخسف

ہم کن علامات کے ذریعے مہدی کو پہچانیں گے؟

(۸۹) آپ نے فرمایا سکون و وقار دیکھ کر میں نے کہا اور کس چیز سے؟ کہا حلال و حرام خدا کی معرفت کا حامل ہونا اور لوگوں کا ان کا محتاج ہونا، اور ان کا کسی کا محتاج نہ ہونا۔

(۹۰) آپ نے فرمایا کہ وہ بات نہیں ہونے کی جس کی راہ تم راہ دیکھ رہے ہو یعنی ظہور مہدی آخر الزماں) جب تک کہ تمھارے بعض بعض سے برأت نہ کریں، تمھارے بعض بعض کے خلاف گواہی نہ دیں اور تمھارے بعض بعض پر لعنت نہ بھیجنے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی تب تو اس زمانے میں کوئی بھلائی نہ ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ساری بھلائی تو اسی زمانے میں ہوگی، مہدی ظہور کریں گے اور ان سب باتوں کو برطرف کر دیں گے۔

(۹۱) آپ نے فرمایا کہ صاحب الامر کے لئے دو غیبتیں ہوں گی (ایک مختصر) اور ایک انتہائی طولانی کہ بعض کہیں گے کہ انتقال کر گئے، کوئی کہے گا قتل ہو گئے بعض کہیں گے کہ کہیں چلے گئے۔ ان کی حقیقت حال سے کوئی باخبر نہ ہوگا۔ سوا اس کے جو ان کے امور کا نگراں ہوگا۔

محمد بن صامت نے حضرت سے ظہور حضرت حجّت کی علامت کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت سی علامتیں ہیں۔

انھوں نے پوچھا وہ کیا؟

(۹۲) آپ نے فرمایا عباس کی ہلاکت اور سفیانی کا خروج اور بیداء (ایک مقام)

بالبیداء قلت جعلت فداک اخاف ان یطول هذا الامر، قالؑ انما هو کنظام الخرز یتبع بعضہ بعضا۔ (عقد الدرر)

(۹۳) وقالؑ اذا رأیتم نارا من المشرق ثلاثة ایام او سبعة فتوقعوا فرج آل محمدؐ انشاء اللہ ثم قال ینادی من السماء منادی باسم المهدی فیسمع من المشرق والمغرب حتی لا یبقی راقد الا استیقظ ولا قائم الا قعد ولا قاعد الا قام علی رجلیه فزعا فرحم اللہ من سمع ذلک الصوت فاجاب فان الصوت الاول صوت جبرئیل روح الامین۔

(۹۴) وقالؑ لو قام المهدی، لانکره الناس، لانه یرجع الیهم شابا وهم یظنونه شیخا کبیرا۔

(۹۵) وقالؑ اذا خرج المهدی لم یکن بینه وبین العرب وقریش الا السیف وما یستعجلون بخروج المهدی مالباسه والله اعلم الا الغلیظ ولا طعامه الا الشعیر وما هو الا والموت تحت ظل السیف،

عن عیسی الخشاب قال قلت للحسین بن علی انت صاحب هذا الامر۔

---

۹۴ و ۹۵ عقد الدرر

میں زمین کا دھنسنا۔ محمدؒ بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی تب تو بڑی دیر لگے گی۔ آپ نے فرمایا یہ علامات مثل پوتھ کی لڑی کے ہیں ایک کے بعد دوسرے دوسرے کے بعد تیسرے واقعات مسلسل ظہور میں آئیں گے۔

(۹۳) آپ نے فرمایا کہ جب تم مشرق کی طرف سے آگ تین دن یا سات دن تک روشن ہوتے دیکھنا تو کشائش آلِ محمدؐ (ظہور حضرت حجت) کے متوقع رہنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک منادی مہدی کا نام لے کر پکارے گا اور وہ آواز مشرق و مغرب سے سنی جائے گی وہ آواز ایسی ہوگی کہ سوتا ہوا شخص بیدار، اور کھڑا ہوا بیٹھ جائے گا اور بیٹھا ہوا خوف کے مارے اٹھ کھڑا ہوگا پس خدا رحمت نازل کرے گا۔ اس پر جو اس آواز کو سنے اور سن کر لبیک کہے کیونکہ پہلی آواز جبرئیل روح الامین کی ہوگی۔

(۹۴) آپ نے فرمایا کہ جس وقت مہدی ظہور فرمائیں گے تو لوگ انھیں پہچانیں گے نہیں کیونکہ لوگ انھیں بوڑھا سمجھ رہے ہوں گے اور وہ نوجوانی کے عالم میں ان کے پاس آئیں گے۔

(۹۵) آپ نے فرمایا کہ جس وقت مہدی ظہور فرمائیں گے تو ان کے اور عرب قریش کے درمیان بس تلوار ہی رہے گی (اسی لئے) یہ ان کا جلد ظاہر ہونا نہیں چاہتے۔ خدا بہتر جانتا ہے ان کا لباس موٹا ہی ہوگا اور ان کی غذا جو ہوگی اور نہیں ہوں گے لیکن موت تلوار کے سایہ تلے۔

عیسیٰ خشاب کہتے ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ہی صاحب الامر ہیں؟

(۹۶) قالؑ لا ولکن صاحب ہذا الامر الطرید الشرید الموتور بابیہ المکنی بعمہ یضع سیفہ علیٰ عاتقہ ثمانیۃ اشہر۔ (بحار الانوار جلد ۳)

مرؑ علیہ السلام علیٰ حلقۃ من بنی امیۃ وہم جلوس فی مسجد الرسول صلعم۔

(۹۷) فقالؑ اما واللہ لا یذہب الدنیا حتی یبعث اللہ منی رجلا یقتل منکم الفا ومع الالف الفا ومع الالف الفا فقلت جعلت فداک ان ہؤلاء اولاد کذا وکذا لا یبلغون ہذا، فقال ویحک ان فی ذلک الزمان یکون الرجل من صلبہ کذا وکذا رجلا وان مولی القوم من انفسہم۔

(غیبۃ الطوسی)

(۹۸) وقالؑ للمہدی خمس علامات، السفیانی، والیمانی والصیحۃ من السماء والخسف بالبیداء وقتل النفس الزکیۃ۔ (عقد الدرر)

(۹۹) وقالؑ یملک المہدی تسعۃ عشر واشہر۔

عن بشر بن غالب الاسدی قال قال لی الحسینؑ

(۱۰۰) یا بشر ما بقاء قریش اذا قدم القائم منہم

ؔ۹۹ عقد الدرر۔

(۹۶) آپ نے فرمایا نہیں، لیکن صاحب الامر وہ ہے جو نکالا ہوا ہوگا یا اکیلا ہوگا جو اپنے باپ کا انتقام لے گا جس کی کُنیت اس کے چچا کے نام پر ہوگی آٹھ مہینے تک تلوار اپنے کاندھوں پر لئے رہے گا۔

آپ بنی اُمیّہ کی ایک جماعت کی طرف سے گزرے جو مسجد رسولؐ میں حلقہ کئے بیٹھے تھے۔

(۹۷) آپ نے فرمایا قسم بخدا یہ دنیا اس وقت تک ناپید نہ ہوگی جب تک کہ میری نسل سے خدا ایک ایسا شخص نہ لائے جو تم میں سے ہزار در ہزار اور ہزار در ہزار کو قتل نہ کرے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ لوگ اتنے گنتی کے افراد کی اولاد ہیں اور اتنے شخصوں کی اولاد اتنی تعداد کو نہ پہونچے گی (جتنی آپ نے ابھی کہی ہے)، آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اس زمانے میں آدمی کے صلب سے اتنی اتنی اولاد پیدا ہوگی پھر ان کے غلام، ان کے دوست، ان کے احباب بھی تو اسی میں شمار کئے جائیں گے۔

(۹۸) آپ نے فرمایا کہ مہدیؑ کی پانچ نشانیاں ہیں، سفیانی کا خروج اور یمن والے کا نکلنا، اور آسمان سے شدید آواز، اور بیداء میں زمین کا دھنسنا اور نفس زکیہ کا قتل ہونا۔

(۹۹) آپ نے فرمایا کہ مہدی ۱۹ برس اور چند مہینے بادشاہت کریں گے۔

بشر بن غالب اسدی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا

(۱۰۰) اے بشر اس وقت قریش کا وجود باقی نہ رہے گا۔ جب حضرت قائم قریش کے

خمسمائۃ رجل فضرب اعناقهم صبرا ثم قدم
خمسمائۃ فضرب اعناقهم ثم قدم خمسمائۃ
فضرب اعناقهم صبرا رقال فقلت اصلحک
الله ایبلغون ذلک) فقال ان مولی القوم منهم
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۹۲)

(۱۰۱) وقال والذی نفس حسین بیدہ، لا ینتهی بنی امیۃ
ملکهم حتی یقتلونی وهم قاتلی فلو قد قتلونی
لم یصلوا جمیعا ابدا ولم یاخذ واعطاء فی
سبیل الله جمیعا ابدا ان اول قتیل هذہ
الامۃ انا واهل بیتی والذی نفس حسین بیدہ
لا تقوم الساعۃ وعلی الارض هاشمی
یطرق۔ (کامل الزیادۃ)

(۱۰۲) وقال انا قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکی۔

(۱۰۳) وقال کلمات اذا قلتهن ما ابالی عمن اجتمع
علی من الجن والانس بسم الله وبالله
والی الله وفی سبیل الله، وعلی ملۃ
رسول الله اللهم اکفنی بقوتک
وحولک وقدرتک شر کل مختال،

۱۰۲ کامل الزیارۃ　　۱۰۳ سفینۃ البحار

۵۰۰ افراد کو آگے کریں گے اور ان کو روک کر سب کی گردن مار دیں گے
پھر ۵۰۰ آگے بڑھائیں گے اور ان کی گردن ماریں گے پھر ۵۰۰ آگے
بڑھائیں گے اور ان کو روک کر تہہ تیغ کریں گے میں نے کہا خدا
آپ کا بھلا کرے کیا وہ اتنی تعداد میں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ
کسی قوم کے غلام یا دوست بھی اسی قوم میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۰۱ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
بنی امیہ کی سلطنت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک مجھے قتل نہ کر
لیں، اور یہی بنی امیہ میرے قاتل ہیں۔ اگر انھوں نے مجھے قتل کیا تو
پھر بھی ان کی شیرازہ بندی قائم نہیں ہو سکتی نہ انھیں جمع ہو کر نماز میں
ادا کرنے کا موقع ملے گا اور نہ خیر خیرات کا روپیہ ملے گا۔ اس امت کا
پہلا مقتول میں اور میرے اہلبیت ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی
جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ
ہوگی جب تک روئے زمین پر کوئی ہاشمی بھی چلتا پھرتا ہو۔

۱۰۲ میں کشتہ گریہ ہوں جو مومن مجھے یاد کرے گا روئے گا۔

۱۰۳ آپ نے فرمایا چند کلمے ہیں جن کو میں اگر دہرا لوں تو اگر مجھ پر جن و انس
بھی مل کر یورش کریں تو میں پروا نہ کروں گا وہ دعا یہ ہے بسم اللہ
وفی سبیل اللہ الخ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ۔ اللہ کے ساتھ اور
اور اللہ کی طرف اور اللہ کی راہ میں اور پیغمبر خدا کی ملت پر، خدایا اپنی
قوت قدرت، طاقت کے ذریعہ ہر فریبی کے فریب اور بدکاروں کے مکر

وکنیا الفجار فانی احب الابرار و الہ الاخیار و صلی اللہ علی محمد النبی و آلہ وسلم۔

مرّ علیہ السلام علی عبداللہ بن عمرو بن العاص فقال عبداللہ من احب ان ینظر الی احب اھل الارض الی اھل السماء فلینظر الی ھذا المجتاز۔

فما کلمتہ منذ لیالی صفین فاتی بہ ابو سعید الخدری۔

(۱۰۴) فقال لہ الحسینؑ اتعلم انی احب اھل الارض الی اھل السماء و تقاتلنی و ابی یوم صفین، واللہ انّ ابی لخیر منی (فاستعذر و قال ان النبیؐ قال لی اطع اباک)

قالؑ اما سمعت قول اللہ تعٰ و ان جاھدٰک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما، و قول رسول اللہؐ انما الطاعۃ فی المعروف و قولہؐ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

قیل سأل رجل الحسینؑ حاجۃ۔

(۱۰۵) فقالؑ لہ یا ھذا سوالک ایای یعظم

مناقب ابن شہر آشوب۔

فریب سے مجھے محفوظ رکھ کہ میں نیکو کار اور صاحبان خیر کو دوست رکھتا ہوں اور خدا رحمت نازل کرے محمد مصطفےٰ اور ان کے آل پر اور انھیں سلامتی عنایت فرمائے۔

امام حسینؑ کا گزر عبداللہ بن عمرو عاص کی طرف سے ہوا اس نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جو روئے زمین کے باشندوں میں آسمان کے رہنے والوں کو سب سے زیادہ پیارا ہو تو وہ آپ کو دیکھے مجھے شہہائے صفینؑ کے بعد آج تک شرف ہمکلامی نصیب نہ ہوا، ابو سعید خدری عبداللہ کو لئے ہوئے امام کے پاس آئے۔

(۱۰۴) امام نے پوچھا تم جانتے ہو کہ میں اہل زمین میں محبوب ترین شخص ہوں اہل آسمان کے نزدیک، پھر بھی مجھ سے اور میرے باپ سے صفینؑ میں برسرپیکار رہے خدا کی قسم میرے باپ تو مجھ سے بھی بہتر تھے۔ عبداللہ نے معذرت کی کہ پیغمبرؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ باپ کی اطاعت کرنا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن تم نے خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ اگر والدین تم کو شرک پر مجبور کریں تو ان کی اطاعت نہ کرنا۔ نیز پیغمبرؐ کا یہ ارشاد کہ وہی فرمانبرداری فرمانبرداری ہے جو اچھے کاموں میں ہو۔ نیز یہ ارشاد پیغمبرؐ بھی کہ خدا کی نافرمانی کرنے کے لئے کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

ایک شخص نے آپ سے عرض حاجت کی

(۱۰۵) تو آپ نے فرمایا اے شخص تیرا مجھ سے سوال کرنا میرے نزدیک بہت

لدای ومعرفتی بما یجب لک یکبر
علی، ویدی تعجز عن نیلک بما
انت اهله والکثیر فی ذات الله
قلیل وما فی ملکی وفاء
بشکرک فان قبلت بالمیسور دفعت
عنی مرارة الاحتیال لک
والاهتمام بما اتکلف من واجب
حقک۔

فقال الرجل اقبل یا بن رسول الله
الیسار واشکر العطیة واعذر علی المنع فدعی
بوکیله وجعل یحاسب علی نفقاته حتی
استقصاها، ثم قال له هات الفاضل من
الثلاثمائة الف فاحضر خمسین الفا قال
فما فعلت بخمس مائة دینار قال هی عندی
قال احضرها قال فدفع الدراهم والدنانیر
الی الرجل وقال هات من یحمل معک
هذا المال فاتاه بالحمالین فدفع الیهم
الحسین ردائه لکراء حملهم حتی حملوه
معه فقال مولی له والله ما بقی عندنا درهم

اہم ہے اور تیرا جو حق اپنے اوپر واجب سمجھتا ہوں وہ بہت بڑا ہے اور تو جو کچھ پانے کا مستحق ہے اس کے دینے سے میرا ہاتھ قاصر ہے اور خدا کی راہ میں کثیر بھی بہت قلیل ہے اور نہ میرے ملک میں اتنا مال ہے جسے میں تجھے دیکر تیرے اس احسان کا جو تو نے مجھ پر مجھ سے سوال کر کے کیا ہے پوری شکر گزاری کر سکوں، تو جو کچھ مجھے میسر ہے اگر تم اسے قبول کر لو تو مجھ سے اس تلخی کو دور کر دوگے جو مجھے تمھاری حاجت پوری کرنے کی چارہ جوئی میں ہوگی اور اس فکر و پریشانی سے بچا لوگے جو تمھارا واجبی حق پورا کرنے میں ہوگی۔

اس شخص نے کہا فرزند رسول جو آپ دے سکیں گے میں قبول کروں گا اور آپ کے عطیے کا شکر گزار ہوں گا اور جو نہ دے سکیں گے اس سے معذور سمجھوں گا۔ امام نے اپنے وکیل کو بلایا اور اس سے اخراجات کا حساب لینے لگے یہاں تک کہ پورا حساب لے لیا اس کے بعد فرمایا تین لاکھ درہم میں سے جتنا فاضل بچا ہے وہ لے آؤ۔ وہ پچاس ہزار درہم لایا آپ نے وکیل سے پوچھا وہ ۵۰۰ دینار کیا کیے؟ کہا وہ میرے پاس ہیں فرمایا انھیں بھی لاؤ آپ نے وہ کل درہم و دینار اس شخص کے حوالے کر دیئے اور فرمایا مزدور بلا لو جو یہ مال تمھارے ساتھ اٹھا کر لے جائے وہ مزدوروں کو بلا لایا آپ نے ان مزدوروں کو مزدوری میں اپنی ردا اتار کر حوالے کی اور وہ تمام درہم و دینار اٹھا کر لے گئے۔ آپ کے ایک غلام نے کہا خدا کی قسم اب ہمارے پاس ایک درہم بھی نہیں بچا،

واحد فقال لكن ارجو ان يكون لى بفعلى هذا اجر عظيم۔ (مقتل الخوارزمی)

(۱۰۶) وقال لابی عبد الرحمن يا ابا عبد الرحمن اما علمت ان من هوان الدنيا على الله تعالى ان راس يحيى بن زكريا اهدى الى بغى من بغايا بنى اسرائيل اما تعلم ان بنى اسرائيل كانوا يقتلون ما بين طلوع الفجر الى طلوع الشمس سبعين نبيا ثم يجلسون فى اسواقهم يبيعون ويشترون كان لم يصنعوا شيئا فلم يعجل الله عليهم بل اخذهم بعد ذلك اخذ عزيز ذى انتقام اتق الله يا ابا عبد الرحمن ولا تدع لى نصرتى۔